چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی تک

عالم اسلام پر سعودی عرب کے عظیم احسانات

اور

ایران کی ریشہ دوانیوں کا تجزیاتی مطالعہ

WWW.KITABOSUNNAT.COM

تالیف
ڈاکٹر وسیم محمدی

مکتبہ آل بیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھر پور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فہرست

❀ سانپ اور آستین (افتتاحیہ) -------------------- ابن شفیع ---- 7

۞ یہودیوں کے عقائد ---------------------------------- 8

۞ مشرقِ وسطیٰ میں جاری خونی کھیل ------------------------ 8

❀ مقدمہ ---------------------------- ابو رضوان محمدی ---- 24

۞ رافضیت کی تاریخ اور حقیقت، چند سطور میں ------------------ 30

۞ موجودہ صورتِ حال ---------------------------------- 37

❀ حرم کا نیا پاسبان، سلمان بن عبدالعزیز آلِ سعود -------- وسیم محمدی ----- 77

❀ آخر یہ چیخ پکار کیوں؟ --------- وسیم محمدی، عبدالسلام شکیل البشیری ---- 93

۞ حوثیوں کا مختصر تعارف ------------------------------ 94

۞ یمن کی دینی و سیاسی حیثیت -------------------------- 96

۞ مشرقِ وسطیٰ میں ایران کے ناپاک عزائم --------------------- 100

۞ یمن میں سعودی آپریشن کے اسباب وحقائق ------------------- 104

۞ عاصفۃ الحزم کے فوائد ونتائج اور اثرات --------------------- 115

۞ آخری اور نہایت اہم بات ---------------------------- 119

❀ سعودی عرب اور میڈیا کا حسنِ کرشمہ ساز -------------وسیم محمدی ---- 127

۞ شامی مہاجرین اور میڈیا کا منافقانہ رویہ --------------------- 127

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۞ حادثۂ حرم اور میڈیا کا رویہ ------------------------------- 135
۞ حادثہ منیٰ اور رافضی و کربلائی میڈیا کا ننگا ناچ------------------- 140
❀ ہیں مسلماں کچھ نظر آتے ہیں کچھ! ------------------ وسیم محمدی ---- 156
❀ سسکتا، بلکتا اور سلگتا احواز ---------------------- وسیم محمدی ----- 191
۞ محلِ وقوع اور جغرافیائی حیثیت -------------------------- 192
۞ مصیبت کا آغاز ------------------------------------ 194
۞ مظالم کی ایک طویل داستان ----------------------------- 196
❀ سعودی قطر تنازع اور لال بجھکڑوں کی خامہ فرسائی!------- وسیم محمدی ---- 210

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سانپ اور آستین

از قلم: ابن شفیع

مجھ کو طوفانِ حوادث سے ڈرانے والو
حادثوں نے تو میرے ہاتھ پہ بیعت کی ہے

''بحر و بر میں فساد برپا ہو گیا، یہ تمھارے ہاتھوں کی کمائی ہے۔'' اگر دنیا کے سارے فتنوں کی جڑیں ٹٹولی جائیں تو اس میں قومِ یہود کا ہاتھ ملے گا۔ یہ وہ قوم ہے جس کی تاریخ تقریباً 4000 سال پرانی ہے۔ ان کے ہاتھ انبیا کے خون سے لتھڑے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ اللہ کی تجسیم کے قائل ہیں۔ بائبل کے نزدیک حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور پر اللہ کو پشت کی جانب سے دیکھ لیا تھا۔ اس وقت دنیا میں یہودیوں کی تعداد تقریباً دو کروڑ ہے۔ یہ لوگ ایک خاص نسل (سامی) نسل سے تعلق رکھتے ہیں، انھوں نے اپنے نسلی تفاخر کو بڑی سختی سے قائم رکھا۔ یہودی حضرات یعقوب علیہ السلام کی اولاد ہیں، ان کا دوسرا نام اسرائیل تھا، اس لیے یہ بنی اسرائیل بھی کہلاتے ہیں۔ آج کل اس ملک کا نام اسرائیل ہے، جہاں یہ قیام پذیر ہیں۔

یہ ایک بڑی عجیب حقیقت ہے کہ یہودی بڑے پراسرار لوگ ہوتے ہیں، ان میں اعلیٰ تعلیم یافتہ اور سائنس دان لوگوں کی کمی نہیں، ان کے اہلِ علم دنیا کی بے شمار زبانیں سیکھتے ہیں اور اس میں کمال حاصل کرتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں بیل بچھڑا اور سانپ کو تقدیس کا درجہ حاصل ہے۔ بائبل کے نزدیک ابلیس جنت میں سانپ کی شکل میں داخل ہوا تھا اور سیب (شجرہ ممنوعہ) کی شاخوں سے لٹکتا رہتا تھا۔ وہ حضرت حوا علیہا السلام سے ہم کلام ہوتا تھا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھل کھانے کی ترغیب دیتا تھا۔ ''سنہرا بچھڑا'' تو سامری نے تخلیق کیا تھا، لیکن آج بھی گائے اور بچھڑے میں انھیں تقدیس نظر آتی ہے۔ ایک طرف جانوروں میں تقدیس اور دوسری طرف انبیا کی عصمتوں سے کھلواڑ!

محرّف بائبل نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام لونڈی تھیں، لیکن تاریخ کچھ اور ہی ثابت کرتی ہے۔ بعض مورخین کا کہنا ہے کہ آپ شاہِ مصر کی بیٹی تھیں۔ کتابِ مقدس کی تشریحوں اور اس کی تفسیروں سے حضرت ہاجرہ علیہا السلام کا لونڈی ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

یہودیوں کے عقائد:

یہودیوں کے افکار ونظریات پر ایک سرسری نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے:

- یہودی اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہیں۔
- اگر یہودی دنیا میں نہ ہوتے تو سورج طلوع نہ ہوتا۔
- نہ کبھی زمین پر مینہ برستا۔
- اللہ تعالیٰ نے تمام اموال پر یہود کو تسلط کا اختیار دیا ہے۔
- اگر کسی یہودی کو فائدہ پہنچ رہا ہو تو جھوٹ بولنا، جھوٹی گواہی دینا، دھوکا فریب سے کام لینا نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔
- یہودیوں سے کہا گیا ہے کہ اگر کوئی آبادی تمھارے قبضے میں آ جائے تو وہاں کے لوگوں کو قتل کر دو، کوئی قیدی اپنے پاس نہ رکھو۔ عورت، مرد، بوڑھے، بچے سب قتل کر دیے جائیں۔
- جس زمین پر یہودیوں کا قبضہ نہیں وہ نجس اور ناپاک ہے، اس لیے کہ پاک تو صرف یہودی ہوتے ہیں۔

مشرقِ وسطیٰ میں جاری خونی کھیل:

یہ ماضی قریب کی بات ہے، 1991ء کی پہلی خلیجی جنگ جو کویت کو عراق سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آزادی دلوانے کے لیے لڑی گئی، جب امریکی فوج کے یہودی دستے نے خیبر کی زمین پر قدم رکھا تو یہودی کمانڈر نے اپنی کلاشنکوف زمین پر پٹخ کر کہا تھا: ’’اے عمر (رضی اللہ عنہ)! دیکھ ہم پھر آ گئے۔‘‘

ہم جانتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں انھیں خیبر سے بے دخل کر دیا تھا۔

یہ جو عربوں کی سرزمین پر خونی سیاست کھیلی جا رہی ہے، اہلِ کربلا ان کا بھرپور ساتھ نبھا رہے ہیں۔ ہم نے عرب کے قدرتی وسائل کی لوٹ کی داستان نہیں سنانی ہے، دیگ کے صرف چند دانے ملاحظہ فرمائیں!

توانائی کے سنگین بحران سے دوچار ملک مصر نے صرف 2008ء سے فوجی آمر حسنی مبارک کی برطرفی تک تین سالہ مدت میں اسرائیل کو صرف ڈیڑھ ڈالر فی یونٹ کی قیمت پر گیس فروخت کی، اس عرصے میں گیس کی عالمی قیمت 12 سے 16 ڈالر فی یونٹ تھی۔ حسنی مبارک نے اپنے نمک خوار حسین سالم کے ذریعے EMG نامی کمپنی کے ذریعے مصر کو ایک سودے میں گیارہ ارب ڈالر کا نقصان پہنچایا۔

اسرائیلی اور کربلائی گریٹ پلان ملاحظہ فرمائیں!

عراق کو تین ریاستوں میں بانٹنے کا امریکی، اسرائیلی، کربلائی منصوبہ یہ ہے کہ شیعہ سنی اور کردستان، دراصل کردستان کے شہر کرکوک پر قبضے کی سازش ہے کہ کرکوک تیل سے مالا مال علاقہ ہے۔ عراقی تیل پر اب عملاً ان تین قوتوں کا قبضہ ہے۔ سنی علاقوں میں دھماکے، فائرنگ اور قتلِ عام انہی ابلیسی طاقتوں کا کام ہے۔ یہ ارضِ عراق پر عراقی فوج کی پسپائی کی داستان دراصل ایک سرنڈر ہے۔ یہ تیل کی پیاس تھی جو انھیں یہاں کھینچ لائی۔ یہ کتنا عبرت ناک واقعہ ہے کہ جب امریکی، یہودی فوجوں نے صدام حسین کے صدارتی محل پر قبضہ کیا تو صدام حسین کے محل خاص کے بیڈ روم میں ایک لیڈی امریکی کمانڈر نے قبضہ کر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لیا، بلکہ ڈیرہ جما لیا۔ سونے کے وہ ہینگر جن پر صدام حسین کے شاہی لبادے لٹکائے جاتے تھے، ان پر امریکی لیڈی فوجیوں کے زیر جامے لٹکتے رہتے تھے۔

یہود و نصاری اور کربلائیوں نے سرزمینِ عرب کی توانائیوں پر قبضے کا پلان 1991ء کی پہلی خلیجی جنگ سے دس سال پیشتر بنا لیا تھا۔ عراقی جنگ میں محاذِ جنگ چار ابعادی (ڈائمنش) میں تھا۔ اتحادی فوجیں فاصلے، بلندی اور وقت کی سرحدوں پر ہر رخ سے دور دور تک گہرائی میں جا کر مار کر رہی تھیں۔ محاذِ جنگ اب عقب میں تھا، اطراف میں تھا اور اوپر فضا میں تھا۔ حملوں کی منصوبہ بندی 12-24 یا 72 گھنٹے پہلے کر لی جاتی تھی۔ وقت پر نقل و حرکت کا تعین کرنے کے بعد خلیج کی پہلی جنگ کئی لحاظ سے زمینی فضائی جنگ کی متعینہ حدود سے آگے نکل گئی تھی۔

''آپریشن ڈیزرٹ اسٹارم'' میں تین ہزار کمپیوٹر شریکِ جنگ تھے، جن کا رابطہ امریکی سوپر کمپیوٹر سے تھا۔ دو کمپیوٹرائزڈ طیارے، مواصلاتی آلوں، ریڈار سسٹم اور دیگر ساز و سامان سے لدے پھندے محوِ پرواز رہتے تھے۔ زمین پر جاسوس ریڈار سسٹم جو چپے چپے کی خبر رکھتے تھے۔ جنگِ خلیج میں بہترین ماہر ٹیکنالوجی سپاہی بھیجے گئے تھے۔ فوج، دنیائے جنگ میں بھیجی جانے والی منفرد فوج تھی۔ وہ فنِ حرب اور ماہرین پر مشتمل تھی۔ کہنے کو تو امریکہ نے 5 لاکھ فوجی بھیجے، لیکن حقیقتاً صرف 2 ہزار فوجیوں کے ذریعے یہ جنگ جیت لی گئی۔ اسے ایک طور سے ''سائبر جنگ'' بھی کہا جا سکتا ہے۔

رپورٹ کے مطابق جنگ کا ایک محاذ یہ بھی تھا، امریکی مراکز کے نیٹ ورک کے طریقے بڑے پیچیدہ تھے۔ روزانہ 7 لاکھ ٹیلی فون کالیں اور ایک لاکھ 52 ہزار ایس ایم ایس اور 30 ہزار ریڈیائی نشری رابطوں سے کام لیا گیا۔ صحرا کی ارضی سطح پر پرواز کرتے ہوئے سب سے پہلے ریڈار سسٹم پر اٹیک کیے گئے اور عراق کو اندھا کر دیا گیا۔ دشمن کی فوج سینده لگانے کے لیے عربی دانوں پر مشتمل دو بٹالین موجود تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلیجی جنگ میں اتحادیوں کی ٹیکنالوجی کا یہ عالم تھا کہ محاذِ جنگ پر جگہ جگہ الٹی جانب کھلنے والے دروازے لگائے گئے تھے۔ دشمن فوجی سمجھتے رہے کہ دروازہ سیدھی سمت کھل رہا ہے، جب کہ وہ الٹی جانب کھل رہا ہوتا تھا۔ یہ جنگ الیکٹرانک جنگ کا پہلا تجربہ تھی۔ یہ پہلی برقی جنگ تھی۔ حریف کے ریڈار کی تباہی، اس کے کمپیوٹر کو وائرس کے ذریعے تباہ کرنا، ان کے خفیہ اطلاعات کے مراکز تباہ کرنا، جھوٹے سگنلوں کے ذریعے ان کے ساز وسامان کی نقل وحرکت کے عمل کو چکمہ دینا، انھیں غلط راستے پر ڈالنا اور دنیا نے دیکھا کہ کس طرح چند دنوں ہی میں یہ جنگ جیت لی گئی۔

عراق کی فتح کے بعد دنیا نے یہ مناظر دیکھے کہ یہود و نصاریٰ کے ساتھ یہ کربلا والے بھی لوٹ میں مصروف تھے۔ صدام حسین کے صدارتی محلات سے خزانے لوٹنے والے، بھاری بھرکم ٹرکوں میں سونے کی سلاخیں، نوادرات، جواہرات لاد کر راتوں رات لے گئے۔ ان کم بختوں نے بغداد کا میوزیم بھی نہیں چھوڑا اور دنیا کے انصاف پسند صرف تماشا دیکھتے رہے۔

آپ فلسطین سے افغانستان اور شام سے یمن کے محاذِ جنگ کا ایک سرسری مطالعہ بھی کریں تو روس و امریکہ اور اسرائیل کے ساتھ یہی کربلا والے دکھائی دیں گے۔ آخر انھیں کس چیز کی تلاش ہے؟ ان کے وہ ایسے کون سے ٹارگٹ ہیں جنھیں وہ ہر قیمت پر حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ اس بات کی تفصیل کے لیے ہمیں تاریخ میں تھوڑا سا پیچھے جانا ہوگا۔

مورخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نویں صدی قبل مسیح میں آریہ وسطِ ایشیا سے ایران، بھارت اور روس کی سمت گئے۔ یہی وجہ ہے کہ ایرانی مذہب اور ویدک عہد کے مذہبی عقائد میں گہری مماثلت پائی جاتی ہے۔ روسی عیسائی عقائد اور سامی نسل کے یہودی قبیلوں کے عقائد میں حیرت انگیز مماثلت ہے۔ قدیم فارس کے باشندے آریائی نسل کے تھے، ان میں بت پرستی عام تھی، گائے اور بچھڑے کے بت پوجے جاتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایران ''سوپر پاور فارس'' کے خبط میں مبتلا ہے۔ اتفاق سے سامی نسل کے یہودی بھی ''گریٹر اسرائیل'' کے جنون میں گرفتار ہیں۔ دونوں کے اپنے اپنے مفادات ہیں۔ روس اور امریکہ ان کے پشت پناہ ہیں۔ غزہ کی جنگ کے دوران میں سوشل میڈیا پر ایک تصویر بہت گشت میں تھی، جس میں یہ لکھا تھا: ''مسلم حکمران کو عید کا تحفہ'' نیچے لپ اسٹک، چوڑیاں اور کانوں کی بالیاں تھیں۔ مسلم حکمرانوں کو غیرت دلانے کے لیے یہ تصاویر اپ لوڈ کی گئی تھیں، لیکن یمن میں جب سعودی فوجوں نے کربلائی، روسی اور اسرائیلی فوجوں کو کھدیڑ کر پسپائی پر مجبور کر دیا تو یہی تلملاہٹ تھی جو ایامِ حج میں منیٰ میں بھگدڑ کی شکل میں نظر آئی۔

ایک مصدقہ اطلاع کے مطابق اس وقت اسرائیل میں غرقد کے پودے کی بڑے پیمانے پر شجر کاری کی جا رہی ہے۔ غرقد کا درخت جسے یہود "Jew Tree" کہتے ہیں۔ ایک خاص وقت میں، جب قومِ یہود کو کہیں پناہ نہیں ملے گی، یہ درخت انھیں پناہ دے گا۔

یہودی کاہن گذشتہ دو ہزار سالوں سے چاند گہنوں کا مطالعہ کرتے چلے آ رہے ہیں، خصوصاً خونی چاند یعنی Blood Moon کا، یہ ایک ایسا نادر چاند گرہن ہوتا ہے جب مکمل گہن کے وقت چاند لہو رنگ سرخ نظر آتا ہے۔ بدعقیدہ لوگ ایسے خونی چاند کو انتہائی خطرناک مانتے ہیں۔

قومِ یہود کے مطابق ''جب چار سرخ چاند ترتیب سے آئیں گے تو بنی اسرائیل کے لیے غم واندوہ کے بعد کامیابی اور فتح ہوتی ہے۔'' ایسا تاریخ میں بار بار پیش آیا ہے۔ وہ اپنی مقدس تلمود کے حوالے سے بات کرتے ہیں، جہاں سے یہ نسل پرست قوم دنیا کی حکمرانی کے شگون لیتی ہے۔ چار خونی چاند Four Blood Moon گذشتہ 500 سال میں صرف تین مرتبہ آئے:

① پہلی مرتبہ 93-1492ء میں جب اسپین میں یہودیوں پر آفت آئی، ان کا وہاں رہنا دوبھر ہو گیا، لیکن کولمبس نے امریکہ دریافت کر لیا، جہاں یہودی ہجرت کر گئے اور آج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکومتوں پر قابض ہیں۔

② دوسری مرتبہ چار خونی چاند 50-1945ء میں آئے، جب سات عرب ممالک کی افواج نے حملہ کر دیا، لیکن ناکامی سے دوچار ہوئے۔

③ تیسری مرتبہ 68-1967ء میں جب چار خونی چاند ہوئے تو عرب اسرائیل معرکہ ہوا اور دو ہزار سال بعد یروشلم یہودیوں کے قبضے میں چلا گیا۔

گذشتہ دو سالوں سے شدت پسند یہودی چار خونی گہنوں کا شدت سے انتظار کر رہے ہیں۔ گذشتہ اپریل 2014ء میں چار خونی چاند واقع ہو چکے ہیں، آخری گہن ستمبر 2015ء کو ہو چکا ہے۔ اب یہود کے عقیدے کے مطابق مسجد اقصی کی جگہ ہیکل سلیمانی کی تعمیر کا وقت آ گیا ہے۔ اس طرح اب عالمی اجارہ داری کا منبع واشنگٹن سے یروشلم منتقل ہو جائے گا۔ کیا یہ ممکن ہے؟

مستقبل کی جنگوں کے ہتھیار اور یہ ٹیکنالوجی کا طلسم ہوشربا ہے، جنھیں پڑھ کر دماغ چکرا جائے۔ محاذِ جنگ پر نہ دکھائی دینے والی دیوار کھڑی کر دی جائے گی۔ سپاہی اس نہ دکھائی دینے والی دیوار تک پہنچتے ہی الٹیاں کرنے لگیں گے اور چکرا کر گر پڑیں گے۔

فرانس اور کچھ دوسرے ممالک نے ہجوم کو کنٹرول کرنے کے لیے ایک انتہائی ترقی یافتہ جنریٹر ٹیسٹ کیا ہے، جس سے زیریں قسم کی صوتی لہریں نکلتی ہیں، جن کے اثر سے اس کی زد میں آنے والے قے کرتے ہیں، چکرا جاتے ہیں، ان پر غشی کے دورے پڑتے ہیں، اجابت کنٹرول کرنے کی استعداد سے محروم ہو جاتے ہیں اور وہ پیچس کا شکار ہو جاتے ہیں۔

فوجیوں کے بیرکوں میں ایسے خواب آور اور نشہ آور کیمیکل اسپرے کر دیے جائیں گے کہ جس کے اثر سے بہادر اور زیرک سپاہی اونگھتے رہ جائیں گے۔ پھر ان کی گرفتاریوں میں کوئی دشواری پیش نہ آئے گی۔ ایسی خصوصی ادویات بنائی گئی ہیں جنھیں انجکشن کے بجائے جلد کے مسامات کے ذریعے داخل کیا جائے گا۔ خواب گاہوں میں، شکار کے لباس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں اس کا اسپرے کر دیا جائے گا۔ شکار کی جلد کے مسامات جب اسے جذب کر لیں گے، یہ دوا انتہائی سرعت کے ساتھ خون میں شامل ہو جائے گی۔ اسے دہشت گردوں کے خلاف کارروائیوں میں استعمال کیا جائے گا۔

یہ ایک انتہائی خطرناک کیمیکل ہے جو بریک لگانے کی حیرت انگیز صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ سطح پر پھسلن کا کام بھی کرے گا، ریل کی پٹریوں، راستوں، ریمپوں، رن وے، لینڈ کرنے کے مقام، ہوائی پٹیوں، حتی کہ سیڑھیوں پر چھڑک دیا جاتا ہے کہ عرصۂ دراز تک وہ استعمال کے قابل نہیں رہیں گی۔

اس کے متبادل ایک ایسا کیمیکل بھی ہے جو اشیا کو اپنی جگہ چپکا دے، یہ کھڑی ہوئی مشینوں اور چیزوں کو اس طرح باندھ دے گا کہ وہ وہیں کھڑے کھڑے چپک کر رہ جائیں گی۔

لیزر گن اور اس کا استعمال تو ہم سائنس فکشن فلموں میں دیکھ ہی چکے ہیں کہ اس کا ایک فائر ایک مجمعے پر بھی کھول دیا جائے تو لیزر کی لہریں جو برقی مقناطیسی شکل میں ہوتی ہیں، انسانی دماغوں پر براہِ راست اٹیک کرتی ہیں، جس سے وہ بے ہوش ہو کر گرنے لگیں گے۔

کیا آپ تصور کر سکتے ہیں کہ مستقبل کی جنگوں میں سافٹ ویئر سپاہی حصہ لیں گے؟ ایسے سپاہی گذشتہ دو خلیجی جنگوں میں چھوٹے پیمانے پر استعمال ہوئے ہیں۔ اسمارٹ کمپیوٹر پروگراموں کو جنگی طیاروں کے کمپیوٹر میں فیڈ کر دیا گیا تھا۔ لڑاکا طیارے، ہیلی کاپٹر، میزائیل، صحرائی ریت کو روندتے ہوئے ٹینکوں اور بکتروں پر حملہ آور ہو رہے تھے۔ لوہے کے ہتھیار تو راتوں رات اسٹار بن گئے۔ اصل ''سوپر اسٹار'' تو نہ دکھائی دینے والے کمپیوٹر پروگرام تھے، جنھیں پراسیس کرنے اور تجزیے کے بعد موجود مواد کو بانٹا جا رہا تھا۔

عرب ممالک میں آگ و خون کا کھیل کئی دہائیوں سے کھیلا جا رہا ہے، اس میں وہ ممالک بھی پارٹنر بنے ہیں جو امن پسند کہلاتے ہیں۔ وہ عرب ممالک کو مادی اور علمی طور پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کنگال کرنا چاہتے ہیں۔ سوویت، روس اور روسی بلاک کے تمام ممالک کے انتشار کے بعد اُن کے بہترین دماغوں کو عرب ممالک نے پناہیں دی تھیں۔ ان کے ٹیکنالوجی اور سائنسی علوم کے ذخیرے سے عرب قوم فائدہ اٹھا رہی تھی۔

1990ء سے آج تک عرب ممالک میں ایسے اعلیٰ سائنٹسٹ اور ایٹمی ماہرین کا پراسرار حالات میں قتل ہوا، مغرب کی اصطلاح میں قتل کی یہ قسم ''قتل برائے علم کنٹرول'' کہلاتی ہے۔ یہ قتل عرب پناہ گاہوں اور عربی لیبارٹریوں میں ہوا۔ فنی ماہرین کے قتل کے کانٹریکٹ مغرب کی سرکاری ایجنسیاں غیر سرکاری طور پر کرتی ہیں۔ مزے کی بات ہے کہ ایسے تمام قتل کے مرتکبین کا کوئی سراغ نہیں مل سکا۔

امریکہ و اسرائیل کی ایک انڈر گراؤنڈ فورس ''بلیک واٹر'' کی تخلیق 1997ء میں ریاست کیرولینا میں عمل میں آئی۔ یہ تنظیم ہر سال 40 ہزار جنگجوؤں کو تربیت دیتی ہے۔ تباہ کاریوں اور غارت گریوں کے لیے ان کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔ یہ نہایت بے رحم اور سفاک لوگ ہوتے ہیں، ان کی تربیت اس انداز میں ہوتی ہے کہ بے حسی اور سفاکی کا عنصر کوٹ کوٹ کر بھرا جاتا ہے، کیوں کہ یہ تمام رشتوں سے عاری ہوتے ہیں، ان کو انسانوں کے ساتھ جانوروں جیسا سلوک کرنے میں کوئی ندامت نہیں ہوتی، کیوں کہ ان کی نہ کوئی ماں ہوتی ہے نہ باپ۔ اس میں غالباً ان ناجائز بچوں کی بھرتی کی جاتی ہے جو امریکہ اور مغربی ممالک میں سالانہ لاکھوں کی تعدا میں پیدا ہوتے ہیں۔ ان کی خدمات عراق وشام، کویت، یمن اور افغانستان میں لی گئیں اور لی جا رہی ہیں۔

بلیک واٹر کے گُرگے سِول لباس زیب تن کرتے ہیں، کم بولتے ہیں اور زیادہ تر ہتھیاروں کی زبانیں بولتے ہیں۔ ان کے ذریعے زیادہ تر سیاسی نوعیت کے قتل کی وارداتیں انجام دی جاتی ہیں۔ عام آبادیوں میں اس کے ''سلیپر سیل'' گھلے ملے ہوتے ہیں، جنھیں اپنے وقت پر جگایا جاتا ہے۔ قیدیوں پر جیل خانوں میں ایک خطرناک قسم کے ٹارچر کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استعمال کیا جاتا ہے۔

''نیوز ویک'' نے اس اذیت ناک تشدد کے بارے میں لکھا ہے:

''یہ طریقہ اسپین نے ایجاد کیا تھا، جس میں قیدی کو اوندھے منہ لٹا دیا جاتا ہے اور ایک باریک پائپ کے ذریعے قیدی کے نتھنوں میں پانی کے قطرے ٹپکائے جاتے ہیں، جس سے تھوڑی دیر ہی میں محسوس ہوتا ہے کہ انسان پانی میں ڈوب رہا ہے۔''

''دہشت گردوں'' کی پناہ گاہوں کے خاتمے کے نام پر چالیس مغربی ممالک عرب ممالک پر ٹوٹ پڑے ہیں۔ لاشوں اور خون کا یہ کاروبار کئی دہائیوں سے جاری ہے۔ ان تمام حقیقتوں کے باوجود ایک مغربی تجزیہ نگار کے مطابق:

''مستقبل قریب میں سوپر پاورز کئی سو ٹکڑوں میں بٹ جائیں گے۔ آج دنیا میں سوا سو (125) ممالک ہیں۔ کل اس کرۂ ارض پر 5000 چھوٹے چھوٹے ممالک کا وجود ہوگا۔''

﴿وَ مَكَرُوْا وَ مَكَرَ اللّٰهُ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ﴾[آل عمران: ٥٤]

ایک اور الیکٹرانک میڈیا کے تجزیہ نگار نے بڑی عجیب بات پیش کی ہے:

''گلوبل ورلڈ کے گلوبل کلاک کی رفتار تیز تر ہوگئی ہے۔ تاریخ کے اس لمحے کو کوئی چیز اس کے گذشتہ دور سے اتنے حیرت انگیز طریقے سے علاحدہ نہیں کرتی، جتنی کہ تبدیلی کی رفتار میں تیزی۔ اس بارے میں دنیا کو قائل کرنے کی ضرورت ہے کہ حالات و واقعات میں تیزی آ گئی ہے۔ اس برقی دور کی عمر صرف دس سال ہے، لیکن وقت تقریباً 50 سال آگے چل رہا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ وقت نے جیسے چھلانگ لگا لی ہو۔''

تو کیا وہ دور آن پہنچا ہے کہ سال مہینے، مہینے ہفتہ اور ہفتہ گھنٹوں میں گزرے گا؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کل عرب ممالک اور عرب قوم دنیا کی امام تھی۔ غرناطہ اور بغداد کی دنیا میں علمی اجارہ داری تھی۔ اس وقت مغربی طلبا عربوں کی یونیورسٹیوں میں تعلیم پانا اعزاز سمجھتے تھے۔ عربی مصنفین کی کتابیں مغرب میں بائبل کی حیثیت پا چکی تھیں۔ اس وقت مغرب کے مشینی انقلاب اور سیاسی تحریکات نے نااہل مسلم حکمرانوں کے سبب جگہ پا لی۔ برطانیہ اور روس نے اس کمزوری کا فائدہ اٹھایا اور اسلامی ممالک کو نگلنا شروع کر دیا۔

قدرت نے عربوں کو پھر ایک موقع دیا۔ 1935ء کے آس پاس تیل کی دریافت ہوئی اور عرب ممالک ایک بار پھر امامت کے منصب پر آ گئے۔ اس بار معاشی طور پر دنیا کے امام بنے۔ سیاسی عسکری لگام تو ہاتھ سے چھوٹ گئی، لیکن توانائی کی باگیں ہاتھ میں آ گئیں۔ مغرب نے سیکڑوں تجربات کیے، دنیا کے ماہرین کی ٹیم برسوں کوششیں کرتی رہیں کہ تیل کا متبادل توانائی کا کوئی ایندھن دریافت ہو جائے، اس میں کچھ کامیابیاں ملی ضرور، لیکن یہ متبادل بھی تیل سے کچھ کم سستا نہیں۔ یہود و نصاریٰ نے جنگی حکمتِ عملیوں کے ذریعے ان پر جنگیں لادیں، سیاسی کھیل کھیلے، کچھ حد تک تیل کے ذخائر تک رسائی بھی حاصل ہوگئی، لیکن انھیں بھاری قیمتیں چکانی پڑی ہیں۔

یہ جو عراق و شام کو طویل جنگوں کے ذریعے کھنڈر بنا دیا گیا، اب انفرا اسٹرکچر کی تعمیرِ نو کا ڈھنڈورا پیٹ کر کنسٹرکشن کمپنیاں وہاں تعمیرات کر بھی رہی ہیں تو کس قیمت پر؟ کنسٹرکشن کمپنیوں کو بڑے بڑے کانٹریکٹ دیے جا رہے ہیں، سب سے بڑا کانٹریکٹ جارج بش سینئر کو ملا ہے اور جارج بش جونیئر کی فیملی کنسٹرکشن بھی اس سے فائدہ اٹھا رہی ہے۔ کیا دنیا کو معلوم بھی ہے کہ امریکی، اسرائیلی اور برطانوی کنسٹرکشن کمپنیاں اپنے کانٹریکٹ کی رقم کس صورت میں وصول کر رہی ہیں؟ عراقی آئیل ریفائنریز سے کئی برسوں سے تیل نکالنے کے کانٹریکٹ۔ تو یہ ہے ان کے ''وار آن ٹیرر'' کا راز....!

تیل عربوں کا اور اس سے مغرب کے پیاسوں کی پیاس بجھائی جائے۔ یہ جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دہشت گردی کا شور ہے، دراصل تیل کی پیاس ہے جو انھیں عرب ممالک تک کھینچ لائی ہے۔ یہ جو مغرب میں رونق ہے، کمپیوٹر، موبائل، انٹرنیٹ کی دنیائیں، ہوائی کمپنیاں، یہ خلائی مشن، یہ ٹیکنالوجی کی پیش رفت، سب عربی تیل کی رہینِ منت ہے۔ عرب جو انتہا پرست ہیں، غیر روادار ہیں، دہشت گرد ہیں اور مغرب دشمن ہیں، ان ہی کی روٹی کے ٹکڑوں پر مغربی مالدار زندہ ہیں۔ عرب ممالک پر لادی جانے والی یہ جنگیں دراصل آئیل وار (Oil War) ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس میں فتح یاب کون ہوتا ہے۔

عرب کل تک سوپر پاور تھا اور اب قدرت نے اسے آئیل پاور (Oil Power) عطا کر دیا ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق عرب کے توانائی کے یہ ذرائع سو سال تک بے دریغ استعمال کے باوجود کم نہ ہوں گے۔ دوسرے لفظوں میں یہ دنیا آیندہ سو سال تک عربوں کی محتاج رہے گی۔

ایک اطلاع کے مطابق امریکہ میں چٹانوں کے نیچے تیل کے ذخائر موجود ہیں۔ امریکہ نے بطورِ حکمتِ عملی اسے ریزور کر رکھا تھا، اب اس نے عربی تیل کی خریداری کم کر دی۔ امریکیوں کا خیال تھا کہ اگر اس نے تیل خریدنا بند کر دیا تو عرب ممالک کی معیشت کی کمر ٹوٹ جائے گی۔ دوسرے کئی ممالک بھی اس خوش فہمی میں مبتلا ہو گئے۔

یہ سمجھا گیا کہ سعودی عرب، کویت، لیبیا، متحدہ عرب امارات اور قطر کو تیل کے کم ہوتے بھاؤ کے مدِنظر تیل کم نکالنا پڑے گا، لیکن اوپیک جس میں یہ تمام ممالک شامل ہیں، زیادہ چالاک نکلا۔ اس نے فیصلہ کیا ہے کہ تیل کی قیمت عالمی مارکیٹ میں کتنی ہی کم کیوں نہ ہو جائے، تیل نکالنے کی مقدار میں کوئی کمی نہ کی جائے گی۔ تیل کے گرتے داموں کی وجہ سے امریکہ کو اپنی زمین سے تیل نکالنا گھاٹے کا سودا بن سکتا ہے، کیوں کہ چٹانوں کے نیچے سے تیل نکالنے کی تکنیک خاصی مہنگی ہے۔

دوسری طرف عربوں نے اپنی جوان نسلوں میں ایسے ماہرین اور ٹیکنیشین پیدا کر لیے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہیں جو آئیل ریفائنریوں سے تیل نکالنے کا ہنر بخوبی جانتے ہیں۔ انھیں امریکی، برطانوی، اطالوی اور اسرائیلی ماہرین کی ضرورت نہیں۔ عرب کل کی دنیا کے امام تھے اور آنے والے کل بھی دنیا کے امام رہیں گے۔[1] ان شاء اللہ

☆☆☆

---

[1] حواشی:

- مستقبل کی جنگیں اور اس کا تدارک (ربلون اور ہائیڈی ٹوفلر)
- بلیک واٹر (مولانا عاصم عمر)
- ''وحدت جدید'' (نئی دہلی) جنوری، فروری
- غزہ، تیری جرأت کو سلام (ڈاکٹر عابد الرحمٰن)
- دنیا کے دو خیموں میں بٹنے کا وقت (اوریا مقبول جان)
- عراق انتشار کا نیا کھیل (عبدالغفار عزیز)
- عراق، داعش کی پیش قدمی (عبدالغافر صلاح)
- مذاہبِ عالم کا انسائیکلو پیڈیا (لیوس مور، یاسر جواد)
- بین الاقوامی مذاہب (پروفیسر محمد اکرم رانا)
- مقدس جنگ اور پیشین گوئیاں (ولید ملک) سہ روزہ ''دعوت'' (نئی دہلی) 16-09-2015
- عرب چالاک ہو گئے (راشٹریہ سہارا) 21-12-2014 (ممبئی)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

میں یہ نہیں کہتا کہ مرا سر نہ ملے گا
لیکن مری آنکھوں میں تجھے ڈر نہ ملے گا

اس شعر کے حوالے سے میں وسیم محمدی کی چشم کشا تخلیق ''چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی'' کے متعلق چند باتیں درج کروں گا۔

وسیم محمدی اور ان کا ورک جو مڈل ایسٹ کے حالات کے بارے میں ایک ریسرچ ہے، بلاشبہہ ایوارڈ کے قابل ہے۔ انھوں نے جتنی تحقیق اور ریسرچ کا کام کیا ہے، وہ کسی جنونی شخص کے ہاتھوں ہی انجام پا سکتا ہے۔ ایم فل اور پی ایچ ڈی کے لیے تو بس کچھ کار آمد تلخیص سے کام چل جاتا ہے، لیکن وسیم نے انٹرنیٹ کی کتنی سائٹس کھنگالی ہوں گی؟ نہ جانے کتنے مواد ڈاؤن لوڈ کیے ہوں گے اور برقی کچرے میں سے کتنی خون آلود نیوز کا مطالعہ کیا ہوگا؟ مجھے یقین ہے کہ بے شمار نیندیں کمپیوٹر کی کلک اور ماؤس کی سرچ میں برباد ہوگئی ہوں گی، اوپر درج شعر ان کی تحقیق کی تفسیر کے طور پر درج کیا گیا ہے۔

مشرقِ وسطی کے تناظر میں جب وسیم نے بات کی تو ایسی اصطلاحیں ایجاد کیں کہ بس صرف ایک اصطلاح نے پوری قوم کی سائیکی (ذہنیت) کی تصویر کھینچ دی، ملاحظہ فرمائیں: ''صیہونی، کربلائی اور تحریکی میڈیا'' تین قوموں، تین نظریوں اور تین ذہنیتوں کا پوسٹ مارٹم صرف تین اصطلاحوں میں بیان کر دیا۔ یورپی ممالک نے دو لاکھ شامی مہاجرین کو پناہ دی، سعودی عرب نے 40 لاکھ شامی مہاجرین اور 40 لاکھ برمی مہاجرین کو پناہ دی۔ آج تک ان کا مالی تعاون جاری ہے، لیکن کربلائی اور تحریکی میڈیا صرف یورپ کی دریا دلی کی رپورٹ کرتا رہا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وسیم بھائی نے وہ رپورٹ پیش کی ہے جس کی تفصیل دنیا کے کسی نیوز چینل نے نہیں پیش کی۔ کرین حادثے کے مہلکین کے ورثا اور ہر شدید زخمی کو دس دس لاکھ ریال (ایک کروڑ ستر لاکھ روپے سے زیادہ) معاوضہ ملا۔ کرین حادثے کا سبب بننے والی ملک کی سب سے بڑی، سب سے دولت مند کمپنی اور سب سے زیادہ رسوخ رکھنے والی کمپنی بن لادن کے سارے پروجیکٹ روک کر اس کے تمام ٹھیکے منسوخ کر دیے گئے۔ بن لادن کمپنی کنسٹرکشن کی دنیا کی نمبرون کمپنی ہے، لیکن شاہ سلمان نے کسی کے ساتھ کوئی رعایت نہ برتی اور سب کو کٹہرے میں کھڑا کر دیا۔ صرف ایک ہفتے کے اندر مظلومین کو انصاف مل گیا۔ وسیم نے ان لوگوں کو آئینہ دکھایا ہے جو سعودی حکومت کو بادشاہت کہتے ہیں اور خاندانی اقتدار کو خلافتِ اسلامیہ کا دشمن قرار دیتے ہیں۔ انصاف کی باتیں کرنے والے بھوپال گیس سانحہ اور بابری مسجد کیس کی طوالت پر غور کریں۔

آپ دنیا کا نقشہ ملاحظہ فرمائیں، مشرقِ وسطی اور عرب ممالک میں اسرائیل کسی خنجر کی طرح نظر آتا ہے۔ عرب کی پشت میں پیوست یہ خنجر ایک Symbol ہے کہ حرمین شریفین تک کی زمینیں عنقریب اس خنجر کی زد میں آنے والی ہیں۔ اس لیے مشرقِ وسطی میں انتشار کا ایک کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ تیونس سے شروع ہونے والا یہ فساد جب یمن پہنچا تو ان فسادیوں کو روکنے والے ہاتھ سعودی فوج کے تھے۔ شاہ سلمان کی جنگی ڈپلومیسی نے صیہونی اور کربلائی طاقتوں کے دانت کھٹے کر دیے۔

وسیم محمدی کتنا خوب صورت جملہ پیش کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

> ”ایران اور اسرائیل دو ایسے دہشت گرد ملک ہیں جن کی دہشت گردی کا چشمہ امریکی سمندر سے سیراب ہوتا ہے، جب تک یہ چشمے خشک نہیں کیے جائیں گے، ان کا سرچشمہ انجام کو نہیں پہنچے گا۔“

شام و یمن میں حوثی امامیوں نے داعش اور روسی درندوں کی مدد لے کر سنی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کی لاشوں کے پشتے لگا دیے، لیکن سعودی جیالوں نے ان کے قدم اکھاڑ دیے، لیکن یہ آستین کے سانپ بھول گئے کہ فتح لاشوں کی کثرت سے حاصل نہیں ہوتی، اگر ایسا ہوتا تو فرعونی شان وشوکت قہر کی موجوں میں غرق نہ ہوتی، سلطنتِ روم رو بہ زوال نہ ہوتی، امریکہ ویت نام سے جان بچا کر فرار نہ ہوتا، کمیونسٹ افغانستان سے دم دبا کر نہ بھاگتا اور جارج بش، ٹونی بلیئر اور اوباما دنیا میں اتنے ذلیل نہ ہوتے۔

وسیم محمدی نے آستین کے سانپوں کا تذکرہ کیا ہے کہ کربلائیوں اور حوثیوں نے دھمکی دی تھی کہ اس سال کا حج دھماکہ خیز ہوگا۔ منیٰ حادثے کے ذکر میں انھوں نے بتایا کہ مخالف سمت سے کربلائیوں کی ایک کثیر تعداد ماتمی نعرہ بلند کرتے آدھمکی اور راستہ بلاک کر دیا، بھگدڑ مچ گئی، حجاج ایک دوسرے کو کچلنے لگے۔ ایک مصری ڈاکٹر کے مطابق بعضوں نے اپنی یادداشت کھودی، ان کے دماغ میں زہریلی گیس کے اثرات پائے گئے۔

ایک تحقیق کے مطابق داعش کو امریکہ واسرائیل نے کھڑا کیا ہے اور وہ ان کو مالی امداد پہنچاتے ہیں۔ وائس آف رشیا کے مطابق داعش کا نامزد خلیفہ 2004ء میں امریکی فوج کے ہاتھوں گرفتار ہوا، اوباما کے دور میں اسے رہا کیا گیا اور اب وہ عراق وشام میں قاتلوں کی قیادت کرتا نظر آ رہا ہے۔

وسیم محمدی کی نگاہیں وہاں تک پہنچ گئی جہاں جانے کے بارے میں خواب میں بھی نہیں سوچا جا سکتا۔ ''چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی'' مختصر ہونے کے باوجود اپنے آپ میں ایک انسائیکلو پیڈیا ہے، یہی مثال لے لیجیے، وہ رقم طراز ہیں:

> ''اس سال سعودی حکومت نے بیس لاکھ حاجیوں کی میزبانی کی، صرف طبی خدمات کا ذکر کیا جائے تو 2500 ایمبولینس، 5000 ہسپتال اور دیگر طبی آلات کی ترسیل عمل میں آئی۔ اس حج کے دوران میں صرف تین دن کے اندر 340 حاجیوں کی اوپن ہارٹ سرجری ہوئی جو بالکل مفت ہوئی، حکومتِ سعودی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرب نے صرف حج کے لیے پوری ایک منسٹری بنا رکھی ہے اور ان خدمات کے لیے ایک بجٹ مختص ہوتا ہے۔ بعض عقل کے پیدل لوگوں نے اعتراض کیا کہ حکومت حاجیوں سے کروڑوں ڈالر کماتی ہے۔ کیا کسی حاجی کو کبھی ترغیب دی گئی کہ چندہ برائے توسیع و تعمیر حرمین شریفین دے؟ کسی حاجی کو چندے کا ڈبا نظر آیا؟ قبر مبارک کی زیارت کی فیس وصول کی گئی؟ کیا زم زم قیمتاً بیچا گیا؟ مزید تحقیق یہ سامنے آئی کہ پندرھویں صدی ہجری کے جو 36 سال گزرے ہیں، سعودی عرب نے تقریباً سات کروڑ حاجیوں کی میزبانی کی ہے۔''

وسیم محمدی کے اس جملے کی کاٹ دیکھیے:

''سعودی عرب میں عورت کو ڈرائیونگ کی اجازت نہ ملے تو عالمی برادری اسے آزادی کے منافی سمجھتی ہے، مگر اس کی آبرو لٹتی رہے، کسی کو کوئی پروا نہیں۔''

وسیم محمدی نے اپنی کتاب کے ذریعے وہ حقائق دنیا کو بتائے ہیں جو لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہیں۔ آزاد میڈیا کا دعویٰ تو ہر روز پیش کیا جاتا ہے، لیکن ایسے حقائق اکثر پوشیدہ ہی رہتے ہیں۔ یہ وسیم محمدی کا آہنی ارادہ ہی تھا کہ اسے بڑی جرأت کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کیا۔

یہاں میں جملہ معترضہ کے بطور ایک بات کہنا چاہوں گا کہ ایک ہزار سال تک عربوں نے دنیا کی امامت کی ہے اور اب بھی اقوامِ عالم عربوں کی محتاج ہے۔ یہ ان کی بدنصیبی اور عربوں کی خوش قسمتی ہے کہ ان ''تیل کے پیاسوں'' کی پیاس عربوں کے تیل ہی سے بجھتی ہے۔ اس لیے تو منافقوں اور آستین کے سانپوں کو آلہ کار بنایا گیا۔

سانپ آپس میں کہہ رہے ہیں حفیظؔ
آستینوں کا انتظام کرو

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

ازقلم: ابو رضوان محمدی

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على رسوله الكريم، وعلىٰ آله وصحبه أجمعين، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، وبعد:

حدیثِ رسول ﷺ ہے:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ سِنُونَ يُصَدَّقُ فِيهَا الْكَاذِبُ، وَيُكَذَّبُ فِيهَا الصَّادِقُ، وَيُخَوَّنُ فِيهَا الْأَمِينُ، وَيُؤْتَمَنُ فِيهَا الْخَائِنُ، وَيَنْطِقُ فِيهَا الرُّوَيْبِضَةُ » قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَمَا الرُّوَيْبِضَةُ؟ قَالَ: « السفيه يتكلم فِي أَمْرِ الْعَامَّةِ » قال ابن قدامة: وحدّثني يحيٰ بن سعيد الأنصاري عن المقبري قال: وتشيع فيها الفاحشة.[1]

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا، جس میں جھوٹے کو سچا مانا جائے گا اور سچے کو جھوٹا قرار دیا جائے گا، امانت دار شخص کو خائن سمجھا جائے گا اور خیانت کرنے والے کو امین بنایا جائے گا (اسے امانتیں دی جائیں گی) اور اس

[1] سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٤٠٣٦) و أحمد (٢٩١/٢) والحاكم (٥١٢/٤) واللفظ له، وقال: صحيح الإسناد ولم يخرجاه وأقره الذهبي.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زمانے میں رویبضہ (بھی) بولنے لگیں گے۔'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! رویبضہ کیا ہے؟ فرمایا: ''بیوقوف آدمی، عام لوگوں کے معاملات میں بات کرے گا۔''

ابن قدامہ کہتے ہیں کہ مجھ سے یحیٰی بن سعید انصاری نے مقبری سے روایت کرتے ہوئے مزید بیان کیا: ''اس زمانے میں فحاشی (بے حیائی اور گناہ) عام ہو جائے گی۔''

چودہ سو سال پہلے کہے گئے مذکورہ الفاظ کے آئینے میں موجودہ دور کی عکاسی پر قربان جایئے کہ شاید کوئی کافر و منکر بھی اس پر غور کرے تو صداقتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی دیتا ہوا کلمہ پڑھ لے۔ اپنے گرد و پیش پر نظر ڈالتے ہوئے نگاہ کے دائرے کو وسیع کرتے جایئے اور عالمی منظر نامے تک پھیلا دیجیے، نظر آتا ہے کہ وہ مغربی دنیا اور دین بیزار طبقات جو علی الاعلان گوبلز کے نظریے پر عمل پیرا ہیں کہ جھوٹ بولو، جھوٹ بولو، یہاں تک کہ اسے سچ مان لیا جائے، جو ''محبت و جنگ میں سب کچھ جائز ہے'' کے نامعقول فلسفے کو اپنی پالیسی رکھتے ہیں، وہ مستند جھوٹے اس قدر سچے مانے جاتے ہیں:

إذا قلتُ شِعراً　　　أصبح الدهر مُنْشِداً

''جب میں کوئی شعر کہتا ہوں تو سارا زمانہ اسے گنگنانے لگتا ہے۔''

کی تصویر بنے ہوئے ہیں۔

وہ یہود و ہنود جن کی مذہبی تعلیم کا حصہ ہے کہ اپنے عزائم و مقاصد کی تکمیل کے لیے نقصان اور تکلیف سے بچنے کے لیے جھوٹ بولنا، تقیہ و مدارات کرنا جائز ہی نہیں، بلکہ لازم اور عین مصلحت و حکمت ہے (تلمود اور منوسمرتی کے احکامات دیکھے جا سکتے ہیں)۔ وہ روافض جن کے دین کی بنیاد تقیہ و نفاق پر قائم ہے کہ ان کے یہاں دین کے دس حصوں میں سے نو تقیہ پر مشتمل ہے اور ان کے ہاں اس کا کوئی دین نہیں، جس کے پاس تقیہ نہ ہو۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ شیعہ کی معتبر کتاب ''الکافی'' میں ہے۔

یہ طبقات اور ان کا تابع فرمان میڈیا دروغ کو فروغ دے کر اپنے کام نکالتے ہیں، بار بار ان کی کذب بیانیاں بے نقاب ہوتی رہی ہیں، لیکن یہ مستند اور سچے مانے جاتے ہیں۔ بالخصوص اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں ان کی تشہیر کا مواد 90 فی صد سے زیادہ غلط بیانی، مغالطہ آرائی اور صریح جھوٹ پر مشتمل ہوتا ہے، لیکن ''یُصَدَّقُ فِیهَا الکَاذِبُ'' کے تحت ان پر اعتماد کر لیا جاتا ہے اور سچ بولنے والوں کی آواز محدود دائروں میں گونج کر گم ہو جاتی ہے، جسے لوگ سنتے بھی ہیں تو اسے قابلِ اعتبار نہیں سمجھتے۔

امانت دار کو خائن اور خائن کو امین سمجھنے کی واضح تصویر حکمرانوں، عہدیداروں اور مناصب مسئولیات کے مقامات میں دیکھی جا سکتی ہے۔ صاف صاف حالت یہ ہے کہ شریف اور ایماندار آدمی ہر مقام پر پیچھے ہے۔ حکومت و ولایت ہو یا محکموں اور اداروں کے مناصب یہ سب کچھ ان افراد کا حصہ ہیں جو مکر و فریب میں طاق ہیں۔ احساسِ ذمہ داری، احساسِ جوابدہی کے بجائے اقتدار و اختیار کے ذریعے لوٹ کھسوٹ اور خیانت کا بازار گرم ہے۔ حکومت و سیاست کے ایوان ہوں یا دین و مذہب کے میدان، بڑے بڑے خائن بڑی بڑی امانتوں پر قابض اور مسلط ہیں۔ اجتماعی اور اداری سطح سے لے کر انفرادی سطح تک یہی نقشہ ہے۔

رہ گیا حدیث کا آخری جملہ کہ احمق و نادان امرِ عامہ میں لب کشائی اور دخل اندازی کرے گا تو اس کی عملی تعبیر جمہوری ماحول سے بڑھ کر کیا ہوگی کہ یہاں ہر کس و ناکس اپنی رائے برملا پیش کرتا ہے، بلکہ تھوپنا چاہتا ہے۔ دنیوی امور اور فنون تو چھوڑیے، یہاں دینیات میں بھی اہلِ اختصاص اور اہلِ فن کے بجائے عوام رائے زنی کرتے نظر آتے ہیں، بلکہ فتوے بازی کرتے ہیں، اور فحاشی کا عام ہونا تو یہ بدیہی حقیقت ہے۔

جدید ترقیات نے دنیا کو گلوبل ویلج بنا دیا ہے، دنیا کے کسی چپے میں کوئی واقعہ یا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حادثہ رونما ہوا کہ لمحوں میں دنیا کا گوشہ گوشہ اس سے باخبر ہو جاتا ہے، فاصلے سمٹ گئے، رابطے نہایت آسان ہو گئے، مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ ان قربتوں اور سہولتوں کے باوجود واقعات کی صداقتوں، اقدامات کی حقیقتوں اور منافقین کے حقیقی چہروں سے واقفیت کے سلسلے میں دنیا اب بھی قدیم زمانوں کی حالت میں ہے۔ اس پہلو سے متمدن دنیا انتہائی پسماندہ ہے۔ سچائیاں نہ جان کر دھوکا کھانے، صحیح کو غلط اور غلط کو صحیح سمجھنے، فریب دہی اور فریب خوردگی بالکل اسی طرح غالب ہے جیسے ماضی بعید میں ہوا کرتی تھی۔

ابلیس نے شجرہ ممنوعہ کو شجرۃ الخلد باور کرا کے آدم وحوا علیہما السلام کو بہکایا، آج بھی اشجارِ ممنوعہ (محرمات) کو یوں ہی مزین اور پرکشش بتایا جا رہا ہے۔ نوح علیہ السلام کلمہ حسن وصداقت پیش کرتے تو قوم کانوں میں انگلیاں ڈال لیتی، آج بھی اہلِ حق کی آواز نقار خانے میں طوطی کی آواز ہے۔ سچائیاں لوگوں تک پہنچتی ہی نہیں یا جھوٹ کا اس قدر غلغلہ اور غلبہ ہے کہ لوگ سچائیوں تک پہنچنے سے گریز کرتے ہیں۔ نوح علیہ السلام کے متبعین کو قوم کے لوگوں نے ''الاذل''، انتہائی پسماندہ اور گرے پڑے لوگ کہہ کر تحقیر کی اور ناقابلِ اعتنا سمجھا۔ آج بھی دینِ حق کے پیروکاروں کو رجعت پسند، ڈاڑھی اور حجاب کے حوالے سے پچھڑے اور پسماندہ کہا جاتا ہے۔

فرعون اور آلِ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے پیغمبرِ حق کو ''فسادی'' کہا۔ آج کے فراعنہ کا میڈیا بھی پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم جیسی کامل شخصیت اور رسولِ رحمت کو انتہا پسند اور ان کے متبعین کو شدت پسند اور دہشت گرد باور کرا رہا ہے۔ عہدِ رسالت کے کفار ایمان لانے والوں کو صابی یعنی بے دین کہتے اور منافقین اپنی تمام تر ریشہ دوانیوں، فتنہ سامانیوں اور فساد انگیزیوں کے باوجود دعویٰ کیا کرتے:

﴿اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ﴾ [البقرۃ: ١١] ''ہم تو صرف اصلاح کرنے والے ہیں۔''

ٹھیک اسی طرح آج کی تمام باطل قوتیں، عالمی طاقتیں بالخصوص یہود و نصاری، روافض اور ہنود اہلِ نفاق کے اس فنِ تلبیس وتزویر میں باکمال ہونے کا زبردست مظاہرہ کر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

رہے ہیں۔ قتلِ عام کرتے ہیں اورامن کے امین اور حقوقِ انسانی کے جملہ حقوق محفوظ رکھتے ہیں۔ مہلک ہتھیاروں کی تجارت کرتے ہیں، تجارت کو جاری رکھنے کے لیے جنگ و جدال کے شعلے بھی بھڑکاتے ہیں، پھر انسانیت نوازی کی تشہیر کر کے خود ہی کو امین کے انعامات دیتے اور انسانیت وشرافت کی تبلیغ بھی کرتے ہیں۔

پہلے بیماریاں اور جراثیم پھیلاتے ہیں، پھر اس کی دوا وعلاج کا نفع بخش اور تاجرانہ انتظام کر کے دنیا پر احسان کرتے ہیں۔ لوگوں کو جدید سہولیات، بہتر سے بہتر انتظامات فراہم کرتے ہیں اور پھر تجارت کی راہ سے معیشت و بازار پر یوں تسلط جماتے ہیں کہ لوگوں کی بڑی تعداد بیماریوں کے مہنگے علاج تو دور نانِ شبینہ کے حصول سے بھی قاصر ہو جاتی ہے۔ ایک طرف وسائل اور آمدنی پر قبضہ جما کر غریب کو غریب تر بناتے ہیں، دوسری طرف محرومین ومظلومین سے لوٹی ہوئی دولت کا تھوڑا سا حصہ بطور امداد اور بصورتِ نمایشی چیریٹی خرچ کر کے غریب نوازی کے تمغے حاصل کرتے ہیں۔

غرض مادی طور پر اگر چہ موجودہ زمانے کی راتیں بھی روشن ہوگئی ہیں، لیکن روحانی سطح پر سچائی اور اچھائی کے معیار پر عصرِ حاضر کے دن اور اجالے بھی شبِ تاریک کے اندھیروں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ گلوبل ویلج پر گلوبل فریب چھایا ہوا ہے۔

مذکورہ تاریخی اور واقعاتی سچائی کا واضح منظر نامہ دیکھنا ہے تو موجودہ حالت میں عالمِ اسلام بمقابل عالمِ اغیار پر نظر ڈالیں اور اغیار کی تعبیر میں غیر مسلموں کے ساتھ اسلامی لبادہ اوڑھے ہوئے تقیہ باز اور اسلام دشمن طبقہ بھی شامل ہے جو مسلمین وغیر مسلمین کے بیچ منافقین کا ٹولہ ہے، بظاہر مسلمان ہے اور بیان بازی میں مسلم دشمنوں کو للکارتا ہے، لیکن اپنے عہدِ وجود سے لے کر آج تک پوری تاریخ میں اسلام اور مسلمانوں کی دشمنی کا خونیں کردار ادا کرتا رہا ہے اور آج بھی امریکہ، اسرائیل، روس اور دشمنانِ اسلام کے ساتھ ﴿وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ﴾ کی عملی تصویر بنا ہوا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دروغِ مسلسل کے ذریعے حقائق کو الٹ پھیر دینے کے فن میں باطل پرست قومیں بڑی مہارت رکھتی ہیں۔ باطل کو جھوٹ کی ضرورت جو ہوتی ہے، چنانچہ ہر باطل پرست گروہ اپنی طاقت و صلاحیت کے مطابق دوسروں پر بازی لے جانے میں کوشاں رہتا ہے۔ اس فنِ زور و کذب کی قدیم استاد روافض کی قوم ہے، جسے ہم تقیہ باز قوم کہہ سکتے ہیں۔ اس لیے کہ ان کے یہاں ''تسعة أعشار الدين في التقية، لا دين لمن لا تقية له'' کی نامسعود مذہبی تعلیم موجود ہے اور اعلیٰ اعتبار سے نفاق اور تقیہ کے درمیان فرق بتانے والی کوششیں ناکام رہی ہیں۔

جائز تقیہ مخصوص حالات میں عارضی چیز ہے جس کا مقصد دھوکا دینا نہیں بلکہ جان بچانا ہوتا ہے، جیسا کہ اس آیتِ کریمہ میں بیان ہوا ہے:

﴿اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ﴾ [النحل: ١٠٦]

''سوائے اس کے جسے مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔''

یہ مقاصد کے حصول کا مستقل ذریعہ اور دین کا بنیادی جزو ہرگز نہیں ہو سکتا۔ مستقل طور پر یہ تقیہ اختیار کرنا دراصل نفاق ہے جو اللہ کے خوف سے تہی دامنی اور لوگوں کے خوف کا نتیجہ ہوتا ہے۔ منافق لوگوں کو خوش کرنے کے لیے اللہ کو ناراض کرتا ہے اور اپنی باطنی خباثت کو چھپا کر لوگوں کے سامنے شرافت و طہارت کا مظاہرہ کرتا ہے۔

رافضیت نے نفاق کو بنام تقیہ دین بنا لیا، دین کا بنیادی اور جزوِ لاینفک۔ ان کی یہ دینداری پوری تاریخ میں چھائی ہوئی نظر آتی ہے۔ آخر مذہبِ رفض کا سلسلۂ نسب یہود و مجوس سے جو ملتا ہے، اول کو ددھیال کہہ لیجیے اور دوم کو ننھیال۔ (عبداللہ بن سبا ان کا جدِ امجد اور باوا آدم ہے، تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے تحت آنے والی شہر بانو جو ایرانی شاہی ساسان خاندان سے تھیں، ان کے واسطے مجوسیت ان کی ننھیال بن گئی۔ یہ ان کے اپنے اندازِ فکر کی روشنی میں کہا جا رہا ہے)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رافضیت کی تاریخ اور حقیقت، چند سطور میں:

نبی کریم ﷺ جب اپنی تبلیغِ رسالت کے فریضے میں انتہائی کامیاب ہو چکے اور ﴿وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا﴾ [النصر: ۲] کے مژدۂ جانفزا کی عملی تفسیر اپنی آنکھوں سے دیکھ لی، تب داعیِ حق کو لبیک کہتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے۔ پھر عہدِ صدیقی و فاروقی میں ﴿یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ﴾ کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا۔

عہدِ فاروقی میں فارس بھی اسلامی قلمرو کا حصہ بن گیا۔ عرب کے مفتوح یہودی قبائل کو، جنھیں مسلمانوں سے شکست جھیلنی پڑی تھی، اپنے علاقوں کو چھوڑنا پڑا تھا، وہ پہلے ہی غیظ وغضب اور حقد وحسد میں ڈوبے انتقامی کارروائی کے لیے خار کھائے بیٹھے تھے کہ فارس کی فتح کے بعد ایران کا ایک بڑا طبقہ اپنے عقیدے کے مطابق اس خیال میں رہا کہ عنقریب ساسانی خاندان کا ہمارا حاکم پلٹ کر آئے گا، وہ خدائی نسب اور صلاحیت رکھتے ہیں، وہ پھر سے ایران پر قابض ہوں گے اور مسلمانوں کو مار بھگائیں گے۔ اس خیال کے تحت ان کی بڑی تعداد نے مسلمانوں کے سامنے تقیتاً خود کو مسلمان ظاہر کیا، جب کہ باطن میں وہ اپنے قدیم مذہب پر رہے۔ کہتے ہیں کہ ابو لؤلو فیروز مجوسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا جو اقدام کیا، اس کی بڑی وجہ فاروقِ اعظم کے زمانے میں فارس کی فتح تھی۔

عہدِ فاروقی کے بعد عہدِ عثمانی میں بھی اسلامی فتوحات کے ذریعے مختلف ممالک اور علاقوں پر مسلمانوں کا غلبہ ہوتا گیا اور وہ زمین وسلطنت کے ساتھ لوگوں کے قلوب وافکار کو بھی فتح کرتے گئے۔ چنانچہ اسلام کی اس پھیلتی ہوئی موجِ بہار کو روکنے کے لیے عہدِ عثمانی میں یہودی الاصل عبداللہ بن سبا اسلام کا چولا پہن کر مسلمانوں میں در آیا، اسے نفاق کہیے یا تقیہ؟!

اسلامی تاریخ میں ابن سبا کا کردار بالکل ویسا ہی نظر آتا ہے، جیسا کہ نصرانی تاریخ میں شاؤول یہودی کا کردار تھا۔ یہ نصاریٰ کا کھلا دشمن تھا، انھیں قتل کرتا، قید کرتا، کلیساؤں پر حملہ کرتا اور تباہ کرتا تھا۔ اس نے اچانک نصرانی بننے کا دعویٰ کیا، اس نے اپنا نام پولس رکھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور حواریوں کی موجودگی میں یہ دعویٰ کرنے لگا کہ وہ براہِ راست یسوع مسیح سے تعلیمات (کشف کے ذریعے) اخذ کرتا ہے۔ لہٰذا نصرانیت کی تعلیم صرف اسی سے لی جائے، چنانچہ اس نے نصرانی مذہب کی بنیادوں ہی میں تحریف کر دی۔ اس نے سب سے پہلے الوہیتِ مسیح، عیسیٰ علیہ السلام کے ابن اللہ ہونے، تثلیث اور کفارۂ مسیح کے عقائد پیش کیے اور انجیل کی تعلیمات کا حلیہ بگاڑ دیا۔ آج دنیائے نصرانیت کی اکثریت اسی یہودی الاصل کے بناوٹی مذہب کو گلے لگائے ہوئے ہے۔

ٹھیک اسی طرح ابن سبا نے خود کو مسلمان ظاہر کیا اور حبِ آلِ بیت کے پرکشش اور جذباتی دعووں کے پردے میں اسلام پر ضرب لگانے اور مسلمانوں کو اختلافات و نقصانات سے دوچار کرنے کی بھرپور کوششیں کیں۔ اس نے اسلام کے نام پر اسلام کے متوازی ایک پورے دین کی بنیاد رکھ دی جو بتدریج پروان چڑھا اور مذہبِ رفض کی شکل اختیار کر گیا۔

یہاں ''اسلام کے متوازی دین'' کی تعبیر یوں ہی بطورِ تفنن استعمال نہیں کی گئی، بلکہ آپ جائزہ لیں تو بآسانی جان جائیں گے کہ اعتقاد و اعمال میں سے شاید ہی کوئی مسئلہ آپ کو ایسا ملے جسے اہلِ سنت قرآن و سنت کے مطابق جس طرح مانتے ہیں، بالکل اسی طرح روافض بھی اختیار کرتے ہوں، توحید و عقائد سے لے کر طریقۂ وضو تک ہر معاملے میں آپ مذہبِ رفض میں سنت سے کچھ نہ کچھ اختلاف ضرور پائیں گے، بلکہ ان کے یہاں ''مخالفتِ سنی'' کو اجر و ثواب کا ذریعہ بتانے والا قول اور فتویٰ مل جائے گا۔ گو روافض کے 35 سے زیادہ فرقے ہیں، جن میں کئی چیزیں قدرِ مشترک کے طور پر مل جائیں گی، ان میں ہماری معلومات کے مطابق ایک بنیادی چیز مشترک ہے: ''سنی مذہب کی مخالفت'' سنیوں کو اذیت و تکلیف دینا ان کے مذہب میں کارِ خیر ہے۔ قتلِ سنی بھی جرم نہیں، بلکہ باعثِ اجر ہے۔ یہ سب اس لیے ہے کہ رافضیت کی تاسیس کا مقصودِ اصلی ہی حقیقی اسلام کی مخالفت اور اس کے بڑھتے قدم کو روکنا تھا، لہٰذا رافضیت کی پوری مذہبی و تاریخی عمارت منفی بنیادوں پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استوار ہوئی ہے۔

شہادتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ذریعے فتنوں کا دروازہ ٹوٹ گیا اور پھر سبائی گروہ کے ذریعے شہادتِ عثمانی، جنگِ جمل، جنگِ صفین جیسے المناک اور اسلامی تاریخ کو مجروح کرنے والے واقعات رونما ہوئے۔ یہی طبقہ علی وجہ التحقیق واقعہ کربلا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقا کی مظلومانہ شہادت کا اصل ذمہ دار تھا۔ بنو امیہ اور بنو عباس کے ادوار میں روافض کے مختلف افراد اور گروہ مسلم حکومت اور حکمرانوں کے خلاف خفیہ سازشیں کرتے رہے، دشمنانِ دین کو تقویت پہنچاتے رہے، انہی کے اشتراک اور کوششوں سے عہد بہ عہد مختلف باطنی صوفی تحریکیں اور جماعتیں اور تصوف کے سلسلے وجود میں آئے، جیسے: خوارج اسماعیلیہ، محمرہ، قرامطہ، دروز، اباضیہ، نصیریہ وغیرہ وغیرہ۔ اخوان الصفا کا قاتل گروہ انہی کا تشکیل کردہ تھا جو اپنے زمانے میں مسلم حکمرانوں اور بڑی شخصیتوں کو قتل کرواتا اور سنی نوجوانوں کو خود ساختہ شراب و شباب سے آراستہ ''جنت'' کا لالچ دے کر انھیں استعمال کرتا۔

قرامطہ نے حرمِ مکہ پر حملہ کر کے بیت اللہ میں قتلِ عام کیا، زم زم کے کنویں کو لاشوں سے پاٹ دیا اور ان کا سربراہ کہتا رہا: ''أین الطیر الأبابیل؟'' (آج ابابیل کہاں ہیں؟) پھر حجرِ اسود کو کعبہ سے اکھاڑ لے گئے جو کم و بیش 20 سال بعد واپس لایا گیا۔ سقوطِ بغداد شیعہ وزیر ابن علقمی کے غدارانہ کردار کا نتیجہ تھا، جس میں صرف دار السلطنت بغداد میں چھے لاکھ یا آٹھ لاکھ (علی اختلاف الروایة) مسلمانوں کو قتل کیا گیا۔ عظیم الشان لائبریری کی قیمتی کتابوں کو دجلہ کے پانی سے دھو ڈالا گیا۔ مسلمانوں کے علمی، تہذیبی نشانات کو ملیا میٹ کر دیا گیا۔ بغداد ہی نہیں، عالمِ اسلام کے دیگر حصوں میں بھی روافض کے گروہ تاتاری افواج کے شانہ بشانہ اہلِ سنت، اہلِ اسلام پر حملے کرتے رہے۔

ان کا یہ مسلم مخالف کردار تاریخی تسلسل کے ساتھ آج بھی جاری ہے، لیکن اس پر گفتگو سے قبل ان کے فکری ڈھانچے کا معمولی سا ذکر بھی مناسب ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذہبِ رفض کے بانی یا بانیان نے اپنی فکر کو موثر اور پرکشش بنانے کے لیے حبِ آلِ بیت کو بنیاد اور ان کے استحقاقِ امامت کو عنوان بنایا اور اس کے ذریعے اسلام کے پورے ڈھانچے کو بگاڑ دیا، چنانچہ ان کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے اہلِ بیت ہی آپ کی خلافت کے حقدار تھے، اس لیے کہ اہلِ بیت ہی امامت کے لیے متعین تھے۔

یہ امامت بھی روافض کے نزدیک خاصی مفہوم ومعنی رکھتی ہے، ان کے نزدیک امامت دین کا سب سے اہم مسئلہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی رسالت دراصل یہی تھی کہ حضرت علی اور ان کی نسل کے لیے امامت کا پیغام پہنچا دیں۔ اگر آپ ﷺ یہ نہ کرتے تو تبلیغِ رسالت کا فریضہ ادا نہ ہوتا۔ یہ ”فإن لم تفعل فما بلغت رسالته“ کی یہی تفسیر کرتے ہیں اور یہ درجۂ امامت نبوت سے بڑا ہے۔ اس کی ایک دلیل یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نبوت ورسالت پر فائز ہو جانے کے بعد یہ کہا:

﴿إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا﴾ [البقرة: ١٢٤]

”بے شک میں تجھے لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔“

لہٰذا یہ نبوت سے زائد اور بڑا درجہ ہوا، نیز روافض (اثنا عشری) کے نزدیک ان کے بارہ امام معصوم تھے اور ان کی طرف اللہ کی وحی آتی تھی، لہٰذا ان کی ہر بات دین ہے۔ انھوں نے عرض کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ بلافصل اور وصی تھے۔ اس امر کو ثابت کرنے کے لیے قرآن کے معنی ہی نہیں، بلکہ الفاظ میں بھی تحریف کی، (سورۃ الفاتحہ میں اضافہ کیا، اذان میں تبدیلی اور اضافہ کیا) سیکڑوں اور ہزاروں میں نہیں، بلکہ لاکھوں حدیثیں بنائیں، صرف اہلِ بیت کے مناقب میں کئی لاکھ حدیثیں وضع کی گئیں۔ تاریخِ اسلام کو توڑا مروڑا گیا۔ یہ دعویٰ کیا گیا کہ قرآن سے ابوبکر وعثمان رضی اللہ عنہما نے سورۃ الولایۃ کو حذف کر دیا اور سورت احزاب سورت بقرہ سے بڑی تھی، جس میں اہلِ بیت کے مناقب تھے، لیکن انھیں حذف کر دیا گیا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اب چونکہ وفاتِ رسول ﷺ کے بعد پہلے ابوبکر صدیق، پھر فاروق اور پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہم خلیفہ ہوئے، اس لیے یہ تینوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حقِ خلافت کے غاصب ٹھہرے۔ اس لیے ۔نعوذ باللہ۔ انھیں مرتد قرار دے دیا گیا، صرف انھیں ہی نہیں، بلکہ وہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنھوں نے خلفائے ثلاثہ کی بیعت کی، انھیں بھی کافر و مرتد قرار دے دیا گیا۔ (چار پانچ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے استثنا کے ساتھ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی، یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی زوجہ اور ام المومنین تھیں۔ روافض نے امہات المومنین کو اہلِ بیت ہی سے خارج کر دیا اور انھیں بھی ۔نعوذ باللہ۔ ارتداد و کفر سے متہم کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تبرا، ابوبکر و عمر اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم پر لعنت بھیجنا ان کے یہاں اجر و ثواب کا عمل ہے۔ (دنیا کے کسی مذہب میں شاید ہی اس طرح لعن طعن اور تبرا بازی کو دین کی حیثیت حاصل ہو۔ غور کیجیے یہ منفی بنیاد اہلِ سنت کے تئیں کس طرح نفرت پیدا کرنے والی ہے)۔

چونکہ قرآن کریم کے مختلف مقامات سے ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت و فضلیت ثابت ہوتی ہے اور امہات المومنین کا اہلِ بیت سے ہونا ثابت ہوتا ہے۔ روافض کے بہت سے بناوٹی عقائد و خیالات کا رد ہوتا ہے، اس لیے قرآن ہی کو مسترد اور بے اعتبار ٹھہرا دیا گیا۔ چنانچہ رافضی مذہب کی امہات الکتب میں پانچ ہزار سے زیادہ روایتیں ہیں جن کے مطابق قرآن میں پانچ قسم کی تحریفات ہوئی ہیں: تقدیم، تاخیر، حذف، اضافہ اور تبدیلی۔

انھوں نے عہدِ صدیقی میں جمع قرآن کے کارنامے کو اور عہدِ عثمانی میں امت کو لغتِ قریش پر جمع کرنے کے عظیم عمل کو قرآن میں تحریف کی جسارت ثابت کرنے کے لیے ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگا دیا۔ ان کے مطابق خلفا نے صرف قرآن ہی نہیں بدلا، بلکہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نماز کا طریقہ، دین کے احکام سب بدل دیے۔ اہلِ بیت اور خلفائے ثلاثہ کے درمیان باہمی محبت وعقیدت کی حقیقی تصویر کو چھپا کر باہمی نفرت دکھانے کے لیے خلفائے ثلاثہ کو اہلِ بیت پر ظلم کرنے والا بتایا، مثلاً: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وراثتِ نبوی سے محروم رکھا گیا اور ارضِ فدک جو ان کا حق تھا "نحن معشر الأنبياء لا نورث ما تركنا صدقة" کی حدیث گھڑ کر، ان سے روک لیا گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ۔نعوذ باللہ۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حالتِ حمل میں پیٹ پر اس زور سے لات ماری کہ رافضی روایت کے مطابق ان کے بطن میں موجود ان کے امام محسن فوت ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی امِ کلثوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں آ گئی تھی۔ اہلِ رفض پوری ڈھٹائی سے اس حقیقت کی تردید کرتے ہیں۔

اگر آپ ان سے پوچھیں کہ جب قرآن بدلا جا رہا تھا، اس کی سترہ ہزار آیتوں کو (ان کے مطابق اصل قرآن کی آیات سترہ ہزار تھیں) چھے ہزار کر دیا گیا، نماز بدل دی گئی، ارضِ فدک غصب کر لیا گیا، اہلِ بیت پر سخت مظالم ڈھائے گئے، تب حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسا بہادر ترین شخص خاموش کیوں رہا؟ تو جواب دیں گے کہ تقیہ کیا تھا، مصلحت یہی تھی۔ آپ پوچھیں کہ جب دین وقرآن کے بدلنے پر بھی مصلحتاً خاموش رہے تو پھر اپنے دور میں جمل وصفین کی جنگیں کیوں لڑیں؟ جواب دیں گے کہ یہ سِرّ امامت ہے۔

روافض کا خیالِ خام ہے کہ نکاحِ متعہ جائز تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کیا تھا، جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاحِ متعہ کی ابدی حرمت ثابت ہے۔ دورِ فاروقی میں جب یہ معلوم ہوا کہ کچھ لوگ اب بھی اسے کرتے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی حرمت کا تاکیدی اعلان کرتے ہوئے کہا: اب جو اسے کرے گا، میں اسے رجم کروں گا۔ (كما ورد في روايات صحيح مسلم)

روافض حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اعلان کی وجہ سے نکاحِ متعہ کے سخت حامی ہیں، انھوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے اس کی فضیلت میں بہت سی روایات گھڑ لیں اور قرآن و احادیثِ صحیحہ کو بھی توڑ موڑ کر اس کا جواز ثابت کرتے ہیں۔

قرآن کو محرف قرار دینے کے باوجود بہت سی آیات ایسی ہیں جن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اللہ کے راضی ہونے اور ان کے فضائل ثابت ہوتے ہیں۔ بہت سی آیات رافضی مذہب کے تار و پود بکھیر دیتی ہیں، اس لیے انھوں نے انتہائی عظیم جسارت کر ڈالی اور یہود کی طرح انھوں نے بھی رب العالمین کو نقائص سے متصف کر دیا۔ چنانچہ روافض کے اعتقاد میں اللہ تعالیٰ کو بداء (انکشاف) ہوتا ہے۔ اس عقیدے کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پہلے سے تمام چیزوں کا علم نہیں ہوتا، بہت سی چیزیں اس کے سامنے بعد میں ظاہر ہوتی ہیں، مثلاً: اللہ تعالیٰ نے قرآن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے رضامندی اور قبولیت کا اظہار فرما دیا، لیکن وفاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اللہ کو معلوم ہوا کہ یہ تو کافر و مرتد ہو گئے۔ (نعوذ باللّٰه من ذلك) اس طرح روافض اللہ کے کمالِ علم اور علیم و خبیر ہونے کا انکار کرتے ہیں، اور چونکہ لوحِ محفوظ میں تمام مخلوقات کی تقدیر کا لکھنا اللہ کے لیے ازلی و ابدی علمِ کامل کا مظہر ہے، اس لیے روافض تقدیر کا بھی انکار کرتے ہیں، جب کہ یہ ایمان کی ایک بنیاد ہے۔

یہ یاد رہے کہ اگر آپ کسی رافضی سے عام حالات میں پوچھیں کہ کیا تم قرآن کو مانتے ہو؟ تو وہ تقیتاً ہاں کہہ سکتا ہے اور عقیدۂ بداء کا انکار کر سکتا ہے، لیکن ان کی امہات الکتب میں یہ غلاظتیں موجود ہیں۔ یہ قوم جب انکار پر آتی ہے تو عبداللہ بن سبا کے تاریخی وجود ہی کا رد کر دیتی ہے، جب کہ خود ان کی کتابوں میں ابن سبا کا بھرپور تذکرہ موجود ہے، بلکہ شیعوں کا ایک فرقہ سبائیہ کے نام سے اس کی جانب منسوب ہے۔[1]

مزید یہ کہ ان کا مذہب جس بنیاد پر استوار ہے، یعنی حبِ آلِ بیت، ان کا کردار، عقیدہ و عمل خود اس کے بھی خلاف ہے۔ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو ابوبکر و عمر اور

[1] تفصیل کے لیے دیکھیے: الشيعة والتشيع للعلامة إحسان إلهي ظهير.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عثمان رضی اللہ عنہم سے اتنی محبت تھی کہ انھوں نے اپنے بیٹوں کے نام ان کے ناموں پر رکھے، لیکن یہ اسے چھپاتے ہیں۔

واقعہ کربلا کے بعد خاندانِ بنوامیہ اور اہلِ بیت میں کم وبیش اٹھارہ نکاحی رشتے ہوئے، یہ اس پر پردہ ڈالتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قدم قدم پر خود سبائی گروہ نے دھوکا دیا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا مذاق اڑایا اور گمانِ غالب ہے کہ انہی لوگوں نے زہر دے کر انھیں مارا ہے۔

واقعہ کربلا کے اصل ذمہ دار وہی لوگ تھے جو حبِ آلِ بیت کا دم بھرتے تھے، جنھوں نے سیکڑوں خطوط لکھ کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا، حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ان کے لیے بیعت کی اور بعد میں انہی لوگوں نے پہلے حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کو دغا دی اور قتل کروایا اور بعد میں شہدائے کربلا کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے اور پھر یہی لوگ نوحہ و ماتم کے ہنگامے بھی کرنے لگے۔ انھوں نے اہلِ بیت کا صرف نام استعمال کیا ہے، ورنہ ہر موقع پر اور ہر معاملے میں ان سے دغا کی۔

مذہبِ رفض کے مطابق جنابِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔نعوذ باللہ۔ اپنے فریضہ رسالت اور تعلیمِ کتاب وحکمت میں انتہائی ناکام قرار پاتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے فوراً بعد آپ کے تربیت یافتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگردانِ بے مثال یکلخت آپ کے دین سے منحرف ہو گئے اور دین وشریعت کی پوری بساط الٹ گئی۔ اب جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی غیر معتبر ہو گئے تو ان کا روایت کردہ قرآن اور ان کی روایت کردہ احادیث بھی غیر معتبر ہو جاتی ہیں، اس طرح پورے دینِ اسلام کی بنیاد وعمارت ہی منہدم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح رافضیت میں نہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور توحید محفوظ ہے، نہ ذاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، نہ اللہ کا کلام محفوظ ہے اور نہ احادیثِ صحیحہ معتبر ہیں (جب کہ روافض کی دینی روایات میں اسانید کا فقدان ہے اور براہِ راست ائمہ معصومین سے روایت نقل کرنے کا دعویٰ کیا جاتا ہے) نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شخصیات، نہ منہج وعمل مقبول ہے اور نہ ہی درحقیقت اہلِ بیت کا حقیقی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عقیدہ وعمل قابلِ قبول ہے (اہلِ بیت کی جو تصویر رافضی ٹکسال میں ڈھلی ہے، وہ سراسر جعلی اور بناوٹی ہے)۔

یہودیت کی کوکھ سے جنم لینے والی، مجوسیت کی گود میں پلنے والی اور دشمنانِ اسلام کی نوازش ونگرانی میں پروان چڑھنے والی قوم سے اگر کوئی اسلام اور مسلمانوں کے حق میں خیر کی توقع رکھے تو اس سے بڑا احمق و نادان کون ہوگا؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ پوری تاریخ میں اسلام اور مسلمانوں کو سب سے زیادہ نقصان اس تقیہ باز ٹولے نے پہنچایا ہے، مگر حیرت ہے کہ سری اور باطنی طور پر عالمِ اسلام میں رائج ومروج تصوف کے سلسلے اور طبقات، قبر پرست اور تعزیہ پرست گروہ (کہ پختہ قبروں کا آغاز اور عاشورائے محرم کی بدعات وتعزیہ داری بھی لوگوں نے روافض ہی سے لی ہے) کے ساتھ ساتھ اسلام کی سیاسی اور حکومتی فکر کا حامل طبقہ بھی روافض کے بعض خوش کن نعروں اور نمایشی اقدامات سے متاثر ہو کر اور سنی عرب حکمرانوں سے سیاسی محاذ پر اختلاف ونفرت کی بنیاد پر رافضیت کا آلۂ کار اور معاون و مددگار بن گیا ہے اور تمام تر دینی و تاریخی حقائق سے آنکھیں بند کر لی ہیں۔ یہی نہیں، بلکہ موجودہ حالات میں روافض کی کھلی ہوئی اسلام دشمنی اور مسلم کش کارروائیوں کے باوجود یہود و نصاریٰ کو فائدہ پہنچانے، درِ پردہ ان کو حلیف بنا کر مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی سرگرمیوں کے بے نقاب ہو جانے کے باوجود یہ تحریکی طبقہ ان کا حلیف بنا ہوا ہے۔

حالانکہ اہلِ نظر جانتے ہیں کہ موجودہ حالات میں عالمِ اسلام کا کوئی بحران اور مسلمانوں کے خلاف کوئی سازش واقدام شاید ہی ملے، جس میں کسی نہ کسی شکل میں روافض کی حصے داری نہ ہو، کہیں کھلے طور پر مسلمانوں کے خلاف برسرِ پیکار، جیسے: عراق وشام میں اور لبنان ویمن میں (حزب اللہ اور حوثی) کہیں بالواسطہ طور پر، جیسے: داعش کی شکل میں، تحریکیوں کے واسطے، ہندوستان، پاکستان، افریقی ممالک، یورپی ممالک، خلیجی ممالک،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جہاں کہیں بھی روافض کا ٹولہ ہے، وہ دشمنانِ اسلام کا مددگار ہے۔

موجودہ صورتِ حال:

چند سال پیشتر تیونس، مصر، لیبیا جیسے ملکوں میں انقلاب آیا (بحرین کی سنی حکومت کے خلاف وہاں کے شیعوں نے ہنگامہ کیا، مگر سعودی عرب کی مدد سے ناکام ہوئے۔ سعودی عرب کے روافض نے بھی کچھ آواز اٹھائی، لیکن دب گئی) تب لوگ سمجھ رہے تھے کہ یہ عوامی بیداری ہے جو نااہل، ناکارہ اور مغرب نواز مسلم حکمرانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں، اب حالات کروٹ لے رہے ہیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے قدیم حکمران بے تخت و تاج ہو کر بے دست و پا ہو گئے، نئی حکومتیں تشکیل پائیں، شخصی حکومتوں کا خاتمہ ہوا اور عوامی جمہوری حکومتیں بن گئیں۔

واضح رہے کہ یہ اسلامی حکومتیں نہیں، بلکہ جمہوری حکومتیں تھیں، جن میں مصر کی صدر مرسی والی اخوانی حکومت بھی شامل ہے کہ یہ اسلامی طریقے سے نہیں، بلکہ مغربی انتخابی طریقے سے وجود میں آئی۔ انقلابیوں کا خیال تھا کہ حالات بہتر ہو جائیں گے، لیکن امیدیں کافور ہوئیں، امن و قانون کی صورتِ حال پہلے سے بدتر ہو گئی۔ معیشت و اقتصاد اور دیگر شعبوں کے بحران گہرے ہوتے گئے، جمہوریت کی سوغات ملنے لگیں، ہنگامے، احتجاج، قتل و خون ریزی اور دھماکے معمول بنتے جا رہے ہیں اور خوف و دہشت کے ساتھ عدمِ تحفظ اور بے یقینی چھاتی جا رہی ہے۔ جمہوری انقلابات کے ثمرات یہی ہوتے ہیں کہ سب کو آزادی دے کر سب کی آزادی کو خطرے میں ڈال دیا جاتا ہے۔

بتدریج یہ معلوم ہوا کہ مسلم ملکوں کے یہ انقلابات کسی تعمیری جذبے اور دینی بیداری کے نتائج نہیں تھے، نہ ہی ان کے ساتھ کوئی مفید منصوبہ اور مثبت پروگرام تھا، بلکہ ان تمام حوادث کے پیچھے عالمی طاقتوں کا منظّم منصوبہ کارفرما تھا۔ عیارانِ مغرب نے کمال ہوشیاری سے اپنے ایجنٹوں اور مُہروں کو استعمال کیا اور عوام ہر بار کی طرح اس بار بھی ان کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایجنڈے پر عمل پیرا ہو گئے اور بکمال حماقت اپنے پیروں پر کلہاڑے مار بیٹھے۔

خبریں آئیں کہ قاہرہ کے تحریر چوک میں حسنی مبارک کے خلاف ہونے والے احتجاج کی سرکردگی وہ شخص کر رہا تھا جو یہودی نیٹ سروس گوگل کا ملازم تھا۔ حسنی مبارک کا تختہ پلٹا، مرسی حکومت آئی۔ سال بھر کے بعد اسی راستے سے مرسی حکومت کا تختہ بھی الٹ دیا گیا، حالانکہ صدر مرسی نے دو مرتبہ ایران کا دورہ کیا تھا اور مصر میں روافض کو اہم مناصب دے رہے تھے۔ امریکہ نے عراق کی نوتشکیل، نوری مالکی حکومت میں ایک اخوانی وزیر کی تقرری کروائی تھی۔ صدر مرسی کے زمانے میں اخوانی خلیج کی سنی حکومتوں کو کھلی دھمکیاں دینے لگے تھے۔ ان سب کے باوجود صدر مرسی کی حکومت کا تختہ بھی پلٹ دیا گیا۔ اس کے حقیقی ذمہ دار بھی دراصل مغربی منصوبہ ساز ہی تھے اور خود اخوانی حکومت کی غلطیاں اس میں مددگار بنیں، لیکن اس کا سارا الزام میڈیا کے ذریعے سلفی اور سعودی عرب پر تھوپ دیا گیا اور تحریکیوں کو سنیوں کا مزید مخالف اور روافض کا شدید حمایتی بنانے میں اس امر سے تقویت پہنچائی گئی۔

دراصل مغربی اور امریکی تھنک ٹینک خوب اچھی طرح جانتا ہے کہ خالص اسلام جو ان کے تہذیبی غلبے، مذہبی بالادستی اور سامراجی و سیاسی مقاصد کی راہ میں رکاوٹ ہے وہ اصلاً کتاب و سنت پر مبنی دینِ اسلام ہے، لہٰذا ان کے دانشوران اور تھنک ٹینک نے مسلمانوں کی جو درجہ بندی کی ہے، ان میں خطرے کے طور پر سب سے اول درجہ سلفی مذہب کو قرار دیا ہے۔ مغربی دنیا کے منصوبے ساز فکری طور پر یہ بات آج ساری دنیا کو بتا رہے ہیں۔ لہٰذا کتاب وسنت کی علمبردار جماعت اور حکومت ان کے اصل نشانے پر ہے۔

اس کے برخلاف وہ رافضیت کو تحریکیوں اور عام مسلمانوں سے زیادہ جانتے ہیں۔ ان کے فکر وعقیدے کو بھی خوب جانتے ہیں اور ان کی تاریخ و کردار سے بھی واقف ہیں۔ چنانچہ امریکہ، اسرائیل اور ان کے مغربی حلیفوں کا منصوبہ ہے کہ خلیج عرب میں روافض کو بالادستی دلا دی جائے۔ عالمی طاقتیں پہلے استعمار کے ذریعے دوسرے ملکوں پر قبضہ کرتے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہاں کے وسائلِ قدرت کا استحصال کرتے تھے، اب معیشت و سیاست کے ذریعے درِ پردہ استعمار کا چال چلن ہے، جب کہ مسلم ممالک میں یہ ضروری سمجھا گیا کہ وہاں تختِ حکومت پر ایسے لوگوں کو بٹھایا جائے جوان قوتوں کے عزائم و مقاصد میں رکاوٹ نہ بنیں، بلکہ معاون بنیں۔

افغانستان، عراق اور تیونس میں یہی کیا گیا اور جن ملکوں میں پہلے سے مطیع و فرمانبردار حکمران ہیں، انھیں کھلی یا چھپی حمایت دی جا رہی ہے، جیسے: شام کی بشار حکومت، ایران جو اپنے ایٹمی پلانٹ کی تیاری کے باوجود محفوظ ہے۔ امریکی، اسرائیلی اور مغربی مفادات کو انجام دینے کے لیے اسلامی لبادے میں ملبوس روافض سے بہتر اور مفید حلیف انھیں نہیں مل سکتے۔ یہ بات کوئی جانے نہ جانے، مانے نہ مانے، امریکہ اسرائیل جانتے اور مانتے ہیں، بلکہ برت رہے ہیں۔ لہٰذا عالمِ عرب کے بیشتر حصوں کو انھی کے تابع یا ماتحت کر دینا اعدائے اسلام کا منصوبہ نظر آتا ہے۔ چنانچہ شام میں ساڑھے تین لاکھ سنی مسلمانوں کے وحشیانہ قتل کے باوجود بشار الاسد کی حکومت محفوظ ہے۔ انھیں ایران، چین، روس اور اب فرانس کی کھلی حمایت حاصل ہے۔ امریکہ و برطانیہ اور دیگر ممالک منافقانہ بیان بازی پر اکتفا کر رہے ہیں۔

عراق میں صدام حسین کا خاتمہ کر کے حکومت روافض کے حوالے کر دی گئی اور وہاں ایرانی حکومت اور اس کی افواج اس طرح دندناتے اور تصرفات کرتے ہیں، جیسے عراق، ایران ہی کا حصہ ہو، جب کہ کئی ایرانی حکام یا وزرا نے قدیم کسروی حکومت کے احیا کا عزم ظاہر کیا ہے، جس کا دار الحکومت بغداد ہوگا۔ عراق بھی سنیوں کا مذبح بنا ہوا ہے، لیکن اس سچ کو بولنے والے کم ہیں اور ان کی آواز بھی قدرے کمزور ہے، لہٰذا ان کی اصل آواز اور بات یا تو سنی نہیں جاتی یا سچ نہیں مانی جاتی اور سچا سمجھا جانے والا جھوٹا میڈیا یہ سچ پیش نہیں کرے گا۔

مغربی میڈیا، یہودی ذرائع ابلاغ اور ان کے زر خرید غلام و آلۂ کار گوبلز کے چیلے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور تقیہ باز عناصر اگر سچ بولنے لگیں تو انھیں کہنا پڑے گا کہ ہماری تہذیب میں اتنا دم خم نہیں ہے کہ اسلامی تہذیب کے سامنے زندہ رہ سکے۔ ہمارے نظامِ حکومت و سیاست میں اس قدر امن و انصاف کی ضمانت اور لوگوں کے لیے کشش اور اطمینان کا سامان نہیں ہے جتنا اسلام کے نظام و دستور میں انسانی فطرت کی تسکین کا سامان ہے۔ وہ سچ بولیں تو کہنا پڑے گا کہ مسلمان سب سے زیادہ رحمدل، امن پسند، دوسروں کا خیال و لحاظ کرنے والے ہیں اور جب یہ سچ بولیں گے تو مسلمانوں کو مارنے، نشانہ بنانے کا جواز کہاں رہ جائے گا؟ ذرائع ابلاغ اور سربراہانِ ملک سچ بولنے لگیں تو انھیں ماننا پڑے گا کہ دنیا میں کوئی نظام اس طرح عوام کے جان، مال، عزت اور مذہب کی حفاظت نہیں کر سکا جس طرح اسلامی نظام لوگوں کو تحفظ دینے میں کامیاب ہے۔

سچ بولیں تو ماننا پڑے گا کہ امریکہ اور اسرائیل عرب ممالک کے علاقوں پر قابض ہونا چاہتے ہیں اور وہاں کے وسائلِ قدرت پر تسلط و تصرف چاہتے ہیں، جیسے کبھی سامراجی حکومتوں کے ذریعے یہ کام ہوتا تھا۔ سچ بولیں تو انھیں ماننا پڑے گا کہ وہ سچے نہیں ہیں۔ سچ بولیں تو معلوم ہو گا کہ روافض ہمیشہ یہود و نصاریٰ کے حلیف و معاون رہے ہیں اور آج بھی ہیں۔ شام، عراق، یمن، ہر جگہ روافض ان طاقتوں کو مدد دے کر اور ان سے مدد لے کر اپنی مرغوب ترین غذا مسلمانوں کے جان و مال سے اپنی نفرت کا پیٹ بھر رہے ہیں، جس طرح انفرادی طور سے چور چوری کرتے ہوئے سفید پوش شریف دکھائی دینا چاہتا ہے، حکومتوں اور اپنے ہی ملک کو لوٹنے والے لیڈران آج وطن دشمن کردار کے ساتھ حب الوطنی کا تمغہ سجائے ہوتے ہیں۔

مختلف جرائم کا ارتکاب کرنے والوں کا عام وتیرہ ہوتا ہے کہ جرم کو انجام دے کر اپنا گناہ دوسروں کے سر منڈھ دیتے ہیں۔ تفتیش و تحقیق میں وہ پکڑے نہ جائیں، اس لیے اپنے خلاف ثبوت کو مٹانے اور دوسروں کو شک کے دائرے میں لانے کا انتظام کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ یہی چیز فسادات میں بم دھماکوں اور دہشت گردانہ کارروائیوں میں بھی ہوتی ہیں۔

یہ عجیب چلن ہے کہ بم دھماکے جب ہوتے ہیں تو زیادہ مسلمان شناخت والی کوئی تنظیم یا گروہ ذمے داری لیتا ہے اور فائدہ کچھ نہیں ہوتا، مگر مسلمان شناخت کی بنیاد پر اسلام اور مسلمان بدنام بھی ہوتے ہیں اور مسلمانوں کو پریشان بھی کیا جاتا ہے۔ جن لوگوں کو اولاً گرفتار کیا جاتا ہے وہ اکثر سالوں بعد بے گناہ ثابت ہوتے ہیں اور اصل گناہ گار نامعلوم ہی رہتے ہیں، اس لیے دہشت گردانہ کارروائیوں کے منصوبہ ساز لوگ پہلے ہی یہ طے کر چکے ہوتے ہیں کہ دھماکے کر کے الزام کس پر ڈالنا ہے اور اس سے کیا فائدے حاصل کرنے ہیں۔

چنانچہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ جو بڑے حادثات و واقعات ہوتے ہیں، اس کے کئی سالوں بعد اس کے پیچھے کارفرما اصل حقائق اور اصل مجرمین کے چہروں سے پردے اٹھتے ہیں، لیکن یہ محض لکھنے پڑھنے اور بیان کرنے کے لیے ہوتے ہیں۔ اس لیے یہ طے ہے کہ جو میڈیا دنیا کے مفاد پرستوں اور مجرمانہ کارروائیاں انجام دینے والوں کے زیرِ تسلط ہے، وہ خود اپنے آقاؤں کے منفی کردار، غلط افکار اور ان کا نشانہ بننے والے مظلومین کی داستانِ الم کبھی نہیں سنائے گا۔

خبروں کا تجزیہ کرنے اور حقائق جاننے کا ایک مضبوط طریقہ یہ بھی ہے کہ متعلقہ افراد، اقوام اور ممالک کے عقائد و نظریات، فکری رجحانات، ان کے اہداف و مقاصد اور مزاج و منہج کو سامنے رکھا جائے، اسے سامنے رکھا جائے گا تو بہت کم لوگ دھوکا کھائیں گے۔ جب لوگ یہ جانیں گے کہ یہود تمام غیر یہودیوں کو جانور اور غلام سمجھتے ہیں، پوری دنیا کو اپنی ملکیت اور صرف خود کو حکمرانی کا مستحق جانتے ہیں تو کبھی انھیں انسانیت کا خیر خواہ سمجھنے کی غلطی نہیں کریں گے۔ جب لوگ یہ سمجھ جائیں گے کہ امریکہ اور مغرب ہر طرح سے اپنا تسلط اور دنیا پر بالادستی چاہتے ہیں، اپنی تہذیب و مذہب کو فوقیت و غلبہ دلانا چاہتے ہیں، دنیا کے تمام قدرتی وسائل اور مادی فوائد کو اپنے دامن میں سمیٹنا چاہتے ہیں تو وہ ان کے امن

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پسندی اور حقوقِ انسانی کے خوب صورت نعروں اور دعووں سے فریب نہیں کھائے گا۔

جو لوگ یہ جان جائیں گے کہ رافضی مذہب اسلام دشمنی کی منفی بنیاد پر قائم ہوا ہے، اہلِ سنت سے دشمنی ان کی فکر و مذہب کا بنیادی عنصر ہے، وہ قرآن کو نہیں مانتے، صحابہ سے نفرت کرتے ہیں، احادیثِ صحیحہ کو مسترد کرتے ہیں، ازواجِ مطہرات کی شان میں گستاخیاں ان کا معمول ہے، تاریخ میں ہمیشہ ان سے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچا ہے تو ان کی منافقت اور تقیہ بازی سے ہوشیار رہیں گے۔ جو لوگ بربریت کے جاتی واد اور احساسِ برتری سے واقف ہوں گے، ان کی سفاک تاریخ پر نظر ہو گی، وہ ان کے پرفریب وعدوں کے جھانسے میں نہیں آئیں گے۔

لیکن افسوس! کہ ان تمام امور میں دنیا کی آبادی کا اکثریتی حصہ سطحی فکر و مزاج کا حامل ہے، وہ آسانی سے جھوٹوں کے فریب میں پھنس جاتا ہے، دھوکے بازوں اور منافقوں کے جھانسے میں آ جاتا ہے اور اپنے بدخواہوں کو اپنا نجات دہندہ اور خیر خواہوں کو خطرہ سمجھ لیتا ہے۔ آج بھی تمام تر ترقیات کے باوجود دنیا کا منظر یہی ہے جو حکومت، ملک، ادارے انسان کے جتنے بڑے دشمن ہیں، وہی دنیا میں فلاح و بہبود اور امن و شانتی کے امین بنے ہوئے ہیں اور جو لوگ مظلوم ہیں، سازشوں کے شکار ہیں، وہ دنیا کے سامنے خطرے اور خوف کا سایہ بنا دیے گئے ہیں۔

باشعور لوگ خوب سمجھتے ہیں کہ ٹی وی چینل، ریڈیو، اخبارات، جو بھی خبر اور رپورٹ پیش کرتے ہیں، ان میں پیش کردہ مواد سے کیا نتائج مقصود ہیں۔ اسے دیکھا جائے، کس کو فائدہ ملے گا اور کون نقصان اٹھائے گا، اس پر توجہ دی جائے تو کسی قدر یہ سمجھ میں آئے گا کہ خبر اور رپورٹ بنانے کے پیچھے کیا عوامل ہیں اور حقیقت کیا ہو سکتی ہے؟

اب اس تناظر میں ملاحظہ فرمائیں کہ ''ایران ایٹمی پلانٹ پر کام کر رہا ہے'' امریکہ، اسرائیل اور ان کے رفقا تشویش ظاہر کرتے رہے، دھمکی دیتے رہے، پابندیاں لگاتے رہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور دوسری طرف عالمی برادری اور سلامتی کونسل کے بعض ارکان ایران کی پشت پناہی یا دفاع بھی کرتے رہے۔ بالآخر مذاکرات کا راستہ ہموار ہوا اور معاملہ سرد ہو گیا۔

اسرائیل نے عراق کے ایٹمی ری ایکٹر کو جس طرح نشانہ بنایا تھا، ایران کو نہیں بنایا.... کیوں؟ القاعدہ کو پوری مہذب دنیا کے خلاف خطرہ بتایا جاتا رہا، اس کی بنیاد کو سعودی عرب میں بتایا جاتا رہا، لیکن ایمن الظواہری، ابومصعب الزرقاوی کو لکھے خط میں کہتا ہے: دیکھو عراق میں شیعوں کو نشانہ مت بنانا، ہمارے القاعدہ کے تقریباً سو قائدین ایران کی پناہ میں ہیں، کیا تم چاہتے ہو کہ ہم اپنے ان قائدین کو قربان کر دیں؟ ایران اسرائیل کے خلاف بیان بازی کرتا ہے تو بظاہر حماس سے تعلق رکھتا اور اس سے تعاون بھی کرتا ہے، لیکن کبھی اسرائیل کے خلاف کوئی ٹھوس کارروائی نہیں کرتا اور اسرائیل کی دو سو کمپنیاں ایران میں تجارت کرتی ہیں، بڑی تعداد میں ایرانی یہودی اسرائیل میں مختلف عہدوں اور مناصب پر فائز ہیں، یہ نہیں بتایا جاتا۔

ایران ایک عرصے تک اسرائیل کے ذریعے اسرائیلی اور امریکی ہتھیار خریدتا رہا، اسرائیل ایران اور مصر سے سستے داموں پر گیس لیتا رہا۔ ایک طرف امریکہ اور اسرائیل سے ایران بہادرانہ مخالفت کا ڈھنڈورا پیٹتا ہے اور دوسری طرف عراق کی سرزمین پر مسلمانوں کی دولت اور لاشیں سب مل کر نوچ رہے ہیں۔ القاعدہ اور اس کی اولاد داعش مسلم نام سے دنیا کے لیے خطرہ بتا کر پیش کیے جاتے ہیں، ان کی دہشت گردی کو اسلام اور مسلمانوں کی دہشت گردی باور کرایا جاتا ہے، ان کا ہدف امریکہ، اسرائیل کو بتایا جاتا ہے، لیکن القاعدہ اور داعش نے سب سے زیادہ مسلم ملکوں کو نقصان پہنچایا ہے اور پہنچا رہے ہیں۔ اسرائیل کو کیوں نشانہ نہیں بنایا؟

سعودی عرب، عراق، شام، کویت وغیرہ تو ان کی تخریبی کارروائیوں کا مرکز بنتے ہیں، لیکن کبھی ایران نہیں بنتا، بشار الاسد کی فوج حسن نصر اللہ کی حزب اللہ یا تحریکی ان کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زد میں نہیں آتے۔ چنانچہ امریکہ، اسرائیل اور ایران وغیرہ دنیا کے وہ خوش قسمت ممالک ہوئے جن کے دشمن انھیں صرف فائدہ پہنچاتے ہیں، انھیں خلیجی ممالک میں دخل اندازی کرنے، قدم جمانے، یہاں کے وسائل کو لوٹنے، مسلمانوں کو مارنے اور اسلام کو بدنام کرنے کا بھرپور موقع فراہم کرتے ہیں اور حقیقتاً ان کا کچھ نہیں بگاڑتے۔

عالمی طاقتوں اور ذرائع ابلاغ کی مانیں تو دنیا میں خطرہ کون ہے؟ سعودی عرب اور مسلمانوں کا وہ طبقہ جو سلفی اور بقول ان کے وہابی کہلاتا ہے؟

سعودی عرب سب سے بڑا خطرہ کیوں؟ اس لیے کہ اس کا دستور قرآن و حدیث ہے، اس لیے کہ وہ پوری دنیا میں اسلام کی دعوت اور اسلام کے دفاع کی انفرادی و اجتماعی کوششوں میں حصے دار اور معاون ہوتا ہے، اس لیے کہ سعودی عرب میں ہر سال دوسرے ممالک کے ہزاروں افراد وہاں کے دعوتی نیٹ ورک (توعية الجاليات) کے ذریعے اسلام قبول کرتے ہیں۔ تنہا سعودی عرب نے دنیا کی بیشتر زبانوں میں قرآن کے تراجم کر کے لاکھوں کروڑوں قرآنی نسخے متعلقہ زبان جاننے والوں میں تقسیم کروائے ہیں۔ چوبیس گھنٹے مدینہ منورہ کے فہد پرنٹنگ پریس میں قرآن کی اشاعت کا اعلیٰ معیاری کام جاری رہتا ہے۔

سعودی عرب اور کویت ہی ہیں جنھوں نے افریقی ممالک میں مسلمانوں کو نصرانی بنانے کے مضبوط نیٹ ورک اور منصوبے کا بھرپور دفاع کیا اور اسلامک سینٹرز قائم کر کے اپنے تربیت یافتہ دعاۃ کے ذریعے نہ صرف نصرانی مبشرین (مبلغین) کو ناکام کیا، بلکہ بہت سے پادریوں اور نصرانیوں کو اسلام قبول کروایا۔ یورپ اور امریکہ میں جابجا اسلامک سینٹرز قائم کر کے وہاں دعوتِ اسلامی کا جال بچھا دیا، حتی کہ کیتھولک نصرانیوں کے مرکز ویٹیکن سٹی میں مسجد، لائبریری اور دیگر لوازمات سے آراستہ اسلامک سینٹر قائم کر دیا۔

یہودیوں کے جاری کردہ نوبل اور بکر ایوارڈ خدمات کے اعتراف اور اظہار کے ساتھ کئی فکری مقاصد و اہداف کے حامل ہیں۔ سعودی حکومت نے ان کے مقابل اسلامی،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعلیمی اور انسانی خدمات کے لیے فیصل ایوارڈ کا اجرا کیا۔ جو لوگ مسلمانوں کی پسماندگی کا اظہار کرتے ہوئے نوبل انعام سے ان کی محرومی کا رونا روتے ہیں، وہ بتائیں کہ فیصل ایوارڈ کتنے مسلمانوں کو ملا؟ وہ یہ بھی غور کریں کہ مدرٹریسا کی خدمات کی تو خوب تشہیر ہوئی، پاکستان کے ایدھی امین کو دنیا کتنا جانتی ہے؟ حالانکہ ان کی خدمات کم نہیں ہیں۔

فلسطین اور فلسطینیوں کی مدد تقریباً تمام اسلامی ممالک کرتے رہے ہیں، لیکن ان میں سب سے بڑا کردار سعودی عرب کا رہا ہے، جس نے اسرائیل عرب کے مابین ہونے والی دو جنگوں میں براہِ راست حصہ بھی لیا۔ افغانستان کی روس کے خلاف جہادی جنگ میں پاکستان کے شانہ بشانہ سعودی عرب کی سب سے بڑی امداد شامل رہی، مالی بھی مادی اور افرادی بھی۔ دنیا کے گوشے گوشے میں خلیجی ممالک کی حکومتوں اور افراد کی جانب سے مساجد کی تعمیر، اسلامی تعلیم کے فروغ، علومِ اسلامیہ پر مشتمل کتابوں کی تقسیم مسلسل ہوتی ہے۔ اس شعبے میں بھی سعودی عرب سرِفہرست ہے۔

سعودی عرب کے جامعات (یونیورسٹیز) میں پوری دنیا کے مسلمان طلبا اعلیٰ تعلیم حاصل کرتے ہیں، جن کے تعلیمی اخراجات و لوازمات ہی نہیں، معاوضے کا انتظام بھی سعودی حکومت برداشت کرتی ہے۔ بنگلہ دیش، پاکستان، ہندوستان، سری لنکا، برما، صومالیہ، گھانا، مصر، سوڈان، چیچنیا، چین، روس اور اس سے آزاد ہونے والی مسلم ریاستیں اور عالمی نقشے کا کوئی مسلم ملک نہیں ہے، جہاں خلیجی اسلامی ممالک اور بطور خاص سعودی عرب اور کویت کی امداد و تعاون نہ پہنچتا ہو۔

قدرتی آفات ہوں یا دیگر انسانی ضروریات، یہ عربی مسلمان اپنی اخوتِ دینی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اس وقت صرف سعودی عرب میں شام کے کم و بیش پچیس لاکھ پناہ گزین آسرا پائے ہوئے ہیں۔ شاہی فرمان یہ صادر ہوا ہے کہ یہ لوگ پناہ گزین نہیں، بلکہ بھائی ہیں، ان کے ساتھ اخوت و ہمدردی کا برتاؤ کیا جائے اور کیا جا رہا ہے۔ واضح رہے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کہ گذشتہ تین سالوں کے عرصے میں بشار حکومت نے ایران و روس کے تعاون سے اب تک شام میں ساڑھے تین لاکھ سے زیادہ مسلمانوں کا وحشیانہ قتل کیا ہے اور ظلم و بربریت کی تمام سنتوں کو نہ صرف تازہ کیا ہے، بلکہ نئی سنتوں کو ایجاد کیا ہے۔

یمن میں ایران کے تربیت یافتہ اور ایرانی ہتھیاروں سے مسلح رافضی حوثیوں نے عراق و شام کے بعد یمن کو مسلمانوں کا مقتل بنانا شروع کیا، جس میں ایران وحزب اللہ کی براہِ راست افرادی اور اسلحہ جاتی امداد شامل ہے۔ یمن کے دستوری حکمران کو حکومت سے بے دخل کر دیا گیا۔ اسے یمن سے نکل جانے پر مجبور کیا اور قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا گیا۔ معاہدے کے مطابق یمنی صدر نے سعودی عرب سے مدد مانگی، دوم حوثیوں اور ایرانیوں نے یمن سے متصل سعودی سرحد پر ہتھیاروں کی کھیپ جمع کرنی شروع کر دی اور سعودی عرب پر حملے اور اپنے ناپاک مذہبی عزائم کی تکمیل کے لیے مکہ و مدینہ پر قبضے کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے کی تیاریاں شروع کر دی، اس کا کھلا اظہار بھی بعض ایرانی وزرا و حکام کی جانب سے کیا جانے لگا۔ تب سعودی عرب نے شرعی، فطری اور متفقہ بین الاقوامی اصولوں کے تحت حوثیوں پر حملہ کر دیا اور اپنے حلیفوں کے ساتھ مل کر دیکھتے ہی دیکھتے ان کی کمر توڑ دی اور حوثیوں کے ساتھ ایران اور ان کے پیچھے عالمی طاقتوں کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔ والحمد للہ علی ذلك.

امریکہ و اسرائیل کو سلفی کھٹکتا اور چبھتا ہے کہ یہ ان کے دین وتہذیب کے لیے خطرہ ہے۔ رافضی دین ان کے لیے خطرہ نہیں، بلکہ ان کا ہم نوا، ہم رکاب، معاون و مددگار ہے۔ (یہ حقیقت بہت سے مسلمان حتیٰ کہ ''دانشوران'' اور بالخصوص ''تحریکی ماہرین'' نہیں جانتے، لیکن مغرب کا تھنک ٹینک اور یہود و نصاریٰ کے اربابِ نظر خوب جانتے ہیں) اس لیے عالمی اور مسلم دشمن طاقتیں پورے عالمِ عرب کو پھر سے تقسیم کر کے نیا نقشہ بنانا چاہتی ہیں اور وہ ان میں روافض کو بالادستی دلانا چاہتے ہیں کہ اس طرح ایک طرف مسلسل اختلاف و جنگ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا ماحول بنا کر مغربی طاقتیں خلیج میں جمی رہیں گی۔ اپنے سامراجی مقاصد و مفادات حاصل کرتی رہیں گے، اسرائیل کو تحفظ فراہم کیا جائے گا اور عربوں کو کمزور کر کے، ان کا استحصال کرتے ہوئے پوری دنیا میں چل رہی دینی دعوت و بیداری کا سرچشمہ ہی خشک کر دیا جائے گا۔ نتیجے میں معاش و اقتصاد اور بالخصوص تیل کی دولت اور بازار پر بھی ان کا قبضہ ہوگا اور بآسانی اپنی تہذیب اور مذہب وفکر کو فروغ اور غلبہ بھی دلا سکیں گے۔

عالمی طاقتیں جس طرح اپنے مقاصد، منصوبوں اور اصلی چہروں کے متعلق سچ نہیں بول سکتے، اسی طرح مسلمانوں کی مظلومیت، عربوں کی شرافت اور سعودی عرب و اسلامی ممالک کی خوبیوں اور نیکیوں کا اعتراف و اظہار بھی نہیں کر سکتے۔ اب انھیں دبانا ہے، مارنا ہے، مغلوب اور بے بس کرنا ہے تو کیا کریں؟ یہ لوگ اسلام کی دعوت دیتے ہیں اور لوگ مسلمان ہو رہے ہیں، یہ کہہ کر تو ان کے خلاف کارروائی نہیں کی جا سکتی، چنانچہ انھیں جرم کے کٹہرے میں کھڑا کرنے، نیز لوگوں کی نفرت و ناپسندیدگی کا نشانہ بنانے کے لیے آسان تدبیر اختیار کی گئی، جن کے ذریعے معصوم بھیڑوں کو بدنام کر کے بھیڑیے بنا دیا گیا اور ان کی سرکوبی کے لیے ہر قسم کی دہشت گردی کا جواز پیدا کر لیا گیا۔

وہ آسان تدبیر کیا ہے، وہ ہے دہشت گردی کا ایسا پیچیدہ کھیل، جس کے کردار، ناٹک یا فلم کی تیار شدہ اسکرپٹ، کہانی کے مطابق اپنا رول نبھاتے ہیں اور معاہدے کے مطابق اپنا مقررہ معاوضہ حاصل کرتے ہیں۔ اسکرپٹ لکھنے والے، ڈائریکٹر (ہدایت دینے والے) منظر پر نہیں ہوتے، صرف کرائے کے فنکار لوگوں کو دکھائی دیتے ہیں۔ فی الحال عالمی اسٹیج پر دہشت گردی کے ڈرامے کی سپر اسٹار ٹیم ہے داعش جو القاعدہ کی اولاد یا جانشین ہے۔ القاعدہ کا کردار مدھم پڑا تو داعش آ گئی، یہ کمزور پڑے گی تو دوسری ان کی جانشین تنظیم وجود میں آ جائے گی اور وہ کتنی ہی چھوٹی، محدود اور بے حیثیت ہو، ڈرامہ نگار اور اس کی ایڈورٹائزنگ (تشہیری) شعبے کا یہ کام ہے کہ اسے بڑا بنا کر عالمی طاقتوں کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے چیلنج ثابت کرے۔ داعش کا وجود اور اس کی سرگرمیاں بھی دراصل اسلام دشمن عالمی طاقتوں اور ان کے حلیفوں کی مشترکہ کردار بندی ہے۔

ظاہر ہے کہ مسلمانوں کا دین خالص باطل پرستوں کے لیے ان کے استعماری مقاصد اور باطل فکر کے غلبے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے، مسلم ممالک اور بالخصوص سعودی عرب کا کردار ان کی راہ میں سب سے بڑا روڑا ہے، اس لیے مغربی میڈیا اور عالمی طاقتوں کے سیٹلائٹ کیمرے اور دور بینی نگاہیں عربوں کی خوبیاں نہیں دیکھ پاتیں، انھوں نے دنیا کے سامنے عربوں کو عیاش، دنیا دار اور بے وقوف بنا کر پیش کیا ہے (اور ضمناً یہ تاثر دینا چاہا ہے کہ عربوں کی یہ پسماندگی اور حماقت ان کے دین و مذہب کی وجہ سے ہے) اگر عرب حکومت یا سعودی کے شاہی خاندان کا کوئی فرد کسی قحبہ خانے میں نظر آ جائے، کسی تفریح گاہ میں دکھائی دے، ریس کورس سے گزر جائے، کسی غریب اور کم عمر بچی سے نکاح کر لے تو میڈیا آسمان سر پر اٹھا لیتا ہے، لیکن سیلاب، طوفان، زلزلے اور قحط سے متاثرہ علاقوں میں ان کی عظیم ترین خدمات کو یہی میڈیا کوریج نہیں دیتا۔

انڈونیشیا کے بالی میں چند نصرانیوں پر مبینہ ظلم کی داستانیں سامنے آئیں تو عالمگیر شور مچا اور دیکھتے ہی دیکھتے اسے ملک سے الگ کروا لیا گیا۔ فلسطین میں نصف صدی سے زیادہ عرصے میں فلسطینی مسلمان اسرائیل کی حکومتی دہشت گردی کے شکار ہیں، اس کے خلاف کارروائی تو دور قراردادِ مذمت بھی ویٹو کے ذریعے مسترد ہو جاتی ہے۔ برما، بوسنیا، شام اور دنیا کے مختلف علاقے اور لاکھوں مسلمانوں کی قربان گاہ بن جائیں، متمدن دنیا کا ضمیر خاموش رہتا اور نمایشی بیان بازی کے ذریعے ٹال مول کی پالیسی اپنائی جاتی ہے۔ نہ وہاں حقوقِ انسانی کی دہائی دی جاتی ہے، نہ آزادیِ دین اور اظہار رائے کی اور نہ مسلم کش وحشیانہ کارروائیوں کو دہشت گردی کا نام دیا جاتا ہے۔

مسلمانوں کا علاقہ اہواز بھی برسہا برس سے ایران کے ناجائز قبضے میں ہے، جہاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رافضی حکومت مسلمانوں پر انتہا درجے کے مظالم کی داستانیں عمل میں لاتی رہی ہے، جہاں عربی زبان بولنا پڑھنا ممنوع ہے، وہاں مسلمان اپنے بچوں کا ابوبکر، عمر عائشہ نام بھی نہیں رکھ سکتے، صدائے احتجاج یا اختلاف بلند کرنے والوں کو خاموش کر دیا جاتا ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ جس طرح غزہ کا علاقہ فلسطینیوں کی جیل بن گیا ہے، اسی طرح اہواز بھی ایران حکومت اور فوج کے ذریعے مسلمان عربوں کا قید خانہ بنا ہوا ہے، مگر دنیا کی اکثریت اہواز کی حقیقت اور وہاں کی حالتِ زار سے ناواقف ہے، کیوں؟ اس لیے کہ یہاں کے مظلومین مسلمان ہیں اور ظالم عالمی طاقتوں کے حلیف تقیہ باز اور روافض (اثنا عشری) ہیں اور دہشت گردی کی تعریف کارروائی انجام دینے والوں اور متاثرین کے مذہب وفکر کے مطابق طے ہوتی ہے۔ اہواز میں حکمران سنی ہوتے، تب دہشت گردی ہوتی، مگر وہ تو وہاں مظلوم ہیں، اس لیے دہشت گردی یہاں حکومت کی ضروری انتقامی کارروائی ہے، اپنے تحفظ اور بقا کا داخلی معاملہ ہے۔

2004ء (اور کچھ لوگوں کے مطابق) 2002ء میں عراق میں ابومصعب الزرقاوی نے ایک گروپ تشکیل دیا، جس کا نام جماعۃ التوحید والجہاد رکھا اور اس وقت القاعدہ کے قائد اسامہ بن لادن سے بیعت کا اعلان کیا۔ یہ ابومصعب عراق میں القاعدہ کا نمایندہ سمجھا جاتا اور باور کیا جاتا تھا۔ انٹرنیٹ پر اس کے ایمن الظواہری سے روابط کی خبریں منظرِ عام پر آئی ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ انٹرنیٹ اور فون پر جو اسامہ بن لادن، ایمن الظواہری، القاعدہ کا نمایندہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، اس کی تصدیق کا کوئی قابلِ اعتماد ذریعہ دنیا کے پاس نہیں، جب کوئی تنظیم کسی دھماکے یا دہشت گردانہ کارروائی کی ذمے داری لیتی ہے یا کہیں پر حملہ کرنے یا کسی کو قتل کرنے کی دھمکی دیتی ہے، تب بھی عالمی طاقتوں اور ان کے ذرائع ابلاغ کے علاوہ اس کی تصدیق کرنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ بس دعویٰ ہوتا ہے اور ردِعمل حسبِ پروگرام شروع ہو جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابو مصعب الزرقاوی عراق پر امریکی قبضے کے دوران میں امریکہ کے خلاف محاذ آرائی کا اعلان کرتا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے عراق میں وہ مشہور ہو جاتا ہے اور اس کی تنظیم مقبول و معروف ہو جاتی ہے۔ 2006ء میں زرقاوی مارا گیا اور ابوحمزہ المہاجر کو القاعدہ کا نمایندہ مقرر کیا گیا۔ 2006ء کے اخیر میں مختلف تنظیموں کے اجماع و انضمام سے از سرِنو اس کی تنظیم کی عسکری تشکیل دی گئی اور اسے ابوعمر البغدادی کی قیادت میں ''الدولة في العراق'' کا نام دیا گیا۔ 19/04/2010 منطقہ ثرثار میں فوجی کارروائی کے دوران میں ایک گھر پر حملہ ہوا، جس میں ابوعمر بغدادی اور ابوحمزہ المہاجر دونوں موجود تھے اور دونوں حملے میں اکٹھے نشانہ بن گئے۔ ایک ہفتے کے بعد تنظیم نے اس کا اعتراف کیا اور دس دنوں کے بعد ''الدولة في العراق'' کی مجلسِ شوریٰ منعقد ہوئی، جس میں ابوبکر بغدادی کو ابوعمر کا جانشین منتخب کیا گیا، جو آج ''الدولة الإسلامية في العراق والشام'' (داعش) کا امیر المومنین بنا بیٹھا ہے۔

ان کے ناموں کو ملاحظہ فرمائیں، سب کنیت کے ساتھ ہیں، اصل نام کسی کا معروف نہیں ہے، نیز کنیت کے انتخاب میں بھی ابوبکر و عمر کا استعمال شاید یہ باور کرانے یا دھوکا دینے کے لیے ہے کہ یہ لوگ رافضی یا روافض سے وابستہ نہیں ہیں۔

مذکورہ تفصیلات ''مركز الصحيفة الصادقة للدراسات الوثائقيه'' کی جانب سے نشر کردہ کتابچے ''قصة داعش، الرواية الكاملة'' میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

ابوبکر بغدادی کی قیادت کے بعد داعش نے بڑے پیمانے پر عراق کی مختلف بستیوں کو حملوں کا نشانہ بنایا اور ہزاروں عراقی شہریوں (مسلمانوں) کی لاشوں کی فصل کاٹی، جس میں مشہور تر حملہ بغداد کی مسجد جامع ام القریٰ کا حملہ ہے اور اسامہ بن لادن کے انتقام کے نام پر عراق کی مختلف بستیوں میں سو سے زیادہ حملے کیے۔ عراق میں ان کی ترک تازی جاری تھی کہ شام میں ان کے کردار نبھانے کا سنہری موقع پیدا ہو چکا تھا، لاشوں کی فصل کاٹنے کی زرخیز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زمین تھی اور لگتا ہے دہشت گرد ڈرامے کے کہانی و کردار سازوں کی ہدایت ملی ہو گی۔

2011ء کے اخیر میں شام میں ابو محمد الجولانی کی تنظیم "جبهة النصرة" وجود میں آئی اور اس نے افغانستان میں ایمن الظواہری کی قیادت میں تنظیم القاعدہ سے اعلانِ بیعت کے ساتھ "الدولة في العراق" سے مضبوط تعلق کا مظاہرہ کیا، تاکہ "الدولة في العراق" کی ترک تازی کو شام تک دراز کیا جائے۔ ابو بکر بغدادی نے 2013ء میں نیٹ کے ذریعے "جبهة النصرة" کے "الدولة في العراق" سے انضمام کا اعلان کیا اور اب اسے "الدولة الإسلامية في العراق والشام" کہا جانے لگا، یہیں سے ''داعش'' بنی اور چلی۔

تھوڑے ہی وقفے کے بعد ابو محمد جولانی نے داعش سے علاحدگی کا اعلان کیا، لیکن تب تک شام کے جنگجو بڑی تعداد میں اس سے وابستہ ہو چکے تھے، نیز داعش اور جبهة کا یہ اختلاف تکنیکی تھا، منہجی اور فکری اختلاف نہیں تھا، کیوں کہ منہج میں دونوں گروہ القاعدہ کی خارجی اور تکفیری فکر کے علم بردار تھے۔ (قصة داعش، ص: 16)

شام میں داخلے کے بعد داعش نے نصیری نظام (حکومتِ بشار) کے ساتھ مل کر حکومت مخالف (مسلمان) گروہ سے قتال شروع کر دیا اور حجت یہ پیش کی کہ مرتدین سے قتال کرنا کفار سے قتال کرنے پر مقدم ہے، جس سے ان رپورٹوں اور دستاویزات کو تقویت ملتی ہے جو داعش میں شام کی خفیہ ایجنسیوں کی شمولیت بیان کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ انھیں ایران کی ''الحرس الثوری'' نے تیار کیا ہے، چنانچہ یہ رافضی صفوی مجوسی پیداوار ہے، جس کو عراق اور شام میں اہلِ سنت کی تنظیموں کو نشانہ بنانے کے لیے وجود دیا گیا ہے۔ (أيضاً ص: 17)

داعش کی تشکیل و ترتیب میں عالمی طاقتوں کی منصوبہ بندی اور ایرانی و شامی روافض کی کوشش پر دلالت کرنے والے متعدد امور ہیں، مثلاً:

✿ اچانک عراق کے کئی بڑے شہروں میں داعش کی ٹکڑیاں داخل ہوئیں اور امریکہ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متعین کردہ صدر عراق نوری المالکی رافضی کی فوجوں نے بلامزاحمت و مقابلہ ان شہروں کو چھوڑ دیا، صرف فوج ہی نہیں ہٹی، بلکہ داعش کے لیے فوج کے سارے ہتھیار ٹینک وغیرہ بھی بطورِ مالِ غنیمت چھوڑ دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے موصل اور تکریت جیسے اہم شہروں پر داعش کا تسلط ہو گیا۔

صدام حسین کی بھاری قوت کو ختم کر دینے والی امریکی فوج اور اتحادیوں نے یہاں چپ سادھ رکھی ہے۔ کیا داعش، صدام کی فوج سے زیادہ طاقتور ہے؟ نہیں، صاف ظاہر ہوتا ہے کہ منصوبے کے تحت عراق کے مذکورہ شہروں کو جنگی اسباب کے ساتھ داعش کے حوالے کیا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ داعش کے پاس ہتھیار سازی کے کارخانے نہیں ہیں، پھر ان کے پاس جدید ہتھیار کہاں سے آ رہے ہیں؟ ان کا استعمال کون سکھا رہا ہے؟

❁ مذکورہ حوادث کے فوراً بعد داعش نے خلافتِ اسلامیہ کے قیام کا اعلان کرتے ہوئے ابوبکر البغدادی کو خلیفۃ المسلمین اور امیر المومنین کے طور پر پیش کیا اور درجہ بدرجہ سارے مسلمانوں کو اسے قبول کرنے کی دعوت دی۔ اس میں جہاں پوری دنیا سے مسلم نوجوانوں کو سمیٹنا مقصود تھا۔ وہیں داعش کی عالمگیریت (بین الاقوامی نیٹ ورک) ظاہر اور ثابت کرنا بھی مراد تھی، تاکہ اسے پوری دنیا کے لیے خطرہ بنایا اور بتایا جائے اور دنیا کے کسی بھی ملک اور علاقے میں اس کے نام سے کارروائی کر کے اس کے خلاف کارروائی کو بین الاقوامی حمایت حاصل ہو۔ اس مقصد کے لیے اس مرتبہ ''خلافت'' کا عنوان چنا گیا۔

اہلِ نظر مسلم تجزیہ نگاروں کے مطابق یہ دنیا کی نظر میں اسلامی خلافت کو ''خوفناک خطرہ'' کی حیثیت سے پیش کرنے اور اسے انتہائی قابلِ نفرت بنانے کے لیے استعمال کیا گیا اور کیا جا رہا ہے، جیسے لفظ ''جہاد'' کو بدنام کیا گیا اور اسے دہشت و وحشت سے جوڑ دیا گیا کہ اب اس کا استعمال کرنے والا مسلمان وضاحت کرنے پر مجبور ہوتا ہے کہ جہاد برائی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اور ظلم کے خلاف ہر قسم کی کوشش کا نام ہے، جس کا مقصد امن و انصاف کا قیام ہے، مظلوم کی مدد ہے، دہشت گردی اور ظلم سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

دراصل امریکہ، یورپ، اسرائیل، جہاد سے زیادہ خلافتِ اسلامی سے خوف زدہ رہے ہیں، انھوں نے بڑے پاپڑ بیل کر، گہری سازشوں، نہایت منظّم منصوبوں اور پیہم کوششوں کے ذریعے ترکی کی خلافت کا (1922ء میں) خاتمہ کیا تھا اور انھوں نے مصطفیٰ کمال پاشا کو اتاترک (ترکوں کا باپ) بنا کر اس کے ذریعے ترکی میں اسلامی خلافت کے سارے نشانات مٹانے کے اقدامات کیے اور اس کے بعد سے مسلسل گھات میں رہتے ہیں کہ عالمِ اسلام میں ایسا کوئی اتحاد اور ایسی کوئی مرکزیت وجود میں نہ آ سکے جو کسی بھی طور پر یا کسی بھی درجے میں ''اسلامی خلافت'' کی شکل اختیار کر لے۔

حقیقی خلافتِ اسلامیہ کا وجود مسلمانوں کی ایسی دینی مرکزیت ہے جس کے مقابل اقوامِ متحدہ اور سلامتی کونسل کا عالمی ڈھونگ بے اثر ہوسکتا ہے، نیز عالمی طاقتوں کا سیاسی و اقتصادی تسلط، نیز تہذیبی برتری اور بالادستی کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکتا تھا، اس لیے اس پہلو پر گہری نظر اور سخت نگرانی رہتی ہے کہ کہیں ع

یہ ٹوٹا ہوا تارا کامل نہ بن جائے

چنانچہ جس ملک، حکومت یا حکمران کے خلافت کا مرکز بننے کا معمولی امکان بھی نظر آئے تو وہ تمام عیارانِ عالم کی سازشوں اور فتنہ سامانیوں کا ہدفِ اولین بن جاتا ہے۔ فی الحال یہ ہدف سعودی عرب نظر آتا ہے۔

لگتا ہے مذکورہ اسباب کی بنا پر صلیبی اور صیہونی گروہ رافضی عناصر کی مدد سے ''اسلامی خلافت'' کی شکل وصورت ہی کو نہیں، اس کے تصور کو بھی خوف ناک اور قابلِ نفرت بنا دینا چاہتے ہیں۔ اور شاید تشہیری سطح پر جمہوریت، سیکولرازم کی ثنا خوانی اور خلافت کی مذمت کا نتیجہ ہے کہ وہ تحریکی اور اخوانی جن کے فکر و عمل کی بنیاد ہی اسلامی حکومت و نظام کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قیام باور کرایا جاتا تھا، حکومت جمہوریت کے مغربی طرز پر بناتی اور حکومت ملنے پر نفاذِ شریعت سے کترانے لگے، بلکہ یوسف القرضاوی جیسی نمایندہ شخصیت نے الجزیرہ چینل کے ایک انٹرویو میں واضح طور پر کہہ دیا:

"الحرية مقدم عندي من تطبيق الشريعة"

"میرے (یا ہمارے) نزدیک آزادی نفاذِ شریعت سے زیادہ اہم (مقدم) ہے۔"

چنانچہ داعش کے لیے اسلامی خلافت کا استعمال کر کے اسے بھی بدنام کرنا اور اس کی ناقابلِ قبول تصویر پیش کرنا مقصود نظر آتا ہے۔ لہٰذا القاعدہ، داعش اور ان کے ہم قبیل تحریکی اسلامی جہاد کو مجروح ومخدوش بنانے کے درپے ہیں اور اعدائے حق کے ایجنڈوں پر عمل کر کے ان کی مدد کر رہے ہیں۔

"قصة داعش" کے صفحہ 22 پر "داعش صناعة أمريكة" کے ذیل عنوان کے تحت یہ عبارت درج ہے:

(ل) الاعتراف سيد الأدلة والواقع يفضح المنافقين فلقد اعترفت وزيرة الخارجية الأمريكية السابقة هيلارى كلينتون: أن الإدارة الأمريكية بالتعاون مع حركة الإخوان المسلمين هي من قامت بتأسيس ما يسمى بتنظيم الدولة في العراق والشام (داعش) لتقسيم منطقة الشرق الأوسط من جديد"

"اعتراف سب سے بڑا ثبوت ہے اور حقیقت منافقین کو رسوا کر دیتی ہے۔ امریکہ کی سابق وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن نے اعتراف کیا ہے کہ امریکی انتظامیہ ہی ہے جس نے تحریک اخوان المسلمین کے تعاون سے [1] "الدولة في

[1] داعش اور الاخوان المسلمین کے مابین مضبوط تعلق کی ایک دلیل یہ ہے کہ ان کے ترجمان (نمایندے) قرضاوی نے اپنے خاص اکاؤنٹ پر ٹویٹ کرتے ہوئے کہا کہ وہ داعش کی تحریک کو دوست سمجھتے ہیں، اگرچہ وہ فکر اور ذریعے میں اس سے اختلاف رکھتے ہیں۔ (حاشیہ قصہ داعش، ص: 22)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

العراق والشام“ (داعش) نامی تنظیم کی بنیاد رکھی ہے، مقصد ہے مشرقِ وسطیٰ کو نئے سرے سے تقسیم کر دینا۔“

موصوفہ ابھی جلد ہی منظرِ عام پر آنے والی کتاب ”خیارات صعبة“ میں کہتی ہیں:

”میں کہتی ہوں: ہم لوگ عراق، لیبیا اور شام کی جنگوں میں داخل ہو چکے تھے، ہر چیز پروگرام کے مطابق اور نہایت بہتر طریقے پر چل رہی تھی کہ اچانک مصر میں انقلابی تحریک اٹھ کھڑی ہوئی اور 72 گھنٹوں میں ہر چیز بدل گئی۔“ (ص:22)

بعد ازاں عالمی اداروں اور حکومتوں سے وابستہ کئی افراد کے بیانات و اعترافات منقول ہیں، جن میں داعش کی تشکیل میں امریکہ کے بنیادی کردار اور برطانیہ و اسرائیل کی حصے داری کا اعتراف ہے، مثلاً: امریکہ کی نیشنل سیکیورٹی ایجنسی CIA کے سابق اہل کار ایڈورڈ سنودن نے کہا:

”إن الوكالة وبالتعاون مع نظيرتيها البريطانية والموساد الإسرائيلي وراء ظهور تنظيم الدولة في العراق والشام داعش واضاف: أن أجهرة مخابرات ثلاث دول الولايات المتحدة وبريطانيا وإسرائيل تعاونت لخلق تنظيم إرهابي قادر على استقطاب المتطرقين من جميع أنحاء العالم في مكان واحد في عملية يرمزلها (عش الدبابير) لحماية إسرائيل وأن ذلك يقضي بانشاء تنظيم شعاراته إسلامية يتكون من مجموعة من الأحكام المتطرفة التي ترفض أي فكر مغاير“

یعنی تنظیم ”الدولة في العراق والشام“ (داعش) کے وجود وظہور کے پیچھے سی آئی اے اپنی دو نظیر ایجنسیوں برطانوی MI6 اور اسرائیل موساد کے ساتھ کا ہاتھ ہے۔

ایڈورڈ نے مزید کہا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''ولایات متحدہ، برطانیہ اور اسرائیل تینوں ملکوں کے خفیہ عناصر نے ایسی دہشت گرد تنظیم کو پیدا کرنے میں باہمی تعاون سے کام کیا ہے، جو تنظیم دنیا کے تمام گوشوں سے انتہا پسند افراد کو ایک جگہ سمیٹ لائے۔ ایک ایسی کارروائی جسے اسرائیل کی حمایت وحفاظت کے لیے (عش الدبابیر) کا رمز دیا گیا۔ یہ مقصد ایک ایسی تنظیم کو پروان چڑھا کر حاصل ہو گا، جس کے نعرے اور شعارات اسلامی ہوں گے اور وہ ایسے انتہا پسندانہ احکام و آرا کے مجموعے کے ڈھانچے پر مشتمل ہو گی، جو کسی بھی مخالف رائے کو مسترد کر دے گا....''

سنودن کے وثائق کے مطابق:

''اسرائیل کی حمایت کا تنہا حل یہ ہے کہ اس کی حدوں کے اطراف میں دشمن کو پیدا کیا جائے۔ ایسا دشمن جس کے ہتھیار کا رخ خود اسرائیل کا انکار کرنے والے مسلم ممالک کی طرف ہو۔'' (ص: 23-24)

- داعش اپنے وجود کے ساتھ ہی اعلیٰ معیار کے ذرائع ابلاغ کا استعمال کر رہی ہے، جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ جدید ٹیکنالوجی سے بھی واقف ہیں اور ان کے اسباب بھی داعش کو مہیا ہیں، وہ بڑے پیمانے پر انٹرنیٹ کا استعمال کر رہے ہیں۔ مبینہ طور پر ان کے متعدد مجلّات اور رسالے شائع ہوتے ہیں۔ اپنے نیٹ ورک کے ذریعے وہ پوری دنیا میں اپنی باتیں اور اعلانات پہنچاتے ہیں۔ نتیجے میں پوری دنیا کے ''مسلم نوجوان'' ان سے رابطے کی کوشش کرتے ہیں۔ عالمی تفتیشی ایجنسیاں داعش سے رابطہ کرنے والے افراد بالخصوص مسلم نوجوانوں پر نظر رکھتی ہیں اور حسبِ ضرورت گرفت میں بھی لیتی ہیں اور کارروائیوں کو ان سے منسوب کر کے داعش کی ریشہ دوانیاں بتاتی ہیں۔

بہت سے نوجوان ان سب چیزوں کے ذریعے بآسانی اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ داعش کا نیٹ ورک پوری دنیا میں مضبوطی سے پھیلا ہوا ہے اور پھر وہ سازش کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شکار ہو جاتے ہیں۔ داعش کا مضبوط ابلاغی اور رابطہ نظام اسے ''عالمی خطرہ'' بتانے کے لیے ضروری تھا، لہٰذا معلوم ہوتا ہے کہ اسی مقصد کے تحت ان عالمی طاقتوں نے داعش کے لیے جدید ابلاغی اسباب کا انتظام کیا ہے جو اس کے موجد اور پروگرامر ہیں۔

- دو اڑھائی ماہ قبل اخبارات میں ایک خبر شائع ہوئی کہ برطانیہ کے کالج میں پڑھنے والی مسلم لڑکیاں داعش میں شمولیت اختیار کرنے کے لیے عراق روانہ ہوگئیں اور پھر اسے بنیاد بنا کر تاثر دیا گیا کہ دنیا کے مختلف ممالک سے نہ صرف مسلم نوجوان بلکہ مسلم خواتین بھی داعش سے موافقت رکھتی ہیں۔ یعنی یہ سب انتہا پسندانہ مزاج رکھتے ہیں اور دہشت گردی کے ہم نوا ہیں۔ ان خبروں کے ذریعے جہاں دنیا کو عام مسلمانوں کے متعلق بدگمان کرنے کی کوشش کی گئی وہیں سطحی اور جذباتی مسلم نوجوانوں کو داعش سے جڑنے کی ترغیب بھی دی گئی اور اس مرتبہ مسلم خواتین کو بھی شدت پسندی کے الزام میں گھیرنے کی کوشش کی گئی، لیکن مذکورہ خبر کے چند روز بعد ہی مذکورہ دو مسلم طالبات نے میڈیا کے سامنے آکر وضاحت کی کہ ہمارے متعلق داعش میں شمولیت والی خبر سراسر غلط ہے۔

انھوں نے بتایا کہ برطانیہ سے انھوں نے از خود سفر نہیں کیا، بلکہ ان کا اغوا کر کے زبردستی انھیں ہوائی جہاز میں بٹھایا گیا۔ داعش سے نہ ہماری کوئی وابستگی ہے نہ اس سے کوئی دلچسپی۔ مگر یہ تردیدی خبر پہلی غلط خبر کی طرح میڈیا میں نمایاں نہیں کی گئی۔ اسی طرح کئی مسلم نوجوانوں نے بھی اپنے متعلق داعش سے جڑنے کی خبروں کی تردید کی۔ تاہم بعض جذباتی اور سطحی فکر نوجوان جو واقعتاً داعش میں شمولیت کے لیے عراق گئے، ان میں سے کئی ایک نے واپس ہو کر داعش کے متعلق بیان دیا کہ یہ لوگ اسلام اور اسلامی تعلیمات سے تعلق نہیں رکھتے، ان کا طریق کار اسلام کے بالکل خلاف ہے اور یہ تو مسلمانوں ہی کو قتل، تباہ اور بدنام کرنے والے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۞ ایک بڑا اور اہم سوال یہ ہے کہ داعش کو بڑے پیمانے پر سرمایہ کہاں سے فراہم ہو رہا ہے؟ ان کی کارروائیوں اور سرگرمیوں سے صاف ظاہر ہے کہ انھیں جدید ہتھیاروں اور جدید ابلاغی اسباب و افراد کی طرح بھرپور مالی قوت بھی حاصل ہے۔ ان کے پاس کون سا خزانہ ہے؟ جواب دیا جاتا ہے کہ داعش نے عراق اور شام کے جن شہروں اور علاقوں پر قبضہ کیا ہے وہاں انھیں ہتھیاروں کے ساتھ ساتھ خاصا مال بھی ہاتھ لگا اور ان علاقوں میں تیل کے بڑے بڑے کنویں ہیں۔ داعش روزانہ ہزاروں بلکہ لاکھوں بیرل تیل نکال کر فروخت کر رہی ہے۔

سوال ہوا کہ ہاتھ آنے والا مال نہ ختم ہونے والا تو نہیں ہو سکتا اور لاکھوں بیرل تیل کیسے نکال رہے ہیں؟ عالمی طاقتیں اسے روک نہیں پا رہی ہیں؟ اور اگر نکال بھی لیا تو ان سے خریدنے والا ملک کون سا ہے؟ اگر کہا جائے کہ وہ چوری چھپے اسمگل ہو رہا ہے تو یہ بات انتہائی مضحکہ خیز ہو گی کہ جو ممالک سعودی عرب، کویت، قطر اور دیگر (سنی) مسلم ممالک پر اتنی گہری نظر رکھے ہوئے ہیں کہ ان ملکوں سے کوئی تجارتی لین دین ہو، دولت کی منتقلی نہیں رہ پاتی۔

کسی مسجد کی تعمیر یا مدرسے کے تعاون کے لیے کوئی رقم بھیجی جاتی ہے تو وہ بلا تاخیر ان کی نگاہوں میں آ جاتی ہے۔ اسرائیل نے ایک بڑے خطۂ زمین غزہ کی اس طرح ناکہ بندی کر رکھی ہے کہ وہ جیل خانہ بنا ہوا ہے۔ ایک پستول بھی غزہ میں اسرائیلی چوکیداروں اور کیمروں کی نگاہوں سے بچ کر داخل نہیں ہو سکتا۔ کوئی ڈاکٹر اور مریض ان کی اجازت کے بغیر اندر یا باہر نہیں جا سکتا۔ عالمی طاقتوں کے سیٹلائٹ کے کیمرے زمین اور بالخصوص مشرقِ وسطیٰ کے چپے چپے کی نگرانی کر رہے ہیں اور انھیں یہ پتا نہ چل پائے کہ داعش کو ہتھیار کہاں سے مل رہے ہیں۔ انھیں یہ معلوم نہ ہو سکے کہ لاکھوں بیرل تیل داعش والے کسے فروخت کر رہے ہیں۔ کون سا ملک ان سے تیل خرید رہا ہے اور سرمایہ فراہم کر رہا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ تیلوں کے ٹینکر یا پائپ لائن سیٹلائٹ کی پن پوائنٹ ٹارگٹ کرنے والی نگاہوں سے اوجھل ہیں؟

اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ''داعش'' امریکہ، روس، فرانس، برطانیہ، اسرائیل سے کہیں زیادہ ترقی یافتہ ہیں۔ یہ ممالک اپنی تمام ٹیکنالوجی اور مہارت کے باوجود ''داعش'' کے مقابل ناکام ہیں۔ اسی لیے تو جن عالمی طاقتوں نے صدام حسین کے طاقتور عراق کو کسی قابلِ ذکر نقصان کے بغیر چند دنوں میں زیر کر لیا اور عراق پر قبضہ کر کے اپنے مقامی اور ایرانی حلیفوں کے حوالے کر دیا، وہی طاقتیں ایک نومولود، محدود تنظیم داعش سے خوفزدہ ہیں؟ یہ انتہائی مضحکہ خیز اور احمقانہ بات ہے، جسے دنیا کے دانشور تسلیم کر رہے ہیں اور اپنے فکر و فلسفے کے ذریعے داعش کے حقیقتاً بے وقعت قطرۂ آب کو طوفانِ بلاخیز بنا کر پیش کر رہے ہیں۔

بلا جھجک یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ اگر صرف داعش کی مالی قوت اور سرمائے کی فراہمی کے پہلو پر سنجیدگی سے غور کیا جائے تو بلا کسی دقت یہ ثابت ہوگا کہ اسے امریکہ اسرائیل اور ان کے ہم نوا عناصر کی پوری تائید حاصل ہے اور القاعدہ کی طرح داعش کے اصل منصوبہ ساز یہود و نصاریٰ اور ان کے تاریخی وفطری حلیف روافض ہی ہیں۔

- داعش نے شام میں حکومت سے برسرِ پیکار انتہائی مظلوم سنی افراد اور جماعتوں کی کبھی کوئی مدد نہیں کی۔ جبهة النصرة کے ساتھ مل کر داعش نے شامی فوج ہی کا کام کیا۔ مسلمانوں کے علاقے پر قبضہ کیا، شام میں اس کی اٹھان اسی وقت ہوئی جب حالات مسلمانوں کے حق میں تھے اور بشار الاسد کی حکومت کا چل چلاؤ نظر آ رہا تھا۔
- گذشتہ تین سالوں سے شام جھلس رہا ہے۔ 95% سنی مسلمانوں پر نصیری مذہب کا غالی رافضی اور باطنی بشار الاسد حاکم ہے جو اپنے تمام تر مذہبی و تاریخی اسلام (سنی) دشمن جذبات اور انتہائی بغض و عناد کو بروئے کار لا کر اس عرصے میں ساڑھے تین لاکھ سنی بوڑھوں، بچوں، جوانوں اور عورتوں کو شہید کر چکا ہے۔ بشاری فوج نے جو کچھ کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے اور کر رہی ہے شاید اس سے زیادہ کوئی ہلاکو، چنگیز، امریکہ اور اسرائیل نہیں کر سکیں گے۔ مسلمانوں کے حق میں منافق و مجرم عالمی برادری ساڑھے تین لاکھ افراد کے قتل پر محض ٹال مٹول کرتی رہی اور اس حکومتی دہشت گردی میں کھلے طور پر ایران، ایرانی فوجیں اور روس بشار الاسد کے مددگار، حصہ دار اور سرپرست ہیں۔

ایرانی فوجیں عراق و شام میں برسر عام جو سنی کش مہم جاری رکھے ہوئے ہیں، حیرت انگیز طور پر اسے میڈیا ہی نہیں، مسلمانوں کے تحریکی ہمدردان بھی بالکلیہ نظر انداز کیے ہوئے ہیں۔ اگر کہیں مسلمانوں کو نقصان پہنچے اور سعودی عرب پر جھوٹا الزام بھی لگ جائے تو یہ عناصر سعودی عرب کو عالمِ کفر کے ہم نوا ثابت کرنے کے لیے چیخ پکار اور ہنگامے کا عالمی سماں باندھ دیتے ہیں کہ اگر کوئی ان الزامات پر سوال اٹھائے یا شبہہ بھی ظاہر کرے تو اس کا ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے۔

شام کے سنیوں کی سب سے بڑھ کر کون مدد کر رہا ہے؟ سنی ممالک اور سب سے بڑھ کر سعودی عرب نے یہاں اسلامی کردار نبھایا ہے۔ سعودی عرب میں کم و بیش پچیس لاکھ شامی پناہ گزیں مقیم ہیں، جنھیں بقول شام مسلمان پناہ گزیں نہیں، دینی بھائیوں کی حیثیت اور مراعات حاصل ہیں۔ ان تفصیلات کو سامنے رکھیے اور یہاں داعش کے کردار پر نظر ڈالیے۔ داعش شام کے منظر نامے میں اس وقت نمودار ہوتی ہے جب صورتِ حال یہ بن گئی تھی کہ بشار حکومت اور افواج سے نبرد آزما سنی گروپوں کا پلہ بھاری ہو رہا تھا، بیشتر اہم شہروں اور علاقوں پر حکومت مخالف سنیوں کا قبضہ ہو چکا تھا اور محسوس ہونے لگا کہ بشار الاسد کا چل چلاؤ ہے۔

داعش کا زور شور سے ظہور ہوتا ہے، اسلامی خلافت کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔ بشار کی فوج کے دانت کھٹے کرنے کے عزائم ظاہر کیے جاتے ہیں، لیکن عملاً داعش نے حکومتی افواج کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ سنی جنگجو گروپوں اور شہریوں پر ہلہ بول دیا۔ شامی اور ایرانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روافض کو تقویت پہنچائی اور ان کے مخالفین کو کئی مقامات پر پسپا ہونے پر مجبور کیا۔ ابھی حال ہی میں ایک بار پھر شامی مزاحمت کاروں کو کامیابی ملنے لگی۔ حکومتی افواج ایران، روس اور داعش کی معاونت کے باوجود کمزور پڑنے لگے تو فرانس کے پیرس میں سلسلہ وار بم دھماکے ہو گئے۔ کم وبیش 140 معصوم جانیں تلف ہو گئیں۔

دھماکوں کی ذمہ داری ''داعش'' نے قبول کی اور پوری دنیا اس پر ایمان لے آئی۔ ردِعمل کیا ہوا اور کیا ہو رہا ہے، دنیا کے سامنے ساڑھے تین لاکھ شامی مقتولین کے درد سے نہ کراہنے والا عالمی ضمیر یکا یک بیدار ہو گیا، ہر طرف مذمت ہونے لگی۔ پوری دنیا کے مسلمان مذمت کرتے کرتے اپنا دفاع کرنے پر مجبور ہو گئے۔ فرانس کی حکومت نے اپنے عوام کی موت پر انتقامی جذبے سے سرشار داعش کو سبق سکھانے کے لیے شام میں اندھا دھند حملہ کر دیا، اب یہ اس کا حق جو بن چکا تھا۔

میڈیا میں بحث چل پڑی۔ مغربی، صیہونی، رافضی منصوبہ سازوں اور ذرائع ابلاغ کے سر میں سر ملا کر بعض نام نہاد سنی طبقات و افراد بعض حسنی ندوی بھی تہران، تل ابیب اور واشنگٹن کے نمایندے بن گئے کہ داعش سلفی اور وہابی گروہ ہے، یہ سعودی عرب کی پیداوار ہے۔ اس میں حسنی ندوی بزرگ ابتدا میں ابو بکر البغدادی کو امیر المومنین کہہ کر بذریعہ تحریر ان کے راسخ ایمان اور صحیح العقیدہ ہونے کی گواہی دے چکے تھے۔ مگر اب دہشت گرد کہہ دیا اور وہ بھی سلفی سعودی سے ناتا جوڑ دیا۔ مولانا سلمان ندوی کے سابقہ کردار، بدلتے رنگ اور ان کے مضمون کے مشتملات کی روشنی میں اہلِ نظر ہی نہیں بہت سے عام افراد بھی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان کی اس قلبِ ماہیت کے پیچھے حق پرستی، بے باکی، سچائی کا ساتھ دینے کے ایمانی جذبات کے بجائے روافض کی ایمان وضمیر خریدنے کی صلاحیت اور تاثیر کا دخل ہے۔

فرانس دھماکوں کے متعلق چند نکات پر غور کیجیے:

❁ فرانس کے عام شہریوں کو دھماکوں کا نشانہ بنانا، عقل اور کسی بھی مذہب سے کیا جواز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکھتا تھا؟ کچھ نہیں، اور یہ بھی معلوم ہے کہ جب پر امن مقام پر معصوم لوگوں کو قتل کیا جائے گا تو قاتل کے تعلق سے انتہائی سخت اور شدید ردِعمل ہوگا۔ داعش نے یہ دھماکے کیے اور ذمہ داری بھی لے لی۔ اس سے داعش کو کیا فائدہ ملا یا اس کا کون سا مقصد پورا ہوا؟

❁ داعش نے دھماکے کے لیے فرانس کو کیوں منتخب کیا؟ قریب میں اسرائیل تھا، ایران تھا، دور کے دشمنوں میں روس تھا، امریکہ تھا...فرانس کیوں؟ اور اتنے لمبے فاصلے کو طے کر کے تخریبی کارروائی انجام دینا کیا معنی رکھتا ہے؟

اس سوال پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ اور اسرائیل کے منشا کے مطابق روس کی طرح فرانس، شام میں مسلمانوں کی گردنوں کی فصل کاٹنے میں براہِ راست شریک نہیں تھا۔ اسے شریک کرنے کے لیے منافقین اور تقیہ بازوں نے داعش کے نام سے فرانس کو نشانہ بنایا۔

❁ دھماکوں کے بعد فرانس نے شام پر حملہ کر دیا اور مسلسل بمباری جاری رکھی۔ کس لیے داعش کو سبق سکھانے اور سزا دینے کے لیے، لیکن اطلاعات ہیں کہ فرانسیسی حملوں کا نشانہ شام کے شہری ٹھکانے اور سنی گروپ بن رہے ہیں۔ یعنی عالمی منصوبہ سازوں نے پیرس دھماکہ کر کے فرانس کو حکم دیا کہ تم بھی شامی مقتل میں اپنا رول ادا کرو۔

❁ داعش نے فرانس میں سلسلہ وار دھماکے کر لیے، دھماکوں سے پہلے دنیا کی تیز ترین تفتیشی ایجنسیوں کو اس کی بھنک نہیں لگ سکی، تو کیا اس سے یہ معلوم نہیں ہوا کہ داعش کی صلاحیت، امریکہ، فرانس اور عالمی اداروں سے بڑھ کر ہے۔ نہیں! داعش کی صلاحیتیں دراصل انہی کی صلاحیتیں تو ہیں، گمان غالب ہے کہ دھماکہ کرنے والے داعش امریکی یہودی اور ایرانی عناصر رہے ہوں گے۔

❁ داعش کی اس دہشت گردانہ، وحشیانہ کارروائی سے کسے فائدہ پہنچا؟ سب سے اہم سوال یہی ہے اور اس کا جواب حقیقت کو بے نقاب کرنے کے لیے کافی ہے۔ فرانس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حملوں کے ردِعمل میں پوری دنیا، سارے سنی مسلمانوں کے خلاف زبان وقلم سے حملہ آور ہوگئی۔ اسلام اور مسلمانوں پر دہشت گردی کا الزام مزید پختہ ہوگیا۔ مسلم دشمن طاقتوں کے منصوبے اور طے شدہ پروگرام کے تحت مسلمانوں میں سلفیت کو گھیرنے کی کوششیں ہونے لگیں۔ اس مرتبہ روافض اور تحریکیوں کے ساتھ کچھ دوسرے طبقات بشمول بعض حسنی ندوی بھی شریک ہوگئے اور عالمِ کفر سے تقرب و وفاداری کا ثبوت دینے لگے۔

۞ دھماکوں کے ردِعمل میں جہاں فرانس نے حملے کیے، وہیں مغربی دنیا میں شامی پناہ گزینوں کے خلاف آوازیں اٹھنے لگیں اور کہا جانے لگا کہ پناہ گزینوں میں عام افراد کے درمیان دہشت گرد بھی شامل ہیں۔ یہ بات محض مغربی عناصر نے نہیں کی، بلکہ شامی حکمران بشار اور اس کے رافضی ہم نواؤں نے بھی کہی۔ جس کا مقصد اور نتیجہ صاف نظر آتا ہے کہ شامیوں کے لیے مغرب کا دروازہ بند ہو جائے اور جو وہاں پہنچ چکے ہیں، ان کا عرصۂ حیات تنگ ہو جائے۔ وہ بشار حکومت کے مظالم اور عوام کی مظلومیت بیان کرنے کے بھی لائق نہ رہ جائیں۔

سلمان ندوی کے مطابق سعودی حکومت ہی داعش اور القاعدہ کو پیدا کرنے والی ہے اور اب پریشان ہے۔ یہ کیسے اور کب ہوا؟ کیا یہ بات قابلِ فہم ہے کہ جو سعودی حکومت شامی مظلومین کو سہارا و آسرا دے رہی ہے، وہی اپنے پروردہ گروہ (داعش) کے ذریعے ان کا کام تمام کروائے گی؟ یا وہ گروہ بذاتِ خود یہ کارروائی کرے گا اور اچانک شام و ایران کا حلیف بن جائے گا؟

پیرس حملے دراصل دہشت گردی کے کھیل کا وہی سین ہے جو نیویارک میں 9/11 کو رچایا گیا اور اب ایک معمول بن گیا ہے۔ یہاں صرف ایک سوال پر غور کیا جائے کہ عراق و شام کے منظر سے داعش کو ہٹا دیا جائے تو کیا ایران، روس، فرانس کو شام میں کھل کر حملہ کرنے کا کوئی جواز یا بہانہ رہ جاتا ہے؟ نہیں! معلوم ہوا کہ داعش اور اس سے پہلے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

القاعدہ کا وجود اسلام دشمن طاقتوں کی ضرورت ہے۔ ان کے بغیر وہ مشرقِ وسطٰی میں جمے رہنے، یہاں کے قدرتی وسائل پر قبضہ کرنے، روافض کو استعمال کر کے علاقے کے سنیوں اور ان کی اسلامی خدمات و دعوت کو کمزور کرنے کے مقاصد میں آسانی سے کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ان نکات پر غور کرنے کا حاصل یہ ہے کہ داعش اسرائیل، ایران اور امریکہ کے لیے رحمت ہے اور تمام مسلمانوں بالخصوص سعودی عرب، شام اور عراق کے سچے مسلمانوں کے لیے عذاب و زحمت ہے۔

- بعض خبریں ایسی بھی آئیں کہ امریکہ اور یورپی ممالک میں عمر قید کے سزا یافتہ مجرمین کو اچانک جیل سے رہا کیا گیا۔ رہائی کے ایک دو روز کے بعد وہ اسلام قبول کرنے کا مظاہرہ کرتے ہیں اور دو چار دنوں میں داعش سے جڑ جاتے ہیں۔ سوشل میڈیا پر داعش کے لیے ایسے کئی مقتولین کی تصویریں آئیں جن کے جسم کے مختلف حصوں پر صلیب کا نشان تھا یا یہودیوں اور صیہونیوں کی شناختی علامات گودی ہوئی تھیں۔ اگر یہ خبریں اور تصویریں سچ ہیں تو ان سے کیا ثابت ہوتا ہے؟
- امریکی، یہودی، ایرانی اور تحریکی عناصر دہشت گردی کے کھیل میں دہشت سے اسی طبقے کو متہم کرنا چاہتے ہیں جو ان کا اصل نشانہ ہے، جن کا دین خالص، ان کے باطل افکار اور مذموم عزائم کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ چنانچہ وہ مختلف کرداروں اور اداکاروں کا رول طے کر کے ایسے ''ثبوت یا قرائن'' پیدا کرتے ہیں، جن سے شک کی سوئی ان کے نشانے پر جا ٹھہرے اور اس کام میں ان کے تربیت یافتہ سیاسی مبصرین، تجزیہ نگار، خبر رساں ادارے اور ان کے عناصر بیان کریں تو ان میں وزن نہیں ہوگا۔ لوگوں کے لیے قابلِ قبول ہونے کے بجائے مشکوک ہو جائیں گی، لہٰذا انھی باتوں کے لیے مسلمانوں کے کچھ طبقے اور افراد کام میں لیے جاتے ہیں جو آسانی سے دستیاب بھی ہو جاتے ہیں۔ سب سے زیادہ سہولت سے تحریکی طبقے ان کے آلۂ کار بنتے ہیں جو ایرانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روافض کے یہاں اپنی عقل وشعور اور صلاحیتیں بعض خوش کن نعروں اور نمایشی کاموں کے عوض رہن رکھ چکے ہیں۔

اسی طرح شخصیت پرستوں کا فتنہ باز طبقہ، قبر پرستوں کا طبقہ بھی جو وہابیوں کو تکفیری فتویٰ اور بعض ریڈی میڈ گالیاں دے کر کاروبار چلاتا ہے، اغیار کے لیے لقمۂ تر ثابت ہوتے ہیں اور بآسانی ان کے ایجنڈے پر عمل پیرا ہو کر دینِ توحید کے خلاف باطل کی معاونت کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں میں گاہے بگاہے مولانا سلمان حسنی ندوی جیسے کچھ دل جلے بھی مل جاتے ہیں، جن کا مکہ مدینہ سے رابطہ کمزور ہو جاتا ہے تو تہران اور اس کے واسطے تل ابیب سے رابطہ مضبوط ہو جاتا ہے۔ یہ لوگ وہ بات اپنے حلقۂ اثر کو سمجھاتے اور بتاتے ہیں جو امریکی یہودی نہیں بتا سکتے۔

چنانچہ مصر میں مرسی حکومت کا تختہ الٹا تو تحریکی اور کئی طبقات اس کا ذمہ دار تنہا مصری سلفیوں اور سعودی عرب کو بتانے لگے، جب کہ یہ لوگ حقائق سے بے خبر تھے یا جان بوجھ کر چشم پوشی کر رہے تھے۔ ابھی فرانس کے دھماکوں کے تناظر میں حضرت سلمان حسنی نے ایسے ہی گل کھلائے۔ داعش کا تعلق نہ صرف سلفیت و وہابیت سے جوڑنے کی کوشش کی، بلکہ امریکہ و اسرائیل کو کلین چٹ بھی دے دی کہ داعش کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔

موصوف نے القاعدہ اور داعش کو سعودی عرب سے وابستہ اور پروردہ بتایا اور لوگوں کو دن میں تارے دکھانے والا انکشاف کیا کہ ابن تیمیہ اور محمد بن عبدالوہاب کی فکر میں تشدد اور تکفیر کا مادہ غالب ہے، یہ دوسروں کو کافر کہتے ہیں۔ القاعدہ اور داعش والے محمد بن عبدالوہاب کی کتابوں سے استفادہ کرتے ہیں، ان کے متبعین قتل وخون ریزی اور فساد پھیلاتے ہیں۔ مرسی حکومت کو انھی عناصر نے گرا دیا تھا اور مصر کی سلفی جماعت حزب النور منافقین اور ابن الوقتوں کا ٹولہ ہے۔ یہی نہیں حسنی صاحب نے یہ بھی بتایا کہ محمد بن عبدالوہاب کو علمائے دیوبند، علامہ شوکانی، نواب صدیق حسن وغیرہ نے ظالم، باغی، تکفیری قرار دے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر مسترد کر دیا تھا۔

محسوس ہوتا ہے کہ علمائے دیوبند کا نام لے کر پورے دیوبندی طبقے کی حمایت مقصود تھی، جب کہ علمائے دیوبند نے حقائق معلوم ہونے کے بعد محمد بن عبدالوہاب کے بارے میں اپنا نقطۂ نظر تبدیل کر لیا تھا۔

مولانا حسنی کے مذکورہ بیانات بالکل ایسے ہی ہیں جیسے اعدائے اسلام کا یہ الزام کہ ''اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ....'' جو حقیقت کے بالکل برعکس ہے۔ اگر آپ سلفی منہج اور اس کے دینی مزاج اور اصولوں کو سامنے رکھیں اور داعش کے منہج ،فکر و عمل سے موازنہ کریں تو نظر آئے گا:

سلفی منہج ہر معاملے میں کتاب و سنت کی پیروی کرتا ہے اور کسی کو کافر قرار دینے کے سلسلے میں وہ قرآن و حدیث کے بتائے ہوئے اصولوں کا پابند ہے۔ چنانچہ تکفیر کے سلسلے میں سلفی (اہلِ حدیث) طبقہ انتہائی محتاط ہے، اس کی کتابیں اس پر شاہد ہیں۔ بالخصوص کسی معین شخص اور گروہ کو کافر قرار دینے سے یہاں سخت گریز کیا جاتا ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور محمد بن عبدالوہاب رحمہما اللہ کی کتب اور موقف بھی اسی منہج اور اصول کو بیان کرتی ہیں۔

اس کے مقابل خارجی فکر مسلم حکام اور عوام کو عمومی اور خصوصی طور پر بعض خطاؤں اور گناہوں کی بنیاد پر کافر قرار دیتی ہے اور خارج از اسلام قرار دے کر ان کے قتل کو جائز، بلکہ لازم قرار دیتی ہے۔ عہدِ اول کے خوارج اور روافض نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کافر قرار دیا اور ان کے قتل کی کوششیں کیں، خارجیوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کافر قرار دے کر شہید کیا۔ روافض پوری تاریخ میں اہلِ سنت حکام اور علما کو کافر کہہ کر قتل کرنے کی سازشیں اور اقدامات کرتے اور کرواتے رہے، آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ چنانچہ موجودہ دور کے تحریکی اپنی موافقت نہ کرنے والوں کو کافر قرار دیتے رہے، ان میں سرِفہرست سید قطب مصری ہیں، جن کی کتابوں نے تکفیری فکر کو فروغ دینے میں اہم رول ادا کیا ہے۔ (عالمِ عرب کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلفی علما عموماً تحریکیوں کو اہلِ تکفیر یا مکفرین یا خوارج سے تعبیر کرتے ہیں)۔

القاعدہ کی قیادت اسامہ بن لادن ہوں یا ایمن الظواہری یا ان کی فکری اولاد داعش کی قیادت ابوبکر البغدادی ہوں، یہ سب تمام مسلم حکام کو کافر قرار دیتے رہے ہیں اور دیتے ہیں۔ یہ کبار سلفی علما، مثلاً: علامہ ابن باز، شیخ ابن عثیمین، شیخ الالبانی ﷭ وغیرہ کو انتہائی قبیح صفات سے متصف اور برے القاب سے ملقب کرتے رہے ہیں۔

جناب سلمان حسنی ندوی اور ان کے ہم نوا دیانت داری سے تحقیق کریں تو انھیں معلوم ہوگا کہ اسامہ بن لادن، ایمن الظواہری وغیرہ سید قطب کی کتابوں سے استفادہ کرتے تھے (ابن تیمیہ، محمد بن عبدالوہاب یا کسی سلفی عالم کی کتاب سے نہیں) الظواہری اپنے پیغامات میں سید قطب کی عبارتوں کا حوالہ بھی دیتا رہا ہے (دیکھیے: كتاب براءة دعوة الإمام المجدد محمد بن عبد الوهاب من الخوارج داعش والنصرة أنموذجا اور قصة داعش) ان کے یہاں سید قطب کی کتابیں خاص درجہ اور مرجع کی حیثیت رکھتی تھیں، بالخصوص معالم في الطريق اور في ظلال القرآن۔ شیخ القرضاوی اور دیگر کئی تحریکی علما کے مطابق سید قطب، ابوالاعلیٰ مودودی کی فکر سے کافی متاثر تھے اور پھر خود ان کی اپنی فکر سے القاعدہ اور ان کے رفقائے کار حد درجہ متاثر تھے۔ (دیکھیے کتاب مذکور)

۞ سلفی فکر کسی غیر مسلم کو بھی ناحق قتل کرنے کو حرام قرار دیتی ہے۔

القاعدہ اور داعش اپنے مقاصد کے لیے معصوم افراد کو حتی کہ مسلمانوں کو قتل کرنا بھی جائز، بسا اوقات لازم سمجھتے ہیں۔ ان کے مطابق ان کی موافقت نہ کرنے والے مسلمان کافر ہیں اور ان سے قتال کرنا یہود و نصاریٰ سے قتال کرنے سے بھی افضل اور مقدم ہے۔

۞ سلفی فکر حالتِ جنگ میں بھی حکمِ شریعت کے مطابق بوڑھوں، عورتوں اور بچوں (جو مقابل نہ آئیں) کو قتل کرنا ناجائز قرار دیتی ہے اور عبادت گاہوں کو نقصان پہنچانا شرعاً ممنوع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جانتی ہے اور مصروفِ عبادت غیر مسلم کو بھی نقصان پہنچانے کو خلافِ شرع مانتی ہے۔

اس کے برعکس القاعدہ اور داعش بم دھماکوں کے ذریعے بوڑھوں، بچوں، عورتوں، عبادت گاہوں کو نشانہ بناتی ہیں۔ دونوں تنظیموں نے سعودی عرب، کویت، قطر میں نہ صرف عوامی مقامات پر، بلکہ مساجد میں عین نمازِ جمعہ کے دوران میں بھی دھماکے کیے۔ گرفتار شدہ مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں کو بے رحمی سے قتل کیا، شریعت کی تعلیم کے بالکل خلاف بعض واقعات میں عورتوں اور جوانوں کو زندہ جلایا۔

داعش کی فکر اور کارروائیوں پر بلا استثنا دنیا کے تمام سلفی (اہلِ حدیث) علما نے اسے ناجائز، اسلام کے خلاف اور دہشت گردی قرار دیا اور اسلام کے نام پر یہ سب کچھ کرنا کھلے طور پر اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کی مذموم سازش قرار دیا ہے۔

متعدد اہلِ علم نے تفصیلی نکات کے ساتھ یہ بتایا ہے کہ احادیثِ صحیحہ میں رسول اللہ ﷺ سے منقول خوارج کی جتنی صفات و علامات بیان کی گئی ہیں، وہ تمام نہیں تو اکثر داعش کی فکر اور منہج میں پائی جاتی ہیں، مثلاً:

- «حُدَثَاءُ الْأَسْنَانِ» ''وہ نوعمر ہوں گے۔''

  داعش میں جذباتی اور کم عمر نوجوان ہی ملیں گے۔

- «سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ» ''کم فہم اور بیوقوف ہوں گے۔''

  داعش سے وابستہ اور مؤیدین سطحی فکر اور جذباتی مزاج کے لوگ نظر آئیں گے۔

- وہ جاہل ہوں گے، ان میں علما نہیں ہوں گے، جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی چار ہزار خارجیوں سے مناظرہ کرتے ہوئے کہا تھا: ''میں مہاجر و انصار کے پاس سے آیا ہوں، جن پر قرآن اترا اور وہ قرآن کو سب سے بہتر سمجھنے والے تھے، لیکن میں تمھارے درمیان ان میں کا کوئی فرد نہیں دیکھ رہا ہوں۔'' (مطلب علم رکھنے والا تمھارے ساتھ کوئی نہیں) یہی حال داعش کا ہے۔ اسامہ بن لادن ہو یا ایمن الظواہری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یا پھر ابوبکر البغدادی، ان میں سے کوئی بھی عالم نہیں اور نہ ہی معتبر علمائے دین سے رجوع کرتے ہیں، نہ علما کی راہنمائی حاصل کرتے ہیں۔

⊙ خوارج کی ایک صفت رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی بتائی ہے:

«يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدَعُونَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ»

''مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو کچھ نہیں کہیں گے۔''

سلمان حسنی کو معلوم ہونا چاہیے کہ عرب اسرائیل جنگ ہو یا روس افغانستان معرکہ ہو، بوسنیا و چیچنیا کا محاذ ہو یا ایران عراق جنگ، ہر محاذ پر سلفی افراد اور سعودی عرب مسلمانوں کی صفوں میں اور محاذ پر موجود تھے، جب کہ روافض اور خوارج اور ان کے ساتھ جذباتی تحریکی ہر محاذ پر اہلِ اوثان کے معاون و رفیق نظر آتے ہیں۔ اہلِ اسلام کا قتل اور اہلِ اوثان سے درگزر ایرانی اثنا عشریوں کی پوری تاریخ رہی ہے اور داعش کا نمایاں کردار بھی یہی ہے۔ (فرانس کا دھماکہ عالمی سازش کا حصہ تھا اور وہاں اہلِ اوثان کا قتل مقصود نہیں نظر آتا، بلکہ اسے بہانا بنا کر اہلِ اسلام کو قتل کرنا، تنگ کرنا اور بدنام کرنا ہی تھا)۔

داعش نہ کبھی اسرائیل پر حملہ کرے گی، نہ ایران یا شام کی بشار حکومت کے خلاف اقدام کرے گی، نہ ایرانی تربیت یافتہ اور آلۂ کار حزب اللہ (جسے بہت سے اہلِ عرب حزب اللات کہتے ہیں) کو نقصان پہنچائے گی، نہ یمن کے حوثی رافضیوں کو۔ داعش کا یہ وصفِ خارجیت آپ کافی حد تک تحریکیوں میں بھی پائیں گے، جو سعودی عرب کی خوبیوں کو بھی مسترد کرتے ہیں اور ایران کی خامیوں سے چشم پوشی۔ ایران کو تعاون دیتے ہیں اور سعودی سنی حکومتوں کو دھمکیاں دیتے ہیں۔ خفیہ سرگرمیوں کے ذریعے پرامن سنی ملکوں میں فساد برپا کرتے ہیں۔ علمائے حق کا مذاق اڑاتے ہیں اور مسلم حکام اور حکومتی اہل کاروں کو کافر قرار دے کر اقدام کرتے اور کرواتے رہے ہیں۔

⊙ خوارج کی علامتوں میں یہ بھی منقول ہے کہ وہ دنیا پرست ہوں گے۔ اگر آپ القاعدہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

و داعش کی خانہ تلاشی لیں تو خود ان کے ارکان یہ گواہی دیتے نظر آئیں گے کہ ان کے قائدین مال و زر جمع کرنے کے حریص اور شہرت کے خواہاں ہیں۔ (دیکھیے: کتاب براءۃ دعوۃ الامام محمد بن عبدالوہاب)

⦿ ''حدیثوں کے مطابق خوارج باتیں بڑی اچھی اور پرکشش کریں گے۔'' ہم دیکھ رہے ہیں کہ داعش (تحریک اور تکفیری گروہوں) کے نعرے، بیانات اور دعوے ایسے خوش نما ہوتے ہیں کہ جذباتی مسلمان اور سطحی فکر کے لوگ ان سے بہت جلد متاثر ہو جاتے ہیں۔

بعض اہلِ علم نے سلفی منہج اور داعش کے منہج کے درمیان فرق بتانے والے تیس سے زیادہ نکات بیان کیے ہیں۔ کوئی صاحبِ شعور ان امور میں سے دو چار پر بھی غور کر لے تو وہ کسی بھی حال میں سلمان حسنی صاحب کے الزامات کو حقیقت کے آس پاس بھی نہیں مان سکتا اور وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو گا کہ سلمان صاحب کا مضمون حقیقت بیانی کے لیے نہیں، بلکہ اعدائے دین کے منصوبے اور پروگرام کو تقویت دینے کی ایک مذموم اور ناکارہ کوشش ہے۔ اللہ انھیں ہدایت دے اور سچائی کو سمجھ کر اس پر استقامت کا حوصلہ عطا کرے۔

مذکورہ تفصیلات کا حاصل یہ ہے کہ اسلام اور مسلمان عیارانِ عالم کی سازشوں کی زد میں ہیں۔ یہود و نصاریٰ اور دیگر نمایندگانِ کفر کا چہرہ کم از کم عام مسلمانوں کے لیے متعارف ہے، لیکن یہ گروہ اپنے مقاصد کے حصول اور عزائم کی تکمیل کے لیے جن منصوبوں کو بروئے کار لاتے ہیں، جن لوگوں کو اسباب اور آلۂ کار بناتے ہیں، جن لوگوں کو جرم کے کٹہرے میں کھڑا کرتے ہیں، وہ سب کچھ اتنا الجھا اور پیچیدہ بنا دیا جاتا ہے کہ بروقت لوگوں کو حقائق اور چہروں کی صحیح شناخت نہیں ہو پاتی۔ جو چوری کرتا ہے، چوری کے پروگرام میں کچھ لوگوں کی مدد لیتا ہے اور پھر یہی لوگ مل کر چور چور کا شور مچا کر ایماندار چوکیدار ہی کو چوری کا ملزم بنا دیتے ہیں اور وہ ہنگامہ کرتے ہیں کہ غریب چوکیدار اپنی صفائی بھی نہیں دے پاتا، دے بھی تو کوئی کان نہیں دھرتا، سنا بھی جائے تو کوئی اعتبار نہیں کرتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عالمی منظر نامے میں امریکہ، اسرائیل، روس، مغربی ممالک اور ان کے ہندوستانی حلفا کے ساتھ، بلکہ کہیں ان سے آگے روافض کا گروہ ہے، جس میں ایرانی، شامی حکومت، تحریکی ان کے دم چھلے ہیں اور القاعدہ کے بعد داعش ان کی سب سے بڑی مددگار ہے۔ (داعش کمزور یا ختم ہو گی تو وہ دوسری دہشت گرد تنظیم کو پیدا کریں گے) اور چور ہیں مسلم ممالک اور افراد، بالخصوص سعودی عرب اور ہر وہ ملک اور فکر جو قرآن وسنت کے دینِ خالص کی علمبردار اور داعی ہے۔ داعش کی ''اسلامی خلافت'' غیر مسلموں کی قائم کردہ ہے اور بلاتردد کہا جا سکتا ہے کہ کفار و منافقین کے مذکورہ تمام گروہوں کا اصل ہدف اور نشانہ ہے، مکہ اور مدینہ۔ مکہ اور مدینہ ایسے ظاہری نقشے کے اعتبار سے بھی اور اپنی فکری و معنوی بنیاد کی حیثیت سے بھی۔ ﴿وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ﴾ [الصف: ٨]

قارئین کرام! آیندہ صفحات میں مرقوم ''مجموعہ مضامین'' پر مجھے ''مقدمہ'' لکھنا تھا، لیکن موضوع کی اہمیت اور موجودہ ماحول میں اس کی حساسیت کے پیشِ نظر اس کے متعلق عمومی غلط فہمیاں اور عام لاعلمی، بلکہ شائع کردہ جھوٹی معلومات اور غلط خبروں کی بنیاد پر شدید ضرورت محسوس ہوئی کہ متعلقہ حقائق کی کچھ تفصیل پیش کی جائے، نتیجے میں گذشتہ معروضات پھیلتی چلی گئیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ طوالت بھی طوالت نہیں، بلکہ اختصار ہی ہے۔ اس اختصار کی وجہ سے تحریر کے بعض مقامات پر بے ربطی اور مضمون کا انتشار سا محسوس ہوتا ہے، لہٰذا اہلِ ذوق اور امتِ مسلمہ کے تئیں ایمانی جذبے کے تحت درد رکھنے والے حضرات سے قوی امید ہے کہ وہ نہ صرف ان صفحات کو سنجیدگی اور توجہ سے پڑھیں گے، بلکہ ان شاء اللہ یہ سطور و صفحات ان کے اندر آیندہ مضامین کو بغور پڑھنے کا شوق و جذبہ بڑھا دیں گے جو اصل کتاب ہے۔

اصل کتاب ڈاکٹر محمد وسیم محمدی کے بظاہر اور متنوع الگ الگ، لیکن معنوی طور پر مربوط مضامین اور ایک انٹرویو کا مجموعہ ہے۔ موصوف طویل علمی سفر طے کرنے کے بعد تازہ تازہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹریٹ کی ڈگری سے سرفراز ہوئے ہیں، اعلیٰ علمی ذوق وشوق، گہری بصیرت، دین وملت کا درد ہو اور ساتھ ہی صحیح منہج وعقیدہ کی نعمتِ عظمیٰ سے بہرہ ور آدمی ہو تو آدمی کی زبان وقلم امانت دار بھی ہوتے ہیں اور لوگوں کے لیے پیچیدہ اور الجھے ہوئے امور میں امرِ سدید اور صراطِ مستقیم کے رہنما بھی ہوتے ہیں۔ موجودہ زمانے میں زبان وقلم کی بہتات ہے، لیکن بیان کردہ اوصاف کے حامل بہت کمیاب ہیں جو مختلف فیہ مسائل و امور میں حقیقت بیانی اور سچائی بیان کرتے ہیں اور عدل و اعتدال کی راہ پیش کرتے ہیں۔ ایسے اہلِ علم سے استفادہ کا موقع بھی عظیم نعمت ہے۔

ڈاکٹر وسیم کا یہ مجموعۂ مضامین قارئین کے لیے ایسی ہی عظیم نعمت ہے جس میں انھوں نے چشم کشا حقائق، زبان و بیان کے حسنِ دلائل وقوتِ استدلال کا مضبوطی، لومۃ لائم کے خوف سے بے پروا ہو کر ایسا مواد پیش کیا ہے جو پرشور مقاصد اور عالمی میڈیا اور اسلام دشمن عناصر کے پھیلائے ہوئے پرشور جھوٹ کے درمیان انکشافات کہلا سکتے ہیں۔

عالمِ اسلام کے موجودہ ہنگامہ خیز حالات اور مسلمانوں کو درپیش تباہ کن حالات اور مستقبل کے ممکنہ اندیشوں کا صحیح ادراک حاصل کرنا ہے تو عالمی منظر نامے میں سیاسی، مذہبی، ثقافتی، عسکری، اقتصادی و معاشرتی سطحوں پر مختلف قوموں، اداروں، مسلکوں اور تنظیموں کا صحیح کردار .... جو ان کے منہج وعقیدہ کا آئینہ دار بھی ہے اور ان کی تاریخ کا فطری تسلسل بھی .... جاننا از حد ضروری ہے۔

اگرچہ یہ درست ہے کہ مغربی طاقتیں یا اعدائے اسلام مسلمانوں کے مابین مسلکی اور مذہبی اختلاف کو ہوا دے کر اپنے مقاصد و مفادات حاصل کرنا چاہتے ہیں، لیکن اس کی آڑ میں ''مسلم نما'' مسلم دشمن عناصر سے چشم پوشی کر لینا، ایسا بھولپن اور غیر معقول بات ہے جو حقائق کو سمجھنے اور صحیح تجزیہ کر کے امتِ مسلمہ کے لیے صحیح موقف اختیار کرنے میں بڑی رکاوٹ بنتی ہے۔ یہ ایسے ہی ہے کہ کوئی جراح اپنے مریض کی تکلیف دیکھتے ہوئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بنام شفقت و ہمدردی اس کے جسم کے ناسور کو نظر انداز کر دے اور ضروری ہونے کے باوجود اس کی جراحی نہ کرے۔

دینی و دعوتی میدان میں کچھ لوگ اس قدر توسع کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ وہ توسع دراصل مجرمانہ مداہنت بن جاتی ہے۔ چنانچہ شرک اور بدعات پر نکیر، یعنی نہی عن المنکر کے فریضے کو ادا کرنے سے پہلوتہی برتتے ہیں، نتیجے میں معروف منکر اور منکر معروف میں خلط ملط ہو جاتا ہے، اور جو لوگ نبوی منہج کے مطابق شرک و بدعات کی تردید کرتے ہیں، دینِ خالص کا دفاع اور حفاظت کا فریضہ انجام دیتے ہیں، انھیں ملت میں انتشار پھیلانے کا ملزم، بلکہ مجرم قرار دیا جاتا ہے۔

حق و باطل کے معرکے میں ضروری ہے کہ اہلِ حق اور اہلِ باطل کو پہچانا جائے، ان دونوں کے درمیان اہلِ نفاق کی شناخت اور زیادہ ضروری ہوتی ہے۔ جو بظاہر اہلِ حق کے ہم نوا نظر آتے ہیں اور حقیقتاً اہلِ باطل کے معاون و مددگار ہوتے ہیں۔ یہ طبقہ اہلِ باطل کی سرگرمیوں اور ایجنڈوں کو بڑھانے اور کسی حد تک کامیاب بنانے میں سب سے اہم کردار نبھاتا ہے۔ خلیفۂ ثالث حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے سے لے کر تاتاریوں کے ذریعے سقوطِ بغداد کا المناک تاریخی واقعہ اور سقوطِ بغداد بدست تاتاریوں سے لے کر حالیہ سقوطِ بغداد و شام بدستِ یہود و نصاریٰ میں ایک گروہ نظر آتا ہے جو مسلمانوں کے درمیان رہتے ہوئے مخالفین کا حلیف و معاون رہا۔

مزید تفصیل و طوالت سے گریز کرتے ہوئے عرض ہے کہ ڈاکٹر وسیم کی تحریریں مسلمانانِ عالم کے سامنے حالات و واقعات کے وہ حقائق پیش کر رہی ہیں جن کی روشنی میں امت عالمی منظر نامے میں ہر قوم اور قوت کا صحیح کردار اور اصل شبیہ دیکھ سکتے ہیں، جسے دیکھے بغیر امت اپنے دوستوں اور دشمنوں میں فرق نہیں کر سکتی اور یہ فرق نہ کر پانے ہی کا نتیجہ ہے کہ بہت سے مسلمان ان مسلمان ملکوں اور حکمرانوں کو ہدفِ تنقید بناتے اور ان سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عناد رکھتے ہیں جو اصل میں امت کے بہی خواہ ہیں اور انھیں اپنا ہمدرد سمجھتے ہیں جو فی الواقع مسلمانوں سے شدید بغض و عناد رکھتے ہیں اور ہر موقع پر اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے درپے رہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ حقائق جانے بغیر امت مستقبل کے لیے صحیح منصوبہ بندی بھی نہیں کر سکتی۔

اگر آپ امتِ مسلمہ کے موجودہ بحرانوں کے لیے فکر مند ہیں اور اپنی سطح پر بھی اپنا فریضہ ادا کرنے کے لیے صحیح موقف اختیار کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں تو ڈاکٹر وسیم کے مضامین آپ کے لیے مشعلِ راہ ہیں، انھیں پڑھنے میں دیر مت کیجیے، انھیں نظر انداز کرنا میرے خیال میں ایک بڑی محرومی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ صاحبِ تحریر کی کوششوں کو قبول فرمائے اور قبولِ عام عطا فرمائے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے مستفید ہوں، رب کریم اس کوشش پر انھیں اجرِ جزیل سے نوازے، ان کے علم میں برکت دے اور دین وملت کی مخلصانہ خدمات کے لیے منتخب فرما لے اور ان بھلائیوں میں راقم اور کتاب کو شائع کرنے والے تمام معاونین کو حصے دار بنائے۔ ربنا تقبل منا إنك أنت السميع العليم.

☆☆☆

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حرم کا نیا پاسبان

سلمان بن عبدالعزیز آلِ سعود

ازقلم: وسیم محمدی

مشرقِ وسطیٰ اور خصوصاً عالمِ عرب کے موجودہ نازک حالات کسی بابصیرت شخص سے مخفی نہیں۔ مختلف شکلوں میں رونما ہونے والے فتنۂ خروج و بغاوت نے جس طرح یہاں کی فضا کو مکدر اور ماحول کو قابلِ رحم بنا دیا ہے، وہ بے حد تشویش ناک ہے۔ دوسری جانب شیعی و رافضی یلغار سنیوں اور عربوں کے لیے انتہائی خطرناک بنتی جا رہی ہے۔ چنانچہ عالمِ عرب ایک بحرانی کیفیت سے دوچار ہے اور ضرورت اس بات کی ہے کہ کوئی قائد اٹھے اور ان کی صفوں کو متحد کر کے انھیں اس بحران سے نجات دلائے۔ علاقے میں چونکہ سعودی عرب کا ایک دینی مقام و مرتبہ اور سیاسی وزن ہے اور وہ عالمِ اسلام و عالمِ عرب دونوں میں بوجوہ چند ایک خصوصی حیثیت کا حامل ہے، اس لیے ان حالات میں خود بخود لوگوں کی نگاہ سعودی عرب کی طرف اٹھ جاتی ہے کہ وہ ان حالات میں کیا قدم اٹھاتا اور کیا موقف اختیار کرتا ہے؟

23 جنوری 2015ء کو شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز کی وفات کے بعد ان کے بھائی سلمان بن عبدالعزیز بادشاہ بنے، ان کی تاجپوشی ایسے ہی ہوئی جیسے کوئی عام بات اور معمول کی کارروائی ہو۔ ہمارے یہاں جتنا شور شرابا اور فتنہ و فساد ایک گاؤں کے پردھان بننے میں پیدا ہوتا ہے، اتنا بھی نہیں ہوا اور اس طرح سعودی عرب میں ایک نئی حکومت کا آغاز کر دیا گیا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مگر سوال یہ ہے کہ جب عالمِ عرب اس قدر بحرانی کیفیت سے دوچار ہے، لیبیا کی حالتِ زار ناقابلِ دید اور شام کی حالت عصرِ حاضر کی سب سے دردناک ہے، ایرانی روافض اپنے پورے لاؤلشکر کے ساتھ شام کی سنی اکثریت کے قتلِ عام میں مشغول ہیں اور عراق میں اس کے فوجی کمانڈر اپنی سفاکانہ کارروائیوں میں مصروف ہیں، بلکہ بعض اعلیٰ ایرانی اہل کاروں کے بقول بغداد جو سنیوں کی تہذیب وتمدن کا مرکز اور ان کے علم وثقافت کا گہوارہ رہا ہے، اسے ایران اپنی راجدھانی بنانے کا عزمِ مصمم کر چکا ہے۔ یمن کی حالت دگرگوں ہے اور ایرانی دہشت گردی کے چلتے پرزے حوثی شیعہ صنعا پر قبضہ جما چکے ہیں، قضیہ فلسطین جوں کا توں برقرار ہے اور اسرائیلی آبادکاری کا سلسلہ زور وشور سے جاری ہے۔ کیا ایسی صورت میں سعودی عرب شاہ سلمان کی قیادت میں بھنور میں پھنسی کشتی کو پار لگا پائے گا، اور کیا وہ قائدانہ کردار ادا کرتے ہوئے مکروہ ایرانی عزائم کی رفتار کو روکنے میں کامیاب ہو پائیں گے؟

جب ہم شاہ سلمان کی سیرت پر نظر ڈالتے ہیں تو وہ ہمیں ایک انتہائی تجربہ کار اور عام روش سے ہٹ کر ایک عبقری شخصیت نظر آتے ہیں۔ 1935ء میں ان کی پیدائش ہوئی اور اپنے والد شاہ عبدالعزیز کے زیرِ سایہ پروان چڑھے۔ صرف دس سال کی عمر میں انھوں نے قرآن کریم حفظ کر لیا، بعد ازاں حرمِ مکی کے امام اور سعودی شہزادوں کے مربی خاص شیخ عبداللہ خیاط رحمہ اللہ کی زیرِ نگرانی شرعی علوم سے آراستہ ہو کر کاروبارِ سلطنت میں ہاتھ بٹانے لگے، چنانچہ ان کی ہونہاری کی بنا پر 1955ء میں صرف بیس سال کی عمر میں انھیں سعودی دار الحکومت ریاض کا گورنر بنا دیا گیا اور وہ پچاس سال سے زیادہ عرصے تک اس منصب پر برقرار رہے۔

ریاض کی گورنری کا زمانہ شاہ سلمان کی سیاسی زندگی کا نہایت کامیاب تجربوں اور کارناموں سے بھرپور ہے، انھوں نے نہ صرف ریاض کے بنیادی ڈھانچے کو مضبوط کر کے اور اسے ترقی دے کر دنیا کے ممتاز ترقی یافتہ شہروں میں لا کھڑا کر دیا، بلکہ زعمائے عالم کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیارت گاہ ہونے کی بنا پر انھیں ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے، بحث و مباحثہ کرنے اور عالمی مسائل پر تبادلہ خیال کرنے کا بھی خوب موقع ملا، جس نے ان کی سیاسی زندگی میں خوب نکھار پیدا کر دیا۔ 2011ء میں انھیں وزیرِ دفاع بنایا گیا، پھر 2012ء میں وزیرِ دفاع کے ساتھ ساتھ شاہ عبداللہ کے جانشین (ولی عہد) مقرر ہوئے اور پھر ان کی وفات کے بعد 23 جنوری 2015ء کو تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوئے۔

شاہ سلمان ذاتی طور پر ایک دین پسند، بلند اخلاق، انصاف پرور، صاحبِ علم اور علم و علما دوست شخص ہیں۔ مطالعے کے شوقین اور فنِ تاریخ و ادب کے دلدادہ ہیں۔ علمِ انساب اور تاریخ سے ان کی ذاتی دلچسپی معروف ہے اور اسی وجہ سے اقوامِ عالم پر ان کی گہری نظر ہے۔ ایک حاکم یا سیاست دان کے لیے علمِ تاریخ کی کتنی افادیت و ضرورت ہے، یہ کسی صاحبِ علم و بصیرت سے مخفی نہیں۔

شاہ سلمان نے بادشاہ بنتے ہی چند دنوں میں جو زبردست اقدامات کیے ہیں، اس نے قائدینِ عالم کو حیران کر دیا۔ ابھی شاہ عبداللہ کی تدفین بھی نہیں ہوئی تھی کہ ان کے احکامات صادر ہونے شروع ہو گئے اور احکامات بھی ایسے کہ کم گو شاہ سلمان کو کمزور سمجھنے والوں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ ابھی انھیں بادشاہ بنے تقریباً پچاس دن ہوئے ہیں، مگر انھوں نے نہ صرف سعودی عرب کی داخلی اور خارجی پالیسیوں پر اپنی خاص مہر لگائی ہے، بلکہ آنے والے دنوں میں سعودی عرب کی سیاست کے رخ کو بھی بالکل واضح کر دیا ہے۔

اپنی بادشاہت کے پہلے ہی دن انھوں نے جو سب سے پہلا خطاب کیا، اس میں یہ بات واضح کر دی کہ سعودی عرب اپنی اصل بنیاد سے کسی قیمت پر نہ ہٹے گا اور نہ ہی اپنے ان اصولوں سے دستبردار ہو گا جن پر اس کی بنا رکھی گئی ہے، چنانچہ انھوں نے کہا: ”ہم اللہ رب العزت کی نصرت و مدد کے سہارے اپنے اصول و منہج پر قائم رہیں گے اور اس سلطنت کے بانی والد محترم شاہ عبدالعزیز کے زمانے سے جو منہجِ حیات و سیاست چلا آرہا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہے، ہم نہ صرف اس کی پاسداری کریں گے، بلکہ اس سے کسی صورت روگردانی نہ کرتے ہوئے کتاب وسنت کے قانون کی بالادستی قائم رکھیں گے۔"

ابھی ابھی سعودی عرب کے بعض شرعی احکام پر تنقید کی وجہ سے سویڈن سے سعودی عرب نے جس طرح اپنے سفیر کو واپس بلایا اور وہاں کے وزیرِ خارجہ کے بیان کی مذمت کی ہے، وہ اس کی مزید تاکید کرتا ہے۔

شاہ سلمان کے بیان سے یقیناً ان لوگوں کو بڑی مایوسی ہوئی ہوگی جو سعودی عرب کو بعض دیگر خلیجی ممالک کی طرح ایک ماڈرن ملک دیکھنا چاہتے ہیں اور ان لوگوں پر ان کا یہ فرمان برق بن کر گرا ہوگا جو اس مبارک ملک کو الحاد و بے دینی کی تاریک وادی میں دھکیلنا اور گمراہ کن راستوں پر ڈالنا چاہتے ہیں۔ اسی طرح ان آزاد خیالوں کو بھی شدید دھچکا لگا ہو گا جو اپنی کج فہمی اور بے بصیرتی کی وجہ سے دین کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ اور تطور و تقدم کے قدموں میں بیڑی تصور کرتے ہیں۔

شاہ سلمان نے بادشاہ بنتے ہی صرف سعودی عرب کے منہج کی وضاحت کرنے پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ آتے ہی اہم ترین فرامین جاری کرنا شروع کر دیے، جس سے یہ واضح ہوگیا کہ یہ کوئی عام آدمی نہیں، جو لکیر کے فقیر بن کر رہیں گے، بلکہ ان کے پاس ایک جامع منصوبہ ہے جس کی روشنی میں وہ ٹھوس قدم اٹھائیں گے اور سعودی عرب کی داخلہ اور خارجہ پالیسیوں میں بڑی تبدیلیاں لائیں گے۔

چنانچہ ابھی شاہ عبداللہ کی تدفین بھی عمل میں نہیں آئی تھی کہ ان کی کابینہ کے اہم ترین شخص خالد تویجری کو جو بادشاہِ وقت کے بعد سعودی حکومت کا قوی ترین شخص تصور کیا جاتا تھا، اس کے تمام عہدوں سے فارغ کر دیا اور شہزادہ مقرن بن عبدالعزیز کو اپنا جانشین مقرر کیا، جب کہ شہزادہ محمد بن نایف بن عبداللہ کو شہزادہ مقرن کا جانشین بنایا، اور اس طرح نہایت حکمت کے ساتھ سعودی حکومت کو اس کے مؤسس شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پوتوں میں منتقل کر دیا۔

اس طرح جب داخلی امور کی تنظیم سے فارغ ہو گئے تو پھر چند ہی دنوں بعد 33 شاہی فرامین جاری کر کے سعودی حکومت کی تاریخ میں بیک وقت بہت بڑی تبدیلی کا اعلان کر دیا اور لوگ حیرت زدہ رہ گئے کہ کتنی جرأت اور شجاعت کے ساتھ بیک وقت انھوں نے حکومتی اداروں میں رد و بدل کر کے یہ صاف واضح کر دیا کہ آنے والے دنوں میں حالات اتنی تیزی سے بدلنے والے ہیں۔

ان احکامات میں اہم ترین حکم سعودی عرب کی تاریخ میں پہلی بار دو نئے اداروں کا قیام اور سارے وزرا کو ان کے تابع کرنا تھا، چنانچہ ایک ادارہ سیاسی اور سکیورٹی امور کے لیے بنایا گیا جس کی صدارت محمد بن نایف بن عبدالعزیز کے سپرد کی گئی اور دوسرا ادارہ مالی و ترقیاتی امور کے لیے بنایا گیا، جس کی صدارت شاہ سلمان کے ہونہار بیٹے محمد بن سلمان بن عبدالعزیز کے سپرد کی گئی جو خالد تویجری کی معزولی کے بعد دیوان ملکی (شاہی کیبنٹ) کے رئیس بھی ہیں۔ پھر حکومت کے جتنے بھی وزرا ہیں، انھیں ان کے منصب کے اعتبار سے تقسیم کر کے ان دونوں اداروں کے تابع کر دیا گیا۔ اس طرح یہ کہا جا سکتا ہے کہ بادشاہ اور ان کے جانشین مقرن بن عبدالعزیز کے بعد پوری سعودی حکومت کو ملک کی دو اہم ترین شخصیتوں کی نگرانی میں دے دیا گیا ہے اور آنے والے دنوں میں حکومت کی کارکردگی اور اس کے فیصلوں میں ان کی چھاپ واضح طور پر نظر آئے گی۔

ان نئے احکام و فرامین میں رعایا کا بھی کافی خیال رکھا گیا اور ان پر نہ صرف دولت کی بارش کر دی گئی، بلکہ مختلف پرائیویٹ اداروں کی زبردست مالی امداد بھی کی گئی، تاکہ عوام الناس بھی اس سے اچھی طرح مستفید ہوں اور جس طرح سرکاری ملازمین کو ڈبل تنخواہوں کا انعام ملا، ویسے ہی عوام بھی اس خوشی میں شریک رہیں۔ اس طرح کروڑوں ریال کی بارش کر کے شاہ سلمان نے نہ صرف عوام کا دل جیت لیا، بلکہ یہ واضح کر دیا کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رعایا کی مصلحت ان کے نزدیک بہت اہم ہے۔

بڑی بڑی وزارتوں میں جو اہم تبدیلیاں کی گئیں، وہ بھی فراست اور دور اندیشی سے بھرپور نظر آتی ہیں۔ نئی نسل اور جوانوں کو بھی موقع دیا گیا اور باریک بینی سے نظر ڈالنے پر یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ یہ اہم تبدیلیاں آنے والے دنوں میں سعودی عرب کی داخلی اور خارجی پالیسیاں طے کرنے میں بہت ممد و معاون ثابت ہوں گی۔

داخلی تبدیلیوں سے فارغ ہو کر پھر شاہ سلمان نے خارجی امور پر توجہ دی اور صحیح لفظوں میں دنیا کو حیران کر کے رکھ دیا۔

جس وقت شاہ سلمان نے بادشاہت سنبھالی، امریکی صدر باراک اوباما ہندوستان کے دورے پر تھے، اپنے ہندوستانی دورے کو مختصر کرتے ہوئے وہ اپنے 30 ساتھیوں کے ہمراہ شاہ سلمان سے ملاقات کرنے سعودی عرب پہنچے اور ان سے ایک تفصیلی ملاقات کی، اس ملاقات میں اہم عالمی اور علاقائی مسائل پر گفت و شنید ہوئی اور شام کے مسئلے کو لے کر جو دوری اور جمود دونوں ملکوں میں ہے، بارک اوباما نے اس کو کم کرنے کی کوشش کی۔ یہ ملاقات عالمی و عربی منظر نامے کے لحاظ سے بہت اہم رہی اور باراک اوباما کے واپس جانے کے بعد واشنگٹن نے شاہ سلمان کی دور اندیشی اور ان کی فراست و اہمیت کا نہ صرف اعتراف کیا، بلکہ یہ واضح کیا کہ سعودی عرب کے بغیر خطے میں کوئی پائیدار کام انجام دینا ممکن نہیں۔

اوباما کے بعد جن عالمی رہنماؤں سے شاہ سلمان کی ملاقاتیں ہوئیں، ان میں اقوامِ متحدہ کے جنرل سیکرٹری بانکی مون بھی ہیں، جن سے اہم عالمی و علاقائی مسائل پر تبادلہ خیال ہوا اور وہ شاہ سلمان کے تیزی سے اٹھائے گئے مثبت اقدام سے اتنا متاثر ہوئے کہ انھوں نے کہا کہ شاہ سلمان نے دس دنوں کے اندر جو کارنامے انجام دیے ہیں، نئے حکمران عموماً سو دنوں میں وہ کام کر پاتے ہیں۔

بانکی مون کے بعد شاہ سلمان نے برطانیہ کے ولی عہد شہزادہ چارلس کا استقبال کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور پھر اس کے بعد جرمنی کی قدآور شخصیت انجیلا مارکل سے ٹیلی فون پر دونوں ملکوں کے درمیان باہمی تعاون اور عالمِ عرب کے مسائل پر تبادلہ خیال کیا۔ ابھی چند دن قبل جنوبی کوریا کے صدر کا سعودی عرب کا نہایت کامیاب دورہ ہوا جس میں جنوبی کوریا کے ساتھ سعودی عرب میں دو ایٹمی پلانٹ لگانے کا معاہدہ ہوا، جس کی لاگت دو ارب ڈالر ہے۔

خطے میں سعودی عرب کے لیے سب سے اہم یہ ہے کہ وہ سب سے پہلے خلیجی اور عرب ممالک کو جمع کرے، ان کے اندر اتحاد و اتفاق کی فضا قائم رکھتے ہوئے اپنے مشترکہ دشمن سے مقابلہ کرے۔ مصر کے بدلتے حالات اور وہاں کی منتخب حکومت کے گرنے کے بعد سے خلیجی ممالک دو گروپوں میں بٹے ہوئے تھے، دیگر عرب ممالک بھی اپنے مواقف میں مختلف نظر آ رہے تھے، شاہ سلمان نے آتے ہی اس طرف بھرپور توجہ دی اور خلیج وعرب حکمرانوں سے مسلسل ملاقات اور ان کی صفوں کو متحد کرنے کا بیڑا اٹھایا اور کافی حد تک کامیاب ہوئے۔ کامیابی کا یہ سفر تا حال جاری ہے۔

چنانچہ بادشاہ بننے کے بعد ایک ہی ہفتے کے اندر بحرین کے بادشاہ حمد بن عیسیٰ آل خلیفہ سے ملاقات کی، پھر فروری کے نصف میں کویت کے امیر الشیخ الصباح احمد الصباح سے ملے، پھر اس کے دوسرے ہی دن ابوظہبی کے جانشین محمد بن زاید سے ملاقات کی، اس کے بعد قطر کے امیر تمیم بن حمد آل ثانی آئے اور ان سے نہایت اہم ملاقات ہوئی، پھر اس کے بعد عمان کے وزیرِ اعظم فہد بن محمود سے ملاقات ہوئی۔

آتے ہی اس پے درپے خلیجی حکام سے ملاقاتیں نہ صرف شاہ سلمان کی بصیرت اور سیاسی مقدرت کی طرف اشارہ کرتی ہیں، بلکہ سعودی عرب کے سیاسی وزن، اس کے خلیجی ممالک کے ساتھ عمدہ رویے کی غماز اور سب کو ساتھ لے کر چلنے کی پالیسی کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

ظاہر ہے جب ان کے مسائل و مشکلات اور ان کے دشمن مشترک ہیں تو ان کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پالیسی بھی یکساں ہی ہونی چاہیے، چنانچہ چاہے وہ داخلی دہشت گردی کا مسئلہ ہو یا ایران کی طرف سے خارجی دہشت گردی کا، یا پھر شام، عراق، یمن اور فلسطین کا مسئلہ، سب کا ان ممالک سے گہرا تعلق ہے اور اس علاقے میں ایران نے امریکہ و اسرائیل کے تعاون سے جو کھلم کھلا دہشت گردی پھیلا رکھی ہے وہ تو سب کے سامنے ہے اور ان کا سیدھا اثر نہ صرف ان ممالک پر پڑ رہا ہے، بلکہ اگر ان ممالک نے یک جو ہو کر ابھی سے اس خطرے کا دائمی علاج نہ کیا تو پھر ایران کا مجوسی شر نہ صرف پورے علاقے کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا، بلکہ ان عرب علاقوں کو تقسیم کرنے کا جو قدیم پلان امریکہ، برطانیہ، اسرائیل اور روس کے پاس ہے، ایران کے تعاون سے وہ بھی پایۂ تکمیل تک پہنچ جائے گا۔

ظاہر ہے سعودی عرب کو اس کا بخوبی احساس و ادراک ہے اور علاقے میں ایک بڑی قوت ہونے کے ناتے اس کی ذمے داری بھی بڑی ہے، اس تناظر میں جب ہم شاہ سلمان کی ان مسلسل ملاقاتوں اور بادشاہ بنتے ہی تیزی سے ان اقدامات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان کی اہمیت ہمیں اچھی طرح سمجھ میں آ جاتی ہے۔

فلسطین کا قضیہ سارے مسلمانوں کے لیے عموماً اور عالمِ عرب اور سعودی عرب کے لیے خصوصاً بہت اہم ہے۔ امریکہ اور برطانیہ کی مدد سے اسرائیل فلسطین کی مبارک زمینوں پر ناجائز قبضہ کرنے کے ساتھ ساتھ وہاں بے نظیر دہشت گردی قائم کر کے جس طرح امنِ عالم کے لیے خطرہ بنا ہوا ہے، وہ نہ صرف امن پسند ممالک کے لیے باعثِ تشویش ہے، بلکہ امن کے نام نہاد ٹھیکیداروں کی اصل حقیقت کا منہ بولتا ثبوت بھی ہے!

سعودی عرب نے روزِ اول سے نہ صرف فلسطینی کاز کی زوردار حمایت، فلسطینیوں کے لیے ایک آزاد ریاست کا قیام اور اسرائیل کی دہشت گردی کو لگام دینے کا مطالبہ کیا ہے، بلکہ اسرائیل کے ساتھ ہوئی جنگوں میں اس کا کلیدی کردار رہا ہے۔ چاہے وہ 1967ء کی جنگ ہو یا 1973ء کی فتح، سب میں سعودی عرب کا کلیدی کردار رہا ہے، بلکہ حقیقت یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ شاہ فیصل ؒ کی شہادت کے جملہ اسباب میں ایک اہم سبب فلسطین کی آزادی کے لیے کی جانے والی ان کی جدوجہد بھی ہے۔

آج تک سعودی عرب نے فلسطین کی جو ہر طرح سے امداد کی ہے وہ بے مثال ہے، اس کے برعکس وہ ممالک جو زبانی جمع خرچ سے کام چلاتے اور میڈیا کے ذریعے لوگوں کو بے وقوف بناتے ہیں، ان کا کردار فلسطینی کاز میں سعودی عرب کے بالمقابل بہت کم یا نہ ہونے کے برابر ہے، مگر شور شرابے میں سعودی عرب ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا کہ کثرتِ عمل اور کم گوئی آلِ سعود کے مزاج کا حصہ اور ان کی سیاست کا جزوِ لا ینفک ہے، بلکہ ان کے دینی مزاج و اخلاص کا عکاس ہے۔

اپنے اسی اسلامی کردار کی تاکید و تسلسل کے لیے شاہ سلمان نے بادشاہ بنتے ہی فلسطینی صدر محمود عباس سے ملاقات کی اور فلسطین کے موجودہ حالات پر تبادلہ خیال کرتے ہوئے یہ واضح کیا کہ فلسطین کے تعلق سے سعودی عرب کا موقف اٹل اور نا قابلِ تغیر ہے کہ ایک ایسی آزاد ریاست جس کی راجدھانی قدس ہو، جو ہر طرح سے اسرائیل کی دہشت گردی سے پاک اور اس کی دادا گیری سے آزاد ہو، فلسطینیوں کا بنیادی حق ہے، اسی موقع پر انھوں نے عالمی اداروں اور دنیا میں امن و امان کے ذمے داروں سے مطالبہ کیا کہ وہ اس سلسلے میں اپنا کلیدی کردار ادا کریں، تا کہ فلسطینی عوام کو اسرائیل کے ظلم و جبر اور اس کے پنجۂ استبداد سے نجات دلائی جا سکے۔

محمود عباس کے بعد شاہ سلمان نے شاہِ اردن عبداللہ ثانی سے ملاقات کی۔ بہت سارے مشترکہ مصالح کی بنا پر ان دونوں ملکوں کے آپسی تعلقات کافی گہرے ہیں۔ شاہِ اردن سے ملاقات میں علاقے کے لیے اہم اور نئے مسائل مقدم رہے اور اس وقت یہ علاقہ جن مسائل سے دوچار ہے، ان پر گفتگو کے ساتھ ساتھ مستقبل میں اس تعلق سے ٹھوس لائحہ عمل پر تبادلہ خیال ہوا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصر،سعودی عرب کا ایک قابلِ اعتماد دوست اور درد مند؟ حلیف رہا ہے۔ اسرائیل کے خلاف جنگوں میں یہ چیز کھل کر سامنے آ چکی ہے۔ مصر کی موجودہ سیسی حکومت سے سعودی عرب کے قوی تعلقات کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں۔ جب شاہ سلمان نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی اور حکومت میں بعض اہم تبدیلیاں آناً فاناً کیں تو بہت سے لوگوں کو یہ خیال ہوا کہ شاید اب مصر کے تعلق سے سعودی پالیسی بدلنے والی ہے اور بہت سے موقع پرست ماہرینِ سیاست نے یہ باور کرانے کی کوشش شروع کر دی کہ شاہ سلمان مصری حکومت سے پلہ جھاڑنے والے ہیں، اس شبہے کو دور کرنے کے لیے شاہ سلمان نے فوراً مصری سربراہ سے ٹیلی فونک رابطہ کیا اور مختلف مسائل پر گفت وشنید کے بعد ایک سرکاری بیان جاری کرتے ہوئے یہ صراحت کی کہ سعودی عرب اور مصر کے تعلقات اتنے گہرے ہیں کہ انھیں کوئی موقع پرست نقصان پہنچانے سے قاصر ہے اور مصر کے تعلق سے سعودی عرب کا موقف بہت واضح اور ثابت وغیر متزلزل ہے اور یہ وضاحت کر دی کہ باہمی تعاون اور مشترکہ مفاد کے ناتے ان دونوں ممالک کے تعلقات اس درجے تک پہنچ چکے ہیں جہاں دشمنوں کی ریشہ دوانیاں نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوتیں۔

پھر رواں مہینے کے شروع میں جب عبدالفتاح سیسی سے ریاض میں شاہ سلمان کی طویل ملاقات ہوئی تو اس میں کھل کر انھوں نے سعودی عرب کے قدیم موقف کا اعادہ کرتے ہوئے موجودہ علاقائی صورتِ حال پر سیر حاصل بحث کی۔ اس ملاقات میں جن اہم موضوعات پر گفتگو ہوئی، ان میں موجودہ علاقائی چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے ایک مشترکہ عرب فوج کا قیام تھا، تاکہ یمن، سوریا اور لیبیا میں پنپنے والی دہشت گردی، ایران کی غنڈہ گردی اور عربوں کے داخلی امور میں اس کی صریح مداخلت کا توڑ کیا جا سکے۔ یہ ملاقات کافی امید افزا اور علاقائی صورتِ حال کے تناظر میں بہت حوصلہ بخش رہی، مستقبل میں اس سے کافی مثبت امیدیں لگائی جا رہی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس میں کوئی شک نہیں کہ بوجوہ ترکی سے سعودی عرب کے تعلقات عموماً اچھے نہیں رہے ہیں، خاص طور سے مصر میں فوجی انقلاب کے بعد دونوں ملکوں کے تعلقات کافی مکدر ہو گئے تھے، مگر شاہ عبداللہ کے جنازے میں ترک صدر رجب طیب اردغان کی صفِ اول میں موجودگی نے اس بات کی طرف واضح اشارہ کر دیا تھا کہ سعودی عرب کے تعلقات اب ترکی سے پہلے کی طرح نہیں رہیں گے، چنانچہ عبدالفتاح سیسی سے ملاقات کے دوسرے ہی دن شاہ سلمان نے ترکی صدر اردغان سے ملاقات کی، کیوں کہ موجودہ علاقائی صورتِ حال کے تناظر میں ترکی کو بالکل نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، چنانچہ اردغان سے شاہ سلمان کی ایک طویل ملاقات ہوئی، جس میں موجودہ علاقائی صورتِ حال پر تبادلۂ خیال کیا گیا اور علاقے کو درپیش چیلنجز سے نمٹنے کے لیے مشترکہ تعاون پر غور کیا گیا۔ یہ ملاقات کافی فائدہ مند رہی اور مصر کو چھوڑ کر تمام معاملات میں فریقین متفق رہے، جس کا اعتراف خود اردغان نے ترکی واپس جا کر رسمی (سرکاری) طور سے کیا۔ ظاہر ہے کہ یہ اس طرح کی پہلی ملاقات تھی، یقیناً آگے حالات میں مزید بہتری کے آثار ہیں۔

ان اہم ترین ملاقاتوں میں جو شاہ سلمان نے بادشاہ بنتے ہی عالمی حکمرانوں سے کی ہیں، ان میں پاکستانی وزیر اعظم نواز شریف سے ان کی ملاقات بھی ہے۔ نواز شریف سے قبل پاکستانی افواج کے سربراہ زیارت کر چکے تھے، پھر شاہ سلمان نے نواز شریف کو آنے کی دعوت دی، جس کی بنا پر ریاض میں دونوں کی طویل ملاقات ہوئی۔

سعودی عرب سے پاکستان کے بڑے گہرے تعلقات ہیں اور اس گہرائی کی اصل حقیقت تو دونوں ملکوں کے ذمے داران ہی بخوبی جانتے ہوں گے، مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ جہاں سعودی عرب کی عسکری پیش رفت میں پاکستان سعودی عرب کا ایک اہم حلیف رہا ہے، وہیں پاکستان کے لیے سعودی عرب ایک مخلص دوست ہے جو اس کی ہر مصیبت میں کام آتا اور دستِ تعاون دراز کرتا ہے۔ اس ملاقات کی بہت زیادہ تفصیلات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سامنے نہیں آ سکیں، مگر یہ طے ہے کہ موجودہ صورتِ حال کے تناظر میں یہ ملاقات دونوں ملکوں کے لیے نہایت اہم اور فائدہ مند ہے۔

اس وقت علاقے میں سب سے نازک صورتِ حال یمن کی ہے، جہاں کھلے عام ایرانی دہشت گردی، رافضی غنڈہ گردی، شیعی مکاری، اخوانی سفاہت و حماقت اور سابق صدر علی عبداللہ صالح کی خیانت وضمیر فروشی کے چلتے مٹھی بھر حوثیوں (یمن میں شیعوں کا مسلح جتھہ) نے وہاں کی قانونی سنی حکومت کو صنعاء سے بے دخل کر کے قبضہ کر لیا ہے اور معاملہ یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ اصل حکومت اور اس کے کارندے یا تو ان رافضیوں کے رحم وکرم پر ہیں یا در بدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں اور یہ رافضی ایران کی مجوسی حکومت کے تعاون سے فوجی مشقیں کر رہے ہیں۔

اب علاقے کی صورتِ حال یہ ہے کہ ایران بے ضمیر اور بے غیرت عالمی حکومتوں کے تعاون سے شام وعراق پر قبضہ جماتے ہوئے یمن میں داخل ہو چکا ہے اور اس کے فوجی کمانڈر کھلم کھلا ان ملکوں میں مسلمانوں کے قتلِ عام میں کلیدی کردار ادا کرتے ہوئے ایران کے تسلط اور اس کی بالادستی کے لیے راہ ہموار کر رہے ہیں اور پوری دنیا خاموش تماشائی بنی دیکھ رہی ہے۔ ابھی کل ایک اعلیٰ ایرانی مسئول نے یہ اعلان کیا تھا کہ عراق دراصل ایران کی قدیم راجدھانی ہے اور ہم عراق کو ایران کی راجدھانی بنا کر قدیم فارسی اور کسروی مجوسی سلطنت کا احیا کریں گے اور آج یمن میں وہاں کی سنی حکومت کو اسلحے کے زور پر بے دخل کر کے اسی مجوسی حکومت کے تعاون سے فوجی مشقیں کی جا رہی ہیں۔

ظاہر ہے یہ صورتِ حال اس علاقے کے لیے انتہائی خطرناک ہے اور چونکہ سعودی عرب یمن کا انتہائی اہم پڑوسی اور بوجوہ اس سے قریب ترین ہے، لہٰذا یمن کے تعلق سے اس کی بے چینی واجبی ہے۔

انہی حالات کے پیشِ نظر یمن کے قانونی صدر عبد ربہ منصور ہادی نے شاہ سلمان سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ گذارش کی ہے کہ وہ یمن کو موجودہ بحران سے نکالنے کے لیے خلیجی کونسل کی ایک ہنگامی کانفرنس بلا کر یمن کی فوری مدد کریں، چنانچہ حالات کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے شاہ سلمان نے فوری طور سے اس گذارش کو قبول کرتے ہوئے خلیجی ممالک کے اتفاق رائے سے ریاض میں ایک کانفرنس بلائی، تاکہ یمن کو موجودہ بحران سے نکال کر وہاں جاری ایرانی دہشت گردی کو ختم کیا جا سکے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ جلد ہی اس کا کوئی مناسب حل نکل آئے گا۔

فی الحال افغانستان کے صدر ڈاکٹر محمد اشرف غنی سعودی عرب میں موجود ہیں، جن سے مختلف مسائل پر گفت وشنید جاری ہے، جن میں دونوں ملکوں کے باہمی تعاون اور عالمی و اسلامی سطح پر ابھرتے جدید اہم مسائل ہیں۔ امید ہے کہ آنے والے دنوں میں افغانستان اور اس کے قرب و جوار کے علاقوں کو جو چیلنجز درپیش ہیں، ان پر سیر حاصل بحث ہوگی اور دونوں ممالک مشترک مصالح کے پیشِ نظر ایک دوسرے سے بھرپور تعاون کریں گے، نیز سعودی عرب حسبِ سابق اپنا دستِ تعاون دراز کرے گا۔

شاہ سلمان کا معاملہ یہیں ختم نہیں ہوتا، بلکہ انھوں نے مزید آگے قدم بڑھاتے ہوئے حماس کے سیاسی صدر خالد مشعل کو سعودی عرب آنے کی دعوت دی ہے، تاکہ علاقے کی موجودہ صورتِ حال سے نمٹنے اور فلسطین کے مسائل کو صحیح معنوں میں حل کرنے میں ان کو بھی شریک کیا جا سکے۔ شاہ سلمان کی طرف سے اٹھایا جانے والا یہ قدم فراست و دوراندیشی سے پُرنظر آتا ہے اور امید ہے کہ خالد مشعل جب سعودی عرب آئیں گے، نہ صرف حماس اور سعودی عرب کے تعلقات میں موجود جمود ٹوٹے گا، بلکہ تعاون کے بہت سارے نئے دروازے بھی کھلیں گے۔

شاہ سلمان کی شخصیت میں ایک چیز جو واضح طور پر نظر آتی ہے، وہ ان کی دین پسندی ہے، ما شاء اللہ وہ حافظِ قرآن اور ایک عمدہ اعلیٰ تعلیم یافتہ انسان ہیں، ان کی دینداری کی ان چند دنوں میں ایک واضح مثال عورتوں کی ڈرائیوری، سعودی عرب میں سینما ہال اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسکولوں میں لڑکیوں کی جسمانی ورزش جیسی مغربی روایت و بدعت کے تعلق سے موجود فائلوں کو ہمیشہ ہمیش کے لیے بند کر کے اسے "غير قابل للمناقشة" (ناقابلِ بحث) قرار دینا ہے، اسی طرح جنادریہ کے معروف و قابلِ ملاحظہ نمایش کو موخر کر دیا ہے۔ پھر مکہ مکرمہ میں "الإسلام ومحاربة الإرهاب" (اسلام اور دہشت گردی کا مقابلہ) کے عنوان سے جو عالمی کانفرنس ہوئی اس میں انھوں نے جو بات بادشاہ بنتے وقت کہی تھی، یہ کہتے ہوئے دوبارہ اس کی تاکید کی کہ سعودی عرب ایک اسلامی ریاست ہے، جو غلو سے پاک اسلام کی پاسداری کرتا ہے جو کتاب و سنت اور خلفائے راشدین کے منہج کے تابع ہے۔

ابھی چند دنوں پہلے سعودی حکام اور عوام دونوں کو خطاب کرتے ہوئے جو باتیں انھوں نے کہی ہیں، وہ آبِ زر سے لکھنے کے لائق ہیں، اپنے اس خطاب میں انھوں نے نہ صرف انتہائی محبت و شفقت سے اپنی رعایا کے لیے ایک سنہرے مستقبل کا وعدہ کیا ہے، بلکہ یہ واضح کر دیا ہے کہ سعودی عرب اپنے ٹھوس اصولوں پر قائم رہتے اور دین و ایمان کی پاسداری کرتے ہوئے ان شاء اللہ ترقی کی منازل طے کرتا رہے گا۔ ساتھ ہی ساتھ انھوں نے اس کی بھی وضاحت کر دی کہ اللہ کے فضل و کرم سے ان کا ملک ہر طرح کے داخلی اور خارجی چیلنجوں سے نمٹنے پر قادر ہے اور سعودی عرب اس سلسلے میں ہر ٹھوس قدم اٹھاتا رہا ہے اور اٹھاتا رہے گا اور ان شاء اللہ آنے والا ہر دن روزِ گذشتہ سے اچھا ہوگا۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ شاہ سلمان ایک دین پسند، ٹھوس شخصیت کے مالک اور تجربہ کار سیاست دان ہیں، اور نہ صرف وہ علم دوست آدمی ہیں، بلکہ تاریخ جیسا فن ان کی دلچسپی کا مرکز ہے۔ ان کے داخلی اور خارجی فیصلوں اور اقدامات میں ان کی دین پسندی، حکمت و بصیرت اور فراست کی چھاپ واضح طور پر نظر آتی ہے۔ ابھی ان کو مسند شاہی پر براجمان ہوئے تقریباً 50 دن ہوئے ہیں، کسی بھی حاکم کے ابتدائی 50 دن اگرچہ اہم ہوتے ہیں، مگر شاہی حکومت میں یہ مدت بہت مختصر مانی جاتی ہے، بلکہ عموماً نئی حکومتیں ابتدائی 100 دنوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا پلان بناتی ہیں اور یہ 100 دن نہ صرف اس کے رخ کو طے کرتے ہیں، بلکہ حکومتی کاموں کے تئیں اس کی سنجیدگی وعدم سنجیدگی کو بھی طے کر دیتے ہیں۔ ایسی حالت میں جب ہم شاہ سلمان کے ابتدائی 50 دنوں کی کارکردگی پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں واضح طور پر ان کی حکومت پر دین پسندی، سب کو ساتھ لے کر چلنے کی حکمت، عرب رہنما اور دیگر اہم مسلم قائدین سے اچھے تعلقات، زعمائے عالم اور عالمی قوتوں سے اصولی تعلقات کی مثبت اور اعلیٰ چھاپ نظر آتی ہے اور جس طرح 50 دنوں کے اندر داخلی اور خارجی پالیسیوں کے سمت کی انھوں نے تعیین کی ہے وہ ان کی قوی شخصیت، بالغ نظری، فراست اور حکمت سے بھری سیاست کو ظاہر کرتی ہے اور یہ واضح کرتی ہے کہ آلِ سعود و اہلِ سعودیہ ہی کو نہیں، عالمِ اسلام کو پھر ایک تجربہ کار سالار مل گیا ہے جو سعودی عرب کی صحیح قیادت، خلیجی ممالک کی عمدہ رہنمائی اور مسلم ممالک کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے حق میں ٹھوس اقدام اٹھانے کی نہ صرف صلاحیت رکھتا ہے، بلکہ خلیجی ممالک، دیگر بلادِ عرب اور اسلامی دنیا میں سعودی عرب کو جو مقام و مرتبہ حاصل ہے وہ اس کی صحیح پاسداری کرنا بھی بخوبی جانتا ہے۔

کوئی غیب نہیں جانتا، مگر شاہ سلمان کے ٹھوس اقدامات، کام کرنے کی تیزی اور حکمت سے بھرے فیصلے بتاتے ہیں کہ ان شاء اللہ عالمِ عرب کے حالات بہتر ہوں گے اور علاقے کی صورتِ حال میں مثبت تبدیلی آئے گی۔ سعودی عرب شاہ سلمان کی قیادت میں اس کا بھرپور کردار ادا کرے گا اور علی رغم حسد الحاسدین وحقد الحاقدین آلِ سعود سعودی عرب اور مسلمانوں کی بہترین قیادت کرتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس عظیم مملکت کی حفاظت فرمائے، عالمِ عرب کو بحران سے نکالے، ایران کی دہشت گردی کا خاتمہ کر کے مختلف ممالک میں موجود سنیوں کو اس کے پنجۂ استبداد اور ظلم و بربریت سے نجات دے، شاہ سلمان اور ان کے مشیروں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو دین پسندی، اسلام اور مسلمانوں سے محبت اور حکمت و دانائی دے، نیز خیر اور بھلائی کی طرف ان کی راہنمائی کرتے ہوئے انھیں سعودی عرب کو تمام مسلمانوں کے لیے خیر و برکت کا باعث بنائے۔ آمین

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آخر یہ چیخ پکار کیوں؟

فیصلہ کن عربی طوفان اور فارسی شور وغوغا کا تجزیاتی مطالعہ

از قلم: وسیم محمدی
عبدالسلام شکیل البشیری

26 مارچ 2015ء جمعرات کی نصف شب سعودی عرب نے اپنے اتحادی ممالک کے ساتھ اچانک یمن کے حوثیوں پر طوفانی حملہ کر دیا، جس سے حوثی اور معزول صدر علی عبداللہ صالح کے حامی بوکھلا اٹھے اور پوری دنیا حیرت زدہ رہ گئی۔ اس آپریشن کو "عاصفة الحزم" (فیصلہ کن آندھی) کا نام دیا گیا۔

اس جنگ کے اغراض و مقاصد کیا ہیں؟ ایسے نازک حالات میں یہ جنگ کیوں چھیڑی گئی؟ اس کی حاجت وضرورت کیا تھی؟ اس بارے میں برصغیر کے عوام میں متضاد خیالات پائے جاتے ہیں۔ کچھ لوگ اس بارے میں شکوک وشبہات پیش کرتے اور بعض خدشات کا اظہار کرتے ہیں۔ کوئی تو اس کی حاجت وضرورت پر سوالیہ نشان اٹھاتا ہے، کوئی اسے ایک نئے فتنے کا آغاز مانتا ہے، کوئی اسے محض سیاسی جنگ تصور کرتا ہے اور کوئی اس کے پیچھے امریکی دباؤ اور سازش ہونے کی وکالت کرتا ہے۔ اس طرح اس بابت لوگوں میں طرح طرح کے نظریات وخیالات پائے جاتے ہیں۔

ان متضاد نظریات کا سبب یہ ہے کہ برصغیر کے بیشتر عوام مشرقِ وسطیٰ کے حقیقی حالات سے ناواقف ہیں، وہ نہیں جانتے کہ یہاں کیا کچھ ہو رہا ہے اور کیا کیا سازشیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رچائی جا رہی ہیں؟ اس خطے میں صیہونی و ایرانی ناپاک عزائم کیا ہیں؟ یا پھر دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ بعض لوگ سعودی عرب سے حسد و بغض کی بنا پر اس طرح کی بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں۔ البتہ اقوامِ عرب اور انصاف پسند طبقے نے اس جنگ کا پرجوش خیرِ مقدم کیا ہے، اس عظیم اقدام پر خوشی و فخر کا اظہار کیا ہے اور اسے اہلِ سنت کے لیے عزت و سربلندی کا سبب جانا ہے، کیوں کہ انھیں اس خطے کے حالات کا اچھی طرح فہم و ادراک ہے، وہ جانتے ہیں کہ یہاں ایرانی وصیہونی عزائم کیا ہیں۔

چنانچہ یہ جنگ یوں ہی نہیں چھیڑی گئی ہے اور نہ ہی سعودی عرب کو جنگوں کا کوئی شوق ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یمن جزیرۂ عرب کی اساس و بنیاد ہے۔ قدیم قبائلِ عرب کا مرکز ہے۔ یمن کی سلامتی عرب ممالک کی سلامتی کی ضمانت ہے۔ یمن دار الفقہ و دار الایمان ہے، جائے سکون و وقار ہے، مجد و عروبت کی شان ہے، یہاں بہت سارے علما، فقہا اور ادبا پیدا ہوئے، قربِ قیامت یمن کے شہر عدن سے ایک بڑی نشانی ''آگ'' ظاہر ہوگی جو لوگوں کو ہانک کر میدانِ محشر میں جمع کرے گی۔ ملکہ سبا، سیل العرم، ہاتھی والے ابرہہ، قبیلہ جرہم اور سد مآرب کی معروف داستانیں یمن ہی سے مربوط ہیں۔

حوثیوں کا مختصر تعارف:

نوے (90ء) کی دہائی کے آغاز میں حوثی تحریک ضلع ''صعدہ'' یمن میں ظاہر ہوئی۔ ابتدا میں اس کا نام ''الشباب المؤمن'' رکھا گیا۔ بعد میں چل کر یہ ''أنصار اللّٰہ'' اور ''حوثی'' کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس تحریک کا بانی بدر الدین حوثی نامی شخص ہے، بعد میں اس کے بیٹے حسین بدر الدین حوثی کو اس تنظیم کا راہنما بنایا گیا۔ آغاز میں فکری لحاظ سے اس جماعت کی سرگرمی مذہب زیدی کی تعلیم و تبلیغ اور نشر و اشاعت تھی جو بعد میں عسکری تربیت اور فوجی مشقوں میں تبدیل ہوگئی۔

1990ء میں جب یمن متحد ہوا اور متعدد پارٹیاں معرضِ وجود میں آئیں تو فرقہ زیدیہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کی نمایندگی کے لیے پارلیمنٹ میں اس تنظیم کی بھی ایک سیٹ متعین ہوئی۔ اسی دوران میں علمائے زیدیہ اور بدرالدین حوثی کے مابین شدید اختلاف ہوا، جس کا اصل سبب بانی تحریک کے منفرد آرا و افکار تھے، جیسے کہ اس کا اکثر رجحان مذہب اثنا عشری کی طرف ہونا اور اس کے عقائد ونظریات کی حمایت و دفاع کرنا۔ لہٰذا زیدی علما نے حوثی اور اس کے افکار سے براء ت کا اظہار کر دیا۔ مجبوراً حوثی ملک چھوڑ کر ایران چلا گیا۔ حکومتِ ایران کو اپنے ایجنڈوں کی تکمیل کے لیے ایک مفت مُہرہ مل گیا، لہٰذا اس کی خوب پذیرائی کی گئی اور چند سالوں کے قیام کے دوران میں اس کے رافضی و انقلابی عقائد میں مزید پختگی آئی، حتی کہ وہ ان کا مکمل حامی و ناصر بن گیا۔

2002ء میں جب بدرالدین حوثی یمن واپس ہوا تو انھیں صفوی عقائد ونظریات کی تبلیغ میں لگ گیا، جیسے: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دینا، انھیں کافر کہنا اور خمس کی ادائیگی کو واجب قرار دینا وغیرہ وغیرہ، اور ساتھ ہی ساتھ ضلع صعدہ کے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کے لیے انھیں ''قم'' اور ''نجف'' کی درسگاہوں میں بھیجنے لگا۔ جہاں صفوی ملاؤں کے ذریعے ان کی مکمل تربیت اور ذہن سازی کی جاتی رہی، حتی کہ ان کے دل و دماغ میں یہ ہے کہ یہ جنگ ان پر مسلط کی گئی ہے، جنگ کا نقارہ ان کے سر پر پیٹا گیا ہے، ان کے پیٹھ میں خنجر گھونپنے کی ناپاک کوشش کی گئی ہے اور جب برسوں کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور پانی سر سے اوپر چڑھ گیا تب یہ اپنی جان و مال، ایمان وعقیدے اور ملک و وطن کی حفاظت اور دفاع کے لیے میدانِ کارزار میں اترے ہیں۔

لہٰذا اس جنگ کے اغراض و مقاصد اور اسباب و نتائج کو سمجھنے کے لیے مشرقِ وسطی کے حالات کو بڑی گیرائی اور گہرائی سے سمجھنا ہو گا، اسے علاقائی و عالمی پسِ منظر میں دیکھنا ہو گا، تب بات سمجھ میں آئی گے، ورنہ ہوا میں تیر چلانے سے کچھ حاصل نہ ہو گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یمن کی دینی و سیاسی حیثیت:

ملکِ یمن دینی، سیاسی، جغرافیائی اور تجارتی لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل خالص عربی و اسلامی ملک ہے۔ یہ جنوب مغربی ایشیا میں سعودی عرب اور سلطنتِ عمان کے درمیان واقع ہے اور خلیج عدن کے راستے بحرِ احمر کو بحرِ ہند سے ملانے والی دنیا کی اہم ترین آبنائے "باب المندب" اسی کے زیرِ نگرانی ہے جو ایشیا، یورپ اور شمالی افریقہ کو ایک دوسرے سے مربوط کرتا ہے۔ خلیج کا بیشتر پٹرول اسی راستے سے مغربی دنیا میں جاتا ہے اور روزانہ یہاں سے سیکڑوں تجارتی جہاز گزرتے ہیں۔

یمن کے شمال میں سعودی عرب کی 1458 کلومیٹر پر پھیلی ہوئی وسیع و عریض سرحد ہے، جب کہ مشرق میں عمان کے ساتھ تقریباً 288 کلومیٹر پر مشتمل اس کے حدود ملتے ہیں۔ جنوب میں بحر احمر اور مغرب میں بحر عرب ہے اور 2500 کلومیٹر کی اس کے طویل و عریض سمندری ساحل اسے مزید اہمیت کا حامل بناتے ہیں۔

یمن کی کل آبادی تقریباً 27 ملین ہے، جس میں اہلِ سنت کی تعداد 70 فیصد ہے اور 25 فیصد معتدل زیدی ہیں جو اہلِ سنت سے بے حد قریب ہیں اور 2 فیصد جارودی ہیں جو مذہبِ امامی اثنا عشری سے قریب ہیں۔ حوثیوں کا تعلق اسی جارودی فرقے سے ہے۔ بقیہ 3 فیصد دوسرے مذاہب کے پیروکار ہیں۔

یمن اور اہلِ یمن کی قرآن وسنت میں بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ ان کے فضائل میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ اہلِ یمن بڑے نرم دل، پاک طینت، لوگوں میں سب سے بہتر اور دین میں فوج در فوج داخل ہونے والے ہیں، ان کے اعمال دوسروں کے اعمال سے افضل اور حوضِ کوثر پر سب سے پہلے سیرابی حاصل کرنے والے یہی لوگ ہوں گے۔ یہ اہلِ شریعت و امانت اور اصحاب برکت ہیں۔ فتنوں کے دور میں اللہ کا لشکر ہیں، ایمان یمانی اور فقہ وحکمت بھی یمانی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

...... رچ بس گیا کہ ولایت فقیہ [1] کے تابع ہوئے بغیر دنیا میں کوئی حکومت معتبر نہ ہوگی اور اسی انقلابی فکر کے ساتھ صعدہ کے یہ نوجوان اپنے وطن واپس آنے لگے۔

جہاں تک ان حوثیوں کے عقائد ونظریات کی بات ہے تو وہ بعینہٖ رافضی شیعوں کی طرح ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر لعن طعن کرنا، انھیں کافر کہنا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت کا حقدار ماننا، شیخین (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) کو برا اور کافر کہنا، ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانا، قرآن کو ناقص قرار دینا، احادیثِ نبویہ، عذابِ قبر اور صفاتِ الٰہی کا انکار کرنا وغیرہ ان کے جملہ عقائد میں سے ہیں۔

اہلِ سنت اور بالخصوص سعودی علما سے ان کی دشمنی بالکل واضح ہے۔ تنظیم کے مؤسس بدرالدین حوثی نے سعودی علما اور سابق مفتیِ اعظم شیخ ابن باز رحمہ اللہ کے فتووں کے رد میں مستقل کتاب لکھی جس کا نام: ''الإيجاز في الرد على فتاوى الحجاز وعلى ابن باز'' رکھا۔ مزید عقائد ونظریات کی وضاحت اس نے اپنی کتاب ''ارشاد الطالب'' میں کی ہے۔ مگر ایمانی غیرت ان کے ناپاک عقائد اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے متعلق ان کے نازیبا کلمات کو یہاں نقل کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔ چنانچہ اس جماعت کے بارے میں یہ سوچنا کہ محض ایک سیاسی جماعت ہے، بہت بڑی بھول ہے اور امتِ مسلمہ کو گمراہی میں ڈالنا ہے۔ اس وقت ان کا قائد عبدالملک حوثی ہے جو اپنی تنظیم ''انصار اللہ'' کو لبنان کی دہشت گرد تنظیم ''حزب اللہ'' بنا کر یمن کو ایرانی عزائم کی تکمیل کے لیے ایک مضبوط اڈہ بنانا چاہتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یمن کے اقتصادی و اجتماعی ابتر حالات اور ایران کی مالی، عسکری و تعلیمی امداد نے اس تنظیم کو ملک میں ابھرنے کے لیے بہترین موقع فراہم

[1] ''ولایت فقیہ'' شیعہ اثنا عشری کے یہاں ایک خود ساختہ مذہبی منصب ہے، جو خمینی کا ساختہ کہا جاتا ہے۔ اس کے ذریعے امام منتظر سے پہلے عام شیعوں کی سمع و طاعت حاصل کرنے کا مذہبی راستہ بنایا گیا، ورنہ عقیدتاً وہ صرف ائمہ معصومین کے مقلد ہو سکتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا۔ مزید اس تنظیم نے جاہل عوام کی ہمدردی بٹورنے کے لیے پرفریب نعروں کا سہارا لیا، جیسے امریکہ کے لیے موت، اسرائیل پر لعنت، اسلام کی کامیابی و فتح اور ملک سے غربت و فساد کا خاتمہ وغیرہ جو عوام میں ان کی مقبولیت کے لیے بے حد کارگر ثابت ہوئے۔

جب عرب ممالک بحران کا شکار ہوئے اور مظاہرات کے فتنے اور خروج کے ہنگاموں نے ان کے حالات ابتر کرنا شروع کیے تو اس وقت حوثیوں کو ابھرنے کا بھرپور موقع ملا۔ انھوں نے رئیسِ وقت علی عبداللہ صالح کے خلاف تحریکیوں کی بغاوت میں بھرپور شرکت کی اور پھر جب ایک جامع معاہدے کے تحت، جس میں یمن کے تمام لوگوں کی شرکت اور ان کی رضا مندی کو سامنے رکھا گیا، علی عبداللہ صالح کو معزول کر کے یمن میں نئی حکومت تشکیل دے دی گئی اور منصور ہادی کے ہاتھ میں ملک کی باگ ڈور آ گئی تو بجائے ملک کی تعمیر و ترقی میں شرکت کرنے کے یہ ایرانی ایجنڈے کی تکمیل میں لگ گئے۔

چونکہ علی عبداللہ صالح مجبوراً حکومت سے الگ ہوا تھا اور اسے کسی طرح گوارہ نہ تھا کہ وہ یمن کی حکومت کو چھوڑے، اس لیے اس نے نئی حکومت کی کمزوری کا فائدہ اٹھایا اور اس کے خلاف بغاوت کی راہ ہموار کرنے میں لگ گیا۔ چونکہ ایک لمبی مدت سے حکومت میں ہونے کی وجہ سے اس نے سول اور فوجی مناصب میں اپنے خاندان اور قرابت داروں کو بھر رکھا تھا، اس لیے فوج کی اکثریت اس کے ساتھ تھی، مگر اس بغاوت کو وہ بالکل سامنے آ کر انجام دینے سے قاصر تھا کہ وہ معاہدہ جو خلیجی ممالک نے کرایا تھا ابھی اس کی سیاہی بھی خشک نہیں ہوئی تھی۔ اس لیے اس نے ان حوثیوں کو آگے بڑھایا جو ولایتِ فقیہ کے حامی اور اس علاقے میں ایران کے ایجنڈے پر کام کرنے کے لیے پوری طرح تیار بیٹھے تھے۔ پھر اس طرح ایک مسلح بغاوت کا آغاز ہوا جس کی قیادت یہ حوثی کر رہے تھے اور ان سے تعاون سابق معزول صدر علی عبداللہ صالح اور اس کے ہم نوا سول اور عسکری مقتدر طبقہ کر رہا تھا۔ وہی حوثی جن سے علی عبداللہ صالح اپنی حکومت کے دوران میں چھ جنگیں لڑ چکا تھا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو مظاہرات میں اس کی حکومت گرانے کے لیے تحریکیوں کی حمایت میں پیش پیش تھے، یہاں تک کہ اس کی حکومت کو گرا کر انھوں نے چین کا سانس لیا، اب وہ ایک قانونی اور متفق علیہ حکومت کے خلاف اسی علی عبداللہ صالح کے آگے آگے چل رہے تھے۔

یمن کے موجودہ بحران میں بلاشبہہ علی عبداللہ صالح کے کردار کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا اور اگر اس کا تعاون نہ ہوتا تو شاید حوثی اتنی جرأت نہ کرتے، مگر جب انھیں موقع ملا تو نہ صرف وہ اپنے علاقوں سے نکل کر پورے یمن پر قبضہ جمانے کا خواب دیکھنے لگے، بلکہ جہاں جہاں ان کے قدم جمتے گئے انھوں نے علی عبداللہ صالح کی حامی فوجوں کو بھی اپنے ساتھ ملایا اور حکومتی اسلحے پر بھی قبضہ کرتے گئے۔ اس طرح زمین کے ساتھ ساتھ ملک کے اسلحہ ڈپو پر ان کی دسترس بڑھتی گئی اور پھر دھیرے دھیرے حالت یہاں تک پہنچی کہ یہ لوگ ملک کے بیشتر حصوں پر قابض ہو گئے۔ پورا یمن ان کے وحشیانہ مظالم سے کراہنے لگا اور دنیائے عرب سے مدد کی فریاد کرنے لگا جس کے نتیجے میں سعودیہ کی قیادت میں عرب ممالک کو ان پر حملہ کرنے کی ضرورت پیش آئی اور پھر موجودہ جنگی حالات سامنے آئے۔

یاد رہے یہ علی عبداللہ صالح وہی معزول صدر ہے جس پر سعودی عرب کے بڑے احسانات ہیں۔ حوثیوں کے ساتھ سبھی جنگوں میں سعودیہ نے اس کا ساتھ دیا اور آخری عوامی انقلاب کے موقع پر جب یہ شخص خودکش حملے کا شکار ہوا اور زندگی و موت کی کشمکش سے گزرنے لگا تو سعودی عرب نے بطورِ شاہی مہمان ریاض میں اس کا استقبال کیا اور اچھی طرح علاج معالجہ کروایا۔ شفایابی کے بعد اس نے خلیجی معاہدے پر دستخط کیے، لیکن وطن واپسی کے بعد یہ شخص آستین کا سانپ نکلا اور اپنی خباثت کا اظہار اس انداز میں کیا کہ انھی حوثیوں سے ہاتھ ملا لیا، جنھوں نے اسے تختِ حکومت سے گرایا تھا اور سعودی عرب ہی کو ڈسنے کا پورا پلان بنا لیا۔ اس چیز نے حوثیوں کو بھرپور فائدہ پہنچایا اور ایران جو زمانے سے حوثیوں کو نہ صرف ٹریننگ دیتا رہا ہے، بلکہ خطے میں اپنے توسیع پسندانہ عزائم کی تکمیل کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے ان کے ساتھ ہر طرح سے مالی اور عسکری تعاون کرتا رہا ہے، اس نے اس موقع کو انتہائی غنیمت جانا اور مکمل یمن پر بالادستی اور کنٹرول کا پلان بنا لیا۔

مشرقِ وسطی میں ایران کے ناپاک عزائم:

ویسے تو ایران کی شرانگیزیوں اور فتنہ پردازیوں کی فہرست بہت طویل ہے، لیکن ان میں ایک بات قدرِ مشترک ضرور ہے کہ تقریباً یہ ساری کی ساری شرانگیزیاں اور فتنہ پردازیاں صرف اسلامی ممالک اور بالخصوص عرب ممالک ہی میں نظر آتی ہیں۔ یمن کے بحران کو ایران کے ناپاک عزائم سے الگ کر کے دیکھنا ناانصافی کی بات ہوگی اور یہ قضیہ کبھی صحیح طور پر سمجھ میں نہیں آئے گا۔ جو لوگ مختلف اسباب کی بنا پر اس کو اس سے الگ کر کے دیکھتے ہیں وہ دراصل عمداً یا جہلاً خود کو اور لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔

جب 1979ء میں فرانس اور دیگر ممالک کی مدد سے ایران میں خمینی انقلاب آیا اور "ولایت فقیہ" کی نام نہاد اسلامی جمہوریت وجود میں آئی، وہیں سے یہ بات قانونی حیثیت اختیار کر گئی کہ ایران نہ صرف رافضیت کا قلعہ ہوگا اور یہاں ایک شیعی مذہبی حکومت کا قیام عمل میں لایا جائے گا، بلکہ خمینی نے تقریری وتحریری طور سے یہ بات بھی بالکل واضح کر دی تھی کہ یہ معاملہ یہیں تک نہیں رکے گا، بلکہ پوری کوشش کی جائے گی کہ ایران ہی عالمِ اسلام کا نمایندہ ہو اور یہی انقلابی نظریہ ہر اسلامی ملک میں درآمد کرنے اور بعد میں مختلف طریقوں سے وہاں تھوپنے کی کوشش کی جائے گی۔ چنانچہ اول روز سے اس خمینی زدہ ایران میں سنیوں کے لیے نہ صرف یہ کہ کچھ نہیں ہے، بلکہ وہاں جو وحشت و بربریت ان کے ساتھ مسلسل برتی جا رہی ہے وہ ایک الگ کہانی ہے۔ احواز کا سنی عربی علاقہ اور امارات کے تین جزیروں پر برسوں سے جاری ایرانی ناجائز قبضہ برقرار ہے اور احوازی سنیوں پر ایرانی مظالم پوری قوت کے ساتھ جاری ہیں۔ مظالم کی یہ داستان بے حد کربناک ہے، یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ عربی وسنی مسائل ہیں جسے اکثر لوگ جانتے ہی نہیں اور نہ ہی ان کے لیے علاقائی و عالمی میڈیا میں کوئی جگہ ہے، بلکہ ہمیشہ انھیں نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔

مرورِ ایام کے ساتھ خمینی حکومت مستحکم ہوتی گئی اور اپنے انقلابی نظریات اور سازشی افکار ملک سے باہر ایکسپورٹ کرنے لگی، جس کا واضح مقصد یہ تھا کہ پوری دنیا خصوصاً عالمِ اسلام میں رافضیت کا بول بالا ہو اور علاقے سے سنی حکمرانوں کا خاتمہ کر کے ان کے بدلے ایرانی سلطنت نواز حکمران لائے جائیں، تاکہ ایرانی ایجنڈوں اور ان کے پلان کو کامیاب بنایا جائے اور اس فارسی کسروی سلطنت کا احیا کیا جائے، جس کو مسلمانوں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ختم کر کے مجوسیوں کا تشخص ختم کر دیا تھا۔

اسی سازش کے نتیجے میں بعض عرب ممالک میں شیعہ اقلیتوں پر مبنی اپوزیشن کے نام پر سیاسی جماعتیں بنائی گئیں، جیسے عراق میں حزب دعوتِ اسلامی اور تحریکِ امل، لبنان میں حزب اللہ، بحرین میں اسلامک لبریشن فرنٹ اور جمعیۃ الوفاق اور بعد میں یمن میں حوثی رافضی تحریک۔ یہ جماعتیں ''قم'' کے ملاؤں کے احکام پر خطے میں ایجنٹ کا کام کرنے لگیں اور ساتھ ساتھ عام مسلمانوں کی ہمدردی پانے کے لیے امریکہ اور اسرائیل سے دشمنی کا ڈھونگ بھی رچاتی رہیں۔ ادھر خمینی حکومت اپنے ناپاک منصوبوں کی تکمیل کے لیے یہود و نصاریٰ کی سانٹھ گانٹھ سے ان جماعتوں کی مسلسل مالی وعسکری تائید کرتی رہی، یہاں تک کہ دیکھتے ہی دیکھتے یہ تنظیمیں اپنی حکومتوں کی جڑوں پر قابض ہوگئیں اور اسی طرح پورے خطۂ عرب کے لیے چوطرفہ خطرہ بن گئیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ صدام حسین کی قیادت میں عراق کی سنی حکومت ایران کے مذموم عزائم کی تکمیل میں سب سے بڑی ڈھال تھی، مگر یہود و نصاری کی سازش اور صدام حسین کی پے در پے غلطیوں نے عراق کا نہ صرف ستیاناس کر دیا، بلکہ مغربی و ایرانی سازش سے عراق جیسے طاقتور ملک کو سنیوں سے چھین کر رافضیت کے حوالے کر دیا گیا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہاں سے پھر وہ کہانیاں شروع ہوئیں جنھوں نے رافضیت کے ناپاک عزائم سے سارے پردے اٹھا دیے۔

عراق میں عراقی ملیشیات اور ایرانی فوجیوں نے وہ مظالم ڈھائے جو انسانیت سوز اور دل دہلا دینے والے ہیں اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ ایران کی یہ بڑی دیرینہ خواہش تھی جو امریکہ نے پوری کر دی کہ عراق کو اس کے سپرد کر دیا اور پھر ایران نے اس پر اپنا تسلط مضبوط کرنے اور وہاں کے سنیوں سے انتقام لینے کا کوئی لمحہ ضائع نہیں کیا۔ ایرانی کرنیل جرنیل اور وہاں کے فوجی براہِ راست سنیوں کے خلاف آپریشن میں شریک ہیں۔ سنی علما، انجینئرز، سائنسدانوں اور ان کے نمایاں لیڈروں کو چن چن کر قتل کیا گیا اور جو کسی طرح بچے وہ بھاگ نکلے۔ وہ علاقے جو سنی اکثریت رکھتے ہیں، وہاں کی رافضی حکومت ایران کے تعاون سے ان کو پوری طرح مٹانے پر تلی ہوئی ہے۔

وہاں کے سنیوں کے حالات سن کر کلیجہ منہ کو آتا ہے اور رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور یقین نہیں آتا کہ یہ وہی عراق ہے جو ایک زمانے تک سنیوں کا قلعہ رہا ہے اور ابھی ماضی قریب تک یہاں سنیوں کا جلوہ تھا اور وہ شیعی ہم وطنوں کے ساتھ نہایت امن وسکون سے زندگی بسر کر رہے تھے۔ اس طرح ایران نے نہ صرف عراق کے سنیوں کا ہر میدان سے لسٹ بنا بنا کر صفایا کیا، بلکہ اس پر پوری طرح اپنا خونی پنجہ گاڑ دیا اور ایرانی استبداد وتصرف اور عمل دخل یہاں تک پہنچ گیا کہ وہاں کے شیعی وزیراعظم کو کہنا پڑا کہ ایران ہماری سیادت کا خیال کرے اور حد سے زیادہ ہمارے معاملات میں دخل اندازی نہ کرے۔ مگر ایران ایران ہے، اس کے فوجی وہاں ایسے گھومتے اور کارروائیاں کرتے ہیں، جیسے وہ ان کا اپنا ملک ہو اور حالات ایسے ہیں کہ آج ایران عراق کے معاملے میں پوری طرح دخیل بن کر وہاں کے سنیوں پر مظالم کے پہاڑ توڑ رہا ہے اور وہ علاقے جہاں سنیوں کی اکثریت ہے، نہایت منظم انداز میں حکومت کے ساتھ مل کر اور شیعی عوام میں اپنے فوجیوں اور سیکورٹی اہلکاروں کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

داخل کر کے ان کی اینٹ سے اینٹ بجا رہا ہے، تاکہ پھر عراق میں کبھی سنت اور سنیوں کا بول بالا نہ ہو سکے۔

پھر جب شام کی رافضی نصیری حکومت کے مظالم سے تنگ آ کر وہاں موجود 95 فیصد سنی اس رافضی اور علوی نصیری حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے جو وہاں کی کل آبادی کا 5 فیصد بھی نہیں ہیں اور بالکل قریب تھا کہ اس صدی کے ظالم و جابر بشار سے وہ نجات پا جائیں تو اس رافضی اور نصیری حکومت کی مدد کے لیے ایران پہنچ گیا اور سنیوں کا وہ قتلِ عالم ہوا، جسے تاریخ انسانی نے بہت ہی کم دیکھا ہے۔

ایرانی فوجی وہاں کے مشہور ترین جرنیل کی قیادت میں قتلِ عام مچا رہے ہیں۔ اب تک دو لاکھ سے زائد سنی وہاں قتل کیے جا چکے ہیں اور ایران بکمال مکر و عیاری یہ کام حکومتِ وقت کے ساتھ مل کر انجام دے رہا ہے، بلکہ حقیقی معنوں میں اس وقت شام پر ایران کی حکومت ہے۔ مشہور ایرانی جرنیل قاسم سلیمانی اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ وہاں موجود سنیوں کے قتلِ عام سے لطف اندوز ہو رہا ہے!

ان دونوں ملکوں میں سنیوں کے قتلِ عام میں لبنان کی مشہور دہشت گرد تنظیم حزب اللہ نے بخوبی ساتھ نبھایا ہے اور نبھا رہی ہے۔ ماضی میں جس طرح شام کی نصیری حکومت کے ساتھ مل کر حزب اللہ نے لبنان میں نمایاں سنی قیادت کا قتل کرایا، آج اسی طرح عراق و شام میں یہ دہشت گرد رافضی تنظیم ایرانی فوجیوں اور وہاں کے سیکورٹی افسران کے ساتھ مل کر سنیوں کے قتلِ عام میں مشغول ہے اور علاقے میں ایرانی عزائم کی تکمیل میں پورا پورا کردار ادا کر رہی ہے۔

اگر کسی کو رافضی مذہب کی نجاست اور گندگی کو دیکھنا ہو تو وہ نجف اور کربلا کے مزارات اور وہاں انجام پانے والے اعمال دیکھ لے اور اگر اس کا حقیقی مکروہ چہرہ اور رافضیوں کے دلوں میں عربوں اور سنیوں کے لیے چھپا بغض دیکھنا ہو تو وہ عراق و شام میں ایرانی کردار

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دیکھ لے۔ظلم و بربریت اور حیوانیت کا جو ننگا ناچ انھوں نے وہاں ناچا ہے، تاریخ میں اس کی مثالیں شاید ہی ملیں۔ اس طرح آپ غور کریں تو لبنان عراق اور سوریا میں ایرانی نفوذ انتہائی بڑھ چکا ہے، بلکہ عراق اور سوریا تو اس وقت پوری طرح ایران کے چنگل میں ہیں اور لبنان کی کمزور حکومت حزب اللہ کے شر کے آگے تنگ، بے بس اور پریشان ہے۔

یمن میں سعودی آپریشن کے اسباب وحقائق:

ولایتِ فقیہ، جس پر ایران کی نام نہاد جمہوری حکومت قائم ہے، کا حقیقی وجود مشرقِ وسطیٰ پر ایرانی قبضہ وتسلط کے بغیر نامکمل ہوگا اور عرب ممالک پر قبضہ کیے بغیر اس عظیم کسروی فارسی حکومت کا احیا ناقص ترین تصور کیا جائے گا جو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی قیادت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں ٹوٹ کر بکھر گیا تھا اور جب تک بلادِ حرمین پر یہ رافضی غالب آ کر وہاں کی سنی حکومت کو برخواست کر کے وہاں اپنا مجوسی جھنڈا نہ گاڑ دیں ان کا وہ خواب کبھی پورا نہ ہوگا، جو خمینی نے اس فارسی حکومت کے لیے دیکھا تھا اور جس کی تعبیر مکہ اور مدینہ پر قبضہ کے بغیر پوری نہ ہوگی۔

یہ بات نہ صرف ایرانی اعلیٰ اہل کاروں کی زبان سے وقتاً فوقتاً نکلتی رہتی ہے، بلکہ ان کی مستند کتابوں میں یہ درج ہے کہ جب تک ہم مکہ اور مدینہ پر قبضہ کر کے وہاں اپنی حکومت نہ قائم کر لیں گے، تب تک ولایتِ فقیہ کا تصور ناقص اور اس کسروی فارسی حکومت کے احیا وتکمیل کا مرحلہ ناتمام تصور کیا جائے گا، بلکہ ۔نعوذ باللہ۔ان کی مستند ترین کتاب ''حق الیقین'' میں اس کی صراحت موجود ہے کہ ہم ایک دن مکہ اور مدینہ پر قبضہ کریں گے اور آپ کے پڑوس میں موجود دونوں بڈھوں یعنی ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کو ان کی قبروں سے نکال کر پھانسی دیں گے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کی قبر سے نکال کر ان پر حد نافذ کریں گے۔(نعوذ باللہ من ذلك)اس طرح کی گندگیوں سے ان کی کتابیں بھری پڑی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں اورسینوں سے بغض، نفرت اور عداوت ان کی رگ رگ میں لہو بن کر دوڑ رہی ہے۔

چنانچہ یہ جب بھی موقع پاتے ہیں ان کے ساتھ درندگی اور بربریت کا ثبوت دیتے ہیں، یہی ان کا ماضی ہے اور یہی ان کا حال اور مستقبل میں بھی یہی کچھ ہوتا رہے گا۔ یہ چیزیں ان کے عقیدے میں داخل ہیں اور ان کے رہبرانِ اعلیٰ کھلم کھلا اس کا اظہار کرتے رہتے ہیں کہ عرب پر ہمیں قبضہ کرنا ہے اور حرمین ہمارا سب سے اہم نشانہ ہے۔ اس ہدف کی تکمیل کے لیے وہ پوری طرح سرگرم ہیں اور ایک منظّم پلان کے تحت اپنی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ مشرقِ وسطیٰ کے حالات اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ ایران کا اصل ہدف عرب ممالک اور حرمین شریفین ہیں، یہی چیز ان کی کتابوں میں موجود ہے اور یہی باتیں ان کے اعلیٰ ترین رہبران بھی کہتے ہیں۔ باقی اسرائیل اور امریکہ دشمنی ایک ڈھونگ اور عالمِ اسلام کو دھوکا دینے کا ایک طریقہ ہے۔

ابھی چند دنوں پہلے جب صنعا پر حوثیوں کا قبضہ ہوا تو ایک اعلیٰ ایرانی اہل کار نے بالکل صراحت کے ساتھ یہ بات کہی کہ تین عربی راجدھانیوں، یعنی بغداد، دمشق اور صنعا پر ہمارا قبضہ ہو چکا ہے اور ہمارا اگلا نشانہ سعودی عرب اور حرمین شریفین ہے، بلکہ بغداد کو تو بعض ایرانی اہل کاروں نے ایران کی حقیقی راجدھانی قرار دیا اور یہ بات صراحت کے ساتھ کہی کہ بغداد ہماری قدیم راجدھانی ہے اور اس کے بغیر عظیم فارسی کسروی سلطنت کا تصور ناقص ہے۔ یہ باتیں ریکارڈ پر موجود ہیں، مگر جب ضمیر مرجائے اور حیا ختم ہو جائے، نیز دینی شعور جاتا رہے تو پھر یہ سب مسائل چھوٹے نظر آتے ہیں۔

یمن میں ایران زمانے سے مشغول ہے۔ حوثیوں کی شکل میں اس کو وہاں زبردست آلہ کار ملا اور بدر الدین حوثی کے ایران جانے کے بعد سے ایران نے حوثیوں پر پوری توجہ دی، ان کے بچے سالانہ کے حساب سے وہاں تعلیم حاصل کرنے بلکہ پکے رافضی بننے جانے لگے، ان کی ایران اور لبنان میں حزب اللہ کے زیرِ نگرانی عسکری ٹریننگ ہونے لگی، ان کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلحے فراہم کیے گئے اور اس طرح یہ یمن میں ٹھیک اسی طرح ابھر کر سامنے آنے لگے، جس طرح لبنان میں حزب اللہ کی حیثیت ہے، ارادہ یہ تھا کہ انھیں عسکری اعتبار سے مضبوط ترین بنایا جائے اور پھر انھیں وہاں کی سیاست میں اچھی طرح دخیل بنا کر یمن میں دوسرا حزب اللہ تیار کر دیا جائے، جو نہ صرف عسکری قوت کا مالک ہو، بلکہ سیاست میں اثر ورسوخ رکھنے کی بنا پر اس کو کوئی بڑا نقصان نہ پہنچایا جا سکے۔ اس میں ایران کو بڑی حد تک کامیابی بھی ملی اور یہ تنظیم انصار اللہ کے نام سے یمن میں ایک پہچان بنانے میں کامیاب ہوگئی۔ صعدہ (یمن کا ایک شہر) پر ان کا مکمل تسلط ہو گیا۔ حاکمِ وقت علی عبداللہ صالح سے انھوں نے چھے جنگیں لڑیں اور اپنا وجود برقرار رکھا، کیوں کہ ایران اور حزب اللہ ان کے ساتھ تھے، نہ انھیں اسلحوں کی کمی تھی نہ ڈکٹیشن اور راہنمائی کی۔

ابتدا میں ایران اور حزب اللہ کی پلاننگ تھی کہ حزب اللہ کی طرح یمن میں ایک مضبوط سیاسی اور عسکری ونگ بنائی جائے جس کا صعدہ اور اس سے متصل ساحلی علاقوں پر مکمل کنٹرول ہو اور آیندہ وہ علاقے میں ایران کے مفادات کا تحفظ کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے توسیع پسندانہ عزائم کی تکمیل میں بھرپور کردار نبھائے۔

مگر جب علی عبداللہ صالح کے خلاف ان کے تعاون سے تحریکیوں کی بغاوت کامیاب ہوئی اور یہ ابھر کر سامنے آئے تو ان کے حوصلے بڑھنے لگے، خاص طور سے اس لیے بھی کہ ان کے پاس عسکری قوت اور ایرانی اسلحے تھے اور تحریکی احمق نہتے۔ ظاہر ہے قوت کے سامنے کس کا زور چلتا ہے، چنانچہ نتیجہ یہ نکلا کہ ایران پورے یمن پر قبضے کا خواب دیکھنے لگا اور اسے یہ لگنے لگا کہ اگر مزید محنت کی جائے تو یہاں بھی عراق اور سوریا کی طرح اس کا کنٹرول بحال ہو جائے گا۔ مزید سونے پر سہاگا یہ ہوا کہ خلیجی کونسل کے اتفاق کے بعد علی عبداللہ صالح کو معزول کر کے منصور ہادی کو یمن کا صدر بنایا گیا تھا، جس پر علی عبداللہ صالح بادل ناخواستہ تیار ہوا تھا، اس نے اندر سے حوثیوں کو سپورٹ کر کے ہادی کے خلاف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بغاوت کرا دی اور انھیں بھر پور تعاون دیا۔

اس کا پلان یہ تھا کہ ان کو استعمال کر کے منصور ہادی کی حکومت برخواست کی جائے اور پھر دوبارہ وہ یا اس کا بیٹا حکومت میں آ جائے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ سول اور عسکری اداروں میں موجود علی عبداللہ صالح کے ہم نواؤں نے حوثیوں کا بھر پور ساتھ دیا اور پھر حوثیوں نے ایرانی قیادت کی بنفسِ نفیس راہنمائی میں یمن میں وہی کھیل کھیلنا شروع کیا، جو ایران نے عراق وشام میں کھیلا ہے اور کھیل رہا ہے۔ سنیوں کا قتلِ عام، ان کی مسجدوں کی مسماری، ان کے مدارس کی تباہی، ان کے دینی مراکز کی امام باڑوں میں تبدیلی، غرضیکہ وہی سب کچھ جو عراق وشام کے سنیوں کے ساتھ کیا گیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ یمن کی راجدھانی صنعا حوثی باغیوں کے کنٹرول میں آ گیا۔

جب صنعا حوثیوں کے کنٹرول میں آ گیا تو پھر ایران اور حزب اللہ کا اصل پلان کھل کر سامنے آ گیا۔ یومیہ کے حساب سے ایران سے اسلحوں کی کھلم کھلا ترسیل ہونے لگی اور روزانہ کم از کم دو فلائٹیں صرف اسی کے لیے مختص کر دی گئیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ یمن میں سعودی سرحدوں پر بڑے بڑے اسلحہ ڈپو بنائے جانے لگے اور اگلا فیصلہ کن قدم اٹھانے کے لیے جدید ترین ہتھیاروں کا زبردست ذخیرہ جمع کیا جانے لگا، ان میں سے بعض اسلحہ ڈپو ایسے بھی تھے جو چار چار پانچ پانچ کلومیٹر پر محیط تھے۔ پلان یہ تھا کہ یمن کی روح عدن پر قبضہ مکمل ہوتے ہی سعودی سرحدوں کی طرف مارچ کر دیا جائے گا اور پھر وہ حقیقی جنگ شروع ہو گی جو ایران کے اصل ہدف کو پورا کرنے میں مدد و معاون ثابت ہو گی۔ ایک طرف ایران کی یہ تیاری زور وشور سے جاری تھی تو دوسری طرف ایرانی اعلیٰ اہل کاروں کے خطرناک دھمکی آمیز بیانات میڈیا کی زینت بنے ہوئے تھے۔ کوئی پورے عرب پر قبضہ کرنے کی بات کر رہا تھا تو کوئی تین عربی راجدھانیوں کے بعد سعودی عرب کا نمبر آنے کی پیشین گوئی کر رہا تھا، کوئی کھوئی ہوئی عظیم فارسی کسروی حکومت کو دوبارہ قائم کرنے کی بات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر رہا تھا تو کوئی اگلے سال مکہ میں حج کرنے کی بات کر رہا تھا۔

ظاہر ہے سعودی عرب ان حالات سے غافل نہ تھا، حالات کی سنگینی کا اسے پوری طرح احساس تھا، لیکن چونکہ سعودی عرب کا مزاج جنگ و جدال سے بہت دور ہے، اس لیے انھوں نے پوری کوشش کی کہ معاملہ بات چیت سے حل ہو جائے اور جنگ کی نوبت نہ آئے، چنانچہ ہر طرح سے اس کے لیے کوششیں کی گئیں۔ اس خلیجی معاہدے کا حوالہ دیا گیا جس کے نتیجے میں تمام یمنی قبائل اور سیاست دانوں کی رضا مندی سے یمن کے بحران کو ختم کر کے ایک نئی حکومت کا قیام عمل میں لایا گیا تھا مگر ع

بگڑتی ہے جس وقت ظالم کی نیت
نہیں کام آتی دلیل اور حجت

چنانچہ بجائے اس کے کہ عہد و پیمان کی پاسداری کی جائے اور یمن کی تعمیر میں مثبت کردار ادا کیا جائے، ہر طلب اور دہائی کا جواب انتہائی کبر ونخوت اور تکبر سے دیا گیا اور متفقہ قانونی حکومت کا تعاون کرنے کے بجائے اس کو صنعا سے بے دخل کر دیا گیا، بڑے بڑے حکومتی اہل کاروں کو گرفتار کر کے جیل کی سلاخوں کے پیچھے ڈال دیا گیا اور جب یمنی صدر نے بھاگ کر صنعا سے عدن آ کر وہاں سے نظامِ حکومت چلانے کی کوشش کی تو عدن کی طرف پیش قدمی کی گئی۔ چنانچہ یمنی صدر نے مجبور ہو کر خلیجی کونسل سے مدد کی آواز لگائی اور قانونی حکومت کے تعاون کے لیے ان کو بھرپور کردار ادا کرنے کے لیے کہا۔ حالت یہ تھی کہ باغی عدن کے دروازے پر آن پہنچے تھے اور یمنی صدر فرار ہو کر ریاض پہنچ چکے تھے اور اپنے دوستوں کو مدد کے لیے پکار رہے تھے۔

ایک طرف یمنی قانونی صدر کی تعاون کی درخواست، دوسری طرف سعودی سرحدوں پر ہتھیاروں کی ذخیرہ اندوزی، معاملات حد سے تجاوز کر رہے تھے اور امن کی ہر کوشش ناکام ثابت ہو رہی تھی اور یہ بالکل منطقی بات تھی، کیوں کہ حوثی باغی ایران کے تعاون سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس مقام پر پہنچ چکے تھے جہاں سے انھیں پورے یمن کی حکومت صاف نظر آ رہی تھی۔ ظاہر ہے جب پورا یمن مل رہا ہو تو پیچھے ہٹنے کا کیا مطلب؟ پھر ایران کا اصل مقصد تو پورے یمن پر کنٹرول کرنے ہی سے صحیح طریقے سے حاصل ہونے والا تھا۔ ایسی صورت میں بھلا حوثی کیسے صلح صفائی پر راضی ہوتے؟ وہ تو عدن پر قبضہ کرنے کے بعد پورے یمن پر اپنے کنٹرول اور اپنی حکومت کا باضابطہ اعلان کر کے سب پر فرض کرنا چاہتے تھے۔ لہٰذا انھوں نے کسی کی نہ سنی اور ایسا لگنے لگا کہ بس دو چار دنوں کی بات ہے حوثی عدن پر قبضہ کر کے معزول صدر علی عبداللہ صالح کے ساتھ پورے یمن کے مالک بن جائیں گے۔

بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اگر ایسا ہو جاتا تو یمن میں نہ علی عبداللہ صالح کا کچھ بچتا، نہ کسی اور کا، بلکہ وہاں صرف اور صرف ایران حزب اللہ اور حوثی نظر آتے اور جو حال آج شام کا ہے، وہی اس کا بھی ہوتا، کیوں کہ بڑے بڑے اسلحے کے حکومتی ذخائر ان کے قبضے میں آ چکے تھے، ایران سے اسلحوں کی ترسیل جاری تھی، ایرانی اور حزب اللاتی افسران کا نزول یمن میں پوری قوت کے ساتھ شروع ہو چکا تھا اور پلان کے اگلے حصے پر عمل کرنے کے لیے پوری تیاری مکمل ہو چکی تھی۔

ایسے حالات میں یا تو سعودی عرب یمنی صدر اور وہاں کی قانونی حکومت کی صدا پر کان نہ دھرتا اور انھیں ایرانی مجوسیوں اور ان کے ایجنٹوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیتا اور اپنی باری کے آنے کا انتظار کرتا، حرمین شریفین کے تقدس کو خطرے میں ڈالتا اور اس منحوس جنگ کے لیے تیار ہو جاتا جو آنے والے دنوں میں اس کے دروازے پر دستک دینے والی تھی، یا پھر یمنی صدر کی آواز پر لبیک کہہ کر یمن کو اس مجوسی فتنے سے نکالتا اور اپنی سرحدوں کی حفاظت کو یقینی بناتا اور حرمین شریفین کو کسی آنے والے فتنے سے محفوظ کرتا، اس طرح ان نجس فارسی توسیع پسندانہ عزائم کے راستے میں حائل ہوتا جو لبنان و عراق اور شام میں ہوتا ہوا یمن کے راستے سعودی عرب کو اپنی گرفت میں لینے کے لیے پرعزم تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کچھ ایسے بھی حقائق سامنے آئے ہیں، جس سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان حوثی وحشیوں کے منصوبے کتنے ناپاک تھے اور حزب اللات کے خفیہ عناصر کس طرح اس انقلابی سازش کو رچنے میں پیش پیش تھے اور ایران کس طرح ان کی ریل پیل کے ساتھ عسکری مدد کر رہا تھا، وسیع پیمانے پر مہلک ہتھیاروں کے ذخائر، کثیر تعداد میں بڑے بڑے فوجی ٹریننگ کیمپس، غریب و لاچار بچوں کا جنگی جرائم کے لیے استحصال اور اریٹریا میں اسرائیل وایران کے تعاون سے ان کے لیے تربیت گاہ کا قیام، انقلاب کے بعد طہران وصنعا کے درمیان روزانہ اسلحوں اور فوجی افسران سے بھری پروازیں، بیلیسٹک میزائلوں کا رخ مقدس سرزمینِ حرمین کی طرف کرنا، سعودی عرب کی جنوبی سرحد پر بارودوں سے بھری سرنگیں بنانا، دورانِ جنگ میں رہایشی عمارتوں، عام یمنی شہریوں اور انسانی وطبی امداد کے قافلوں پر اندھا دھند گولہ باری، مدرسوں، اسپتالوں اور تفریح گاہوں کو فوجی چھاؤنی اور ہتھیاروں کے مخزن (گودام) میں تبدیل کرنا وغیرہ۔

آخر یہ سارے مذکورہ بالا امور کس بات پر دلالت کرتے ہیں؟ کیا یہ صحیح نہیں کہ یہ رافضی شام وعراق کی طرح یمن کو بھی جہنم بنانا چاہتے تھے؟ اور کیا ان کے پڑوس میں سعودیوں کے علاوہ کوئی اور بھی رہتا بستا ہے؟ اور کیا یہ اسی وحشیانہ انداز میں یمن کی تعمیر وترقی کرنا چاہتے تھے؟ ایسی صورت میں یہ اندازہ لگانا قطعاً مشکل نہیں کہ اگر بروقت سعودی عرب کی جانب سے یہ فیصلہ کن طوفان نہ آیا ہوتا تو یمن اور اس خطے کا کیا حال ہوتا!

ماضی قریب میں حوثیوں کا جو کردار رہا ہے وہ بھی انتہائی تشویشناک ہے، سعودی عرب کئی برسوں سے ان کی شرانگیزی اور دراندازی سے پریشان رہا ہے۔ سرحد پار ہتھیاروں کی اسمگلنگ، نشہ آور اشیا کی برآمدات اور متعدد دہشت گردانہ کارروائیوں کے پیچھے اسی تنظیم کا ہاتھ تھا، جس سے سعودیہ کی امن وسلامتی کو برابر خطرہ لاحق ہے۔ نومبر 2009ء میں بات یہاں تک پہنچ گئی کہ سعودی عرب کو ان سے جنگ کرنے کی ضرورت پیش آ گئی، جب اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تنظیم کے جنگجو سرحد پار کر کے سعودی حدود میں گھس آئے اور بعض علاقوں اور چوکیوں پر انھوں نے ناجائز قبضہ کر لیا، تو سعودی عرب کو ان کے خلاف فوج کشی کرنا پڑی، بالآخر دو مہینے کی مسلسل جنگ کے بعد ان کا قلع قمع کیا گیا، 1500 سے زائد ان کے دہشت گرد مارے گئے، سعودی فوج کے نوجوان بھی شہید ہوئے، بالآخر ان کے خبیث رہنما نے ہار تسلیم کی اور جنگ بندی کا اعلان کیا، لیکن اس کے بعد بھی ان کی جارحیت اور سازش ختم نہ ہوئی۔

اس دوران میں جہاں تک امریکہ اور مغربی ممالک کا حال ہے تو وہ بظاہر عربوں کی ہمدردی کا دم بھرتے ہیں، لیکن خفیہ طور پر ایران کے ناپاک عزائم کی تکمیل میں برابر کے شریک رہتے ہیں۔ بعینہ اسی طرح ایران بھی اسرائیل و امریکہ سے دشمنی کا ڈھونگ کرتا ہے اور اندر سے انہی کے ساتھ خفیہ معاہدات بھی۔ مظلوموں کے حقوق و ہمدردی کی بات کرتا ہے اور خود اس کی اپنی ہی سرزمین پر 17 فیصد سنی عوام مظلومیت کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ ایرانی پارلیمنٹ میں ان کی کوئی نمایندگی نہیں، اور انسانیت کے ادنیٰ حقوق سے بھی محروم ہیں اور پھر لبنان، عراق، شام و یمن میں ان کی قتل و غارت گری اور عرب ملکوں میں ان کی شرانگیزی بھی بھرپور طریقے سے جاری ہے۔

نفاق اور دو رخی پالیسی کوئی ان گوروں سے سیکھے۔ لاکھوں مسلمانوں کی جان کی انھیں کوئی پروا نہیں، لیکن ان کا ایک کتا بھی مر جائے تو پوری دنیا سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ ایک طرف ایران سے عداوت کا اظہار، دوسری طرف اسی سے نیوکلیر ڈیل بھی کرتے ہیں۔ سنی جماعتیں اپنی جان، مال اور عزت کا دفاع کریں تو دہشت گرد اور شیعہ تنظیمیں مسلح ہو کر میدان میں لڑیں، قتل و خون ریزی کا ننگا ناچ ناچیں، پھر بھی ان کا شمار حزبِ اختلاف کے زمرے میں ہوتا ہے اور ان سے بات چیت کا ذریعہ ہی مسئلے کا حل سمجھا جاتا ہے۔ یہ ہے مغربی نظامِ عدل و انصاف!

ان پر آشوب حالات میں ایرانی نفوذ کی رفتار کو روکنا بے حد ضروری تھا، جو لبنان،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شام وعراق کے بعد یمن کو اپنی زد میں لینے والا تھا اور ادھر اس حالیہ مصیبت میں اہلِ یمن کی مدد کرنا اور انھیں حوثیوں کے خونی پنجوں سے آزاد کرانا بھی لازم تھا۔ یہ ذمے داری دراصل عربوں کی تھی، کیوں کہ یمن جزیرۂ عرب کا ایک بنیادی حصہ ہے، سعودی عرب اور خلیجی ممالک کا اہم پڑوسی ہے، ہزاروں برس سے ان کے باہمی گہرے تعلقات ہیں، آپسی قدیم تاریخی خاندانی روابط ہیں، خاص کر سعودی عرب نے ہر موڑ پر یمن اور اہلِ یمن کی مدد کی ہے، ہمیشہ ہر مصیبت میں ان کا ساتھ دیا ہے، یمن کی تعمیر و ترقی کے لیے اربوں کھربوں ریال کا مالی و عسکری تعاون پیش کیا ہے، لاکھوں کی تعداد میں یمنی سعودی عرب اور خلیجی ممالک میں برسرِ روزگار ہیں، غرضیکہ دونوں ملکوں کے بیچ ایسا قدیم اور گہرا رشتہ ہے، جسے نظر انداز کرنا کسی صورت ممکن نہیں۔

یہی وہ حالات تھے جن سے مجبور ہو کر سعودی عرب نے ''عاصفة الحزم'' نامی آپریشن شروع کیا، جس کی قانونی حیثیت اتنی ٹھوس تھی کہ چند ایک کو چھوڑ کر دنیا کے تقریباً تمام ممالک نے اس کی نہ صرف تائید کی، بلکہ اقوامِ متحدہ اور یورپی یونین دونوں نے اس کے حق میں فیصلے دیے۔ یہ آپریشن 26 مارچ کو شروع ہو کر 21 اپریل کی شام کو ختم ہو گیا اور پھر 21 اپریل سے ''إعادة الأمل'' نامی دوسرا آپریشن شروع کیا جو عسکری سے زیادہ سیاسی اور تعمیری ہو گا، البتہ فوجی آپریشن کا آپشن کھلا رہے گا، تاکہ باغیوں کی حسبِ ضرورت سرکوبی کی جا سکے۔

اسی یمنی بحران کا سب سے مضحکہ خیز پہلو یہ ہے کہ ایران تمام تر مداخلتوں اور فتنہ انگیزیوں کے باوجود کسی طرح کی بھی مداخلت سے انکاری ہے اور حسبِ عادت وفطرت اپنی دائمی بے حیائی کا جیتا جاگتا نمونہ پیش کر رہا ہے، گویا وہ یہ کہہ رہا ہے کہ جس طرح شام اور عراق میں کوئی میرا عمل دخل نہیں ہے، ایسے ہی یمن کے بحران میں بھی میرا کوئی کردار نہیں ہے۔ یہ بات وہ پوری قوت سے کہتا رہا ہے اور ابھی تک کہہ رہا ہے۔ ''إذا لم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تستحی فاصنع ما شئت“

مگر ایک عام آدمی بھی یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ جب ایران کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے اور نہ وہ حوثیوں کی کوئی مدد کر رہا ہے اور نہ ہی اس کا ان سے کچھ لینا دینا ہے تو پھر عاصفۃ الحزم کے شروع ہونے پر ایران اور اس کے لاؤڈ اسپیکر حسن نصر اللہ حزب اللاتی کا اتنا شور شرابا کیوں؟ آخر جب سعودی عرب اپنے پڑوسی ملک میں ایک قانونی حکومت کی عسکری مدد کرنے لگا تو ایران کے پیٹ میں اتنا درد کیوں اٹھا اور یہ چیخ پکار اور شور شرابا کیوں مچایا جانے لگا؟ بلکہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ منت و سماجت کے بعد سعودی عرب پر حملے تک کی دھمکی دی جانے لگی اور ایرانی بحری بیڑوں کو یمن کی طرف روانہ کر دیا گیا۔

درحقیقت یہی اس بحران کا بیت القصید (حاصلِ غزل) اور اس پورے قصے میں محلِ شاہد ہے اور یہی اس آپریشن کا سب سے بڑا فائدہ بھی ہے کہ اس نے ایران کو بالکل ننگا کر کے رکھ دیا اور ایک عام آدمی بھی یہ سمجھ گیا کہ اس بحران اور بغاوت کے پیچھے ایران کا کیا کردار ہے اور آگے ولایت الفقیہ کا عقیدہ کیا گل کھلانے کا ارادہ رکھتا ہے؟

ایک طرف ایران اور حزب اللہ شام کے قصاب بشار کی کھلم کھلا حمایت کر رہے ہیں اور عراق میں حکومت کی مدد کے نام پر سنیوں کا قتلِ عام کر رہے ہیں اور بقول ان کے عراق و شام میں وہ باغیوں کے خلاف حکومتِ وقت کی مدد کر رہے ہیں، دوسری طرف یمن کی شرعی و قانونی حکومت کے خلاف حوثیوں کی بھرپور عسکری مدد اور اپنے فوجی افسران کے ذریعے ان کی بھرپور رہنمائی بھی کر رہے ہیں۔ بلاشبہہ عاصفۃ الحزم نے اس نفاق کو اچھی طرح چاک کیا ہے اور اگرچہ اہلِ بصیرت اس بات کو پہلے سے بہت اچھی طرح جانتے ہیں، مگر اس آپریشن نے ایک عام آدمی پر بھی ان کی حقیقت کھول کر رکھ دی ہے کہ لبنان و عراق اور شام و یمن ہر جگہ ایران کا مقصد صرف ایک ہے، اور وہ یہ کہ رافضیوں کی بھرپور مدد کی جائے، انھیں سنیوں پر غلبہ دلایا جائے اور انھیں اپنا آلہ کار بنا کر ان کے ذریعے ان کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ملکوں پر سیاسی کنٹرول حاصل کیا جائے، تاکہ انھیں اپنے مذموم مقاصد اور ناپاک اہداف کو پورا کرنے کے لیے پوری طرح استعمال کیا جا سکے۔

یہی چیز جب انھوں نے یمن میں کرنا چاہی اور ایسا لگنے لگا کہ بس اب تب کی بات ہے اور یمن بھی شام بننے کو ہے، ایسے وقت میں عاصفۃ الحزم نے ان کے خوابوں کا سارا محل نہ صرف ڈھا دیا، بلکہ وہ قیمتی اور جدید اسلحے جو انھوں نے سعودی عرب کے لیے سرحدوں پر جمع کیے تھے، آناً فاناً اس کو راکھ کے ڈھیر میں تبدیل کر دیا گیا اور پھر تقریباً 25 دنوں کے آپریشن میں حوثی باغیوں کی کمر توڑ کر رکھ دی گئی۔ ظاہر ہے ایسے میں جب ایران اور حزب اللہ نہیں چلائیں گے تو کون چلائے گا؟ اصل پلان تو انھی کا ناکام ہوا ہے، اصل پیسہ تو انھوں نے لگایا تھا، اسلحے تو ان کے تباہ ہوئے ہیں، حوثیوں کی شکل میں اصل تو ان کے کارندے مارے گئے ہیں، خواب تو ان کے چکنا چور ہوئے ہیں، یمن پر قبضے کا خواب، اس کو شام وعراق بنانے کا خواب، سعودی عرب پر حملہ کرنے اور حرمین شریفین پر قبضہ کرنے کا خواب، یہ سارے خواب پل بھر میں سراب ثابت ہو گئے، تو پھر ایسی حالت میں چلائے گا کون؟

ظاہر ہے مار جتنی سخت ہوتی ہے، چلاہٹ بھی اسی قدر زیادہ ہوتی ہے، چنانچہ جس جس کو مار پڑ رہی تھی اور پڑ رہی ہے وہ چلا بھی رہا ہے، ورنہ سعودی عرب اور یمن پڑوسی ہیں، دونوں عربی ممالک ہیں، خون ایک، اصل ایک ہے، زمانے سے سدا بہار تعلقات ہیں، ایک پڑوسی کے گھر میں بغاوت ہوئی ہے، دوسرا پڑوسی مدد کر رہا ہے، اس میں فارسی ایران اور مجوسی حزب اللات کا کیا عمل دخل؟ اور ان کا اس قضیے سے کیا سروکار؟ اور اگر بزعمِ خویش ظلم ہی کے خلاف بولنا ہے تو شام میں کیا ہو رہا ہے؟ عراق میں کیا ہو رہا ہے؟ وہاں خاموشی کیوں؟ بلکہ ظالم کی بھرپور مدد اور سنیوں کے قتلِ عام میں پوری طرح شرکت، یہ دعوت کا تضاد ہے اور حقیقت کا غماز!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عاصفۃ الحزم کے فوائد ونتائج اور اثرات:

یہ آپریشن 26 مارچ کو اچانک حیران کن طریقے سے شروع ہوا تھا اور بالکل اسی طرح بظاہر ڈرامائی انداز میں اچانک ختم ہوگیا۔ رسمی طور پر اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ اس آپریشن کے جو اصل اہداف تھے وہ حاصل کر لیے گئے ہیں اور اب اقوامِ متحدہ کی قرارداد کی روشنی میں باقی معاملات حل کیے جائیں گے، لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ سعودی عرب اور اس کے ہم نوا ممالک کسی بہت اطمینان بخش نتیجے تک پہنچ گئے ہیں اور یہ بھی امکان ہے کہ بعض بڑے ممالک کی وساطت اور سرکردگی میں اس معاملے کو بحسنِ خوبی حل کر لیا گیا ہو، جس کا پہلا نتیجہ یمنی وزیر دفاع کی رہائی کی شکل میں ظاہر ہوا ہے۔ بعض ذرائع کے مطابق ایک جامع اتفاق ہوا ہے، جس کے بعد سعودی عرب یہ آپریشن روکنے پر تیار ہوا ہے، بہرحال یہ سب اندازے، امیدیں اور غیر رسمی خبریں ہیں، حقیقت کیا ہے آنے والے دنوں میں یہ بالکل واضح ہو جائے گا۔ مگر سرِدست اس آپریشن سے جو فوائد سعودی عرب اور اس کے حلیفوں کو حاصل ہوئے ہیں، یہاں ان کا ذکر کرنا ضروری ہے۔

سب سے پہلے ایک قانونی اور شرعی حکومت کی مدد اور اس کی بحالی میں قائدانہ کردار جو سعودی عرب نے پوری طرح سے ادا کیا ہے اور امید ہے کہ آنے والے چند دنوں میں یہ قانونی حکومت پوری طرح کام کرنا شروع کر دے گی۔ اسی طرح حوثیوں اور معزول صدر علی عبداللہ صالح کے زیرِ تسلط تقریباً 80 فیصد اور سعودی حدود پر جمع کردہ ایرانی اسلحوں کو تقریباً 100 فیصد ختم کر دیا گیا ہے اور حوثیوں اور ان کے ہم نواؤں کی کمر ٹوٹ گئی ہے، چنانچہ مستقبل قریب میں سعودی عرب کو لاحق خطرات ٹل گئے ہیں، مگر سعودی عرب کو ان مجوسیوں اور مجوسیت زدہ ہرکاروں پر سخت نگاہ رکھنی ہوگی، کیوں کہ یہ قوم آسانی سے ماننے والی نہیں ہے اور موقع ملتے ہی پھر اپنی پرانی عادت پر لوٹ آئے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح یہ آپریشن نہ صرف ایران کے مذموم مقاصد اور مکروہ عزائم کی راہ میں دیوار بن کر کھڑا ہو گیا ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس نے یمن میں ایران اور اس کے حواریوں کی ساری پلاننگ خاک میں ملا کر انھیں بالکل ننگا کر دیا اور ان کی منافقانہ سیاست اور خبیثانہ چالوں سے بھی پردہ اٹھا دیا ہے اور وہی لوگ جو کل تک بات بھی کرنے پر راضی نہ تھے، آج گفتگو اور مسئلے کے سیاسی حل کی دہائی دے رہے ہیں۔

اس آپریشن کے حدود و اَبعاد اور اس کے اثرات پر غور کرتے وقت یہ چیز بھی ذہن نشین رہے کہ اگر ایران حوثیوں کے ذریعے یمن پر کنٹرول پا جاتا، جب کہ عراق، شام اور لبنان پر اس کا پہلے ہی کافی کنٹرول ہے تو ایسی صورت میں سعودی عرب کی جغرافیائی اور عسکری پوزیشن کیا ہوتی؟

بلاشبہہ ایران کا اژدہا اس کی گردن میں طوق بن جاتا۔ ایسی صورت میں حرمین شریفین پر قبضے کا جو اس کا خواب بلکہ عقیدہ ہے، جس کے بغیر ان مجوسیوں کی نہ ولایتِ فقیہ مکمل ہو گی نہ وہ فارسی کسروی مجوسی سلطنت وجود میں آئے گی جس کو یہ قائم کرنا چاہتے ہیں اور جس کا ایرانی اعلیٰ اہلکار اور مذہبی پیشوا برملا اظہار بھی کرتے ہیں۔ اگر اس منحوس ہدف کی تکمیل کی خاطر وہ سعودی عرب پر حملہ کر دیں تو سعودی عرب کا کیا بنے گا؟ وہ بالکل ان مجوسیوں کے رحم و کرم پر ہو گا۔ یہ نکتہ اتنا اہم ہے کہ اس سے نہ صرف ہمیں اس آپریشن کے بیش بہا فوائد کا اندازہ ہوتا ہے، بلکہ یہ آپریشن کس قدر ضروری تھا یہ بات بھی اچھی طرح سمجھ میں آ جاتی ہے۔

اسی طرح بہت سے جینئس حضرات عربوں کو عموماً اور بعض وجوہ کی بنا پر سعودیوں کو خصوصاً کسی کام کا نہیں سمجھتے اور مختلف مناسبت سے یہ باور کرانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ یہ مغفل اور آرام پسند قوم ہے جو کھانے، پینے اور سونے کے علاوہ کچھ نہیں جانتی اور اسے قہوہ، چائے اور چار بیویوں کے علاوہ کسی چیز سے کوئی مطلب نہیں۔ بلاشبہہ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپریشن نے ان کے ذہنوں کا غبار کافی حد تک صاف کر دیا ہوگا، البتہ جن کے دلوں پر پردے اور عقلوں پر تالے، نیز عصبیت کے دبیز پردے پڑے ہیں ان کی بات اور ہے!

اس آپریشن نے بالواسطہ طریقے سے مختلف ممالک کو بیک وقت مختلف پیغام دیے ہیں:

① سب سے پہلا پیغام ایران کو گیا ہے کہ وہ علاقے میں اپنی غنڈہ گردی بند کرے اور عربوں کے حلم اور سنجیدگی کو کمزوری پر محمول نہ کرے کہ انھیں اپنے حق کے دفاع کا طریقہ معلوم ہے اور اس کے لیے وہ کوئی بھی انتہائی قدم اٹھانے سے گریز نہیں کریں گے۔ لہٰذا ایران اب اپنی حدود میں رہے اور عربوں کے معاملات میں مداخلت بند کر دے۔

② دوسرا پیغام امریکہ کو بڑے واضح انداز میں دیا گیا کہ عرب اس کی مدد کے بغیر بھی اپنے معاملات سے نمٹ سکتے ہیں اور عسکری و سیاسی پیمانے پر ان کے اندر یہ قوت ہے کہ کسی یورپی ملک کے تعاون کے بغیر بھی اپنے بہت سارے معاملات حل کر لیں۔

اسی طرح سعودی عرب نے واضح طور سے دنیا کو بتا دیا ہے کہ وہ اپنی سرحدوں اور حرمین شریفین کی حفاظت کرنا خوب جانتے ہیں اور ضرورت پڑنے پر اس کی خاطر وہ سب کچھ لٹانے کے لیے تیار ہیں۔

بلاشبہہ اس جنگ نے حقیقی معنوں میں عربوں کی معنویات وحیثیت میں نہ صرف اضافہ کیا ہے، بلکہ مستقبل میں انھیں اپنے دم پر خطے کے مختلف چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے ذہنی طور سے تیار بھی کر دیا ہے، اور اس میں دو رائے نہیں کہ اس آپریشن نے عربوں کی مشترکہ فوج کی تشکیل کا راستہ بھی بڑی خوبصورتی سے ہموار کیا ہے اور مستقبل میں ان شاء اللہ عربوں کی اگر کوئی بامعنی اور بامقصد فوج معرض وجود میں آتی ہے تو ان کے بہت سارے مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے اور ان کا علاقہ کافی حد تک محفوظ ہو جائے گا۔

اس آپریشن نے ایک بڑا کام یہ کیا ہے کہ عربوں کو اپنے اور پرائے کی تمیز بہت اچھی طرح کرا دی ہے اور حقیقی دوستوں اور مصلحت پرستوں دونوں کے چہرے سے نقاب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہت اچھی طرح اٹھا دیا اور یہ سمجھا دیا ہے کہ ریال بٹورنے اور صدقہ وخیرات جمع کرنے والے دوست اور ہیں اور مصیبت میں کھڑے ہونے والے دوست اور۔

اس آپریشن نے بہت سارے منافق اور نادان دوستوں کے چہروں سے بھی نقاب نوچ دی ہے جو بظاہر اس آپریشن کے ساتھ ہیں، مگر درپردہ وہ اس آپریشن کو منطقی انجام تک پہنچنے نہیں دینا چاہتے، یا اس کی جلد کامیابی کے راستے میں گاہے بگاہے اپنی حرکتوں سے روڑا اٹکاتے رہے ہیں۔ اچھا ہے مصیبت کی اس گھڑی میں یہ لوگ اچھی طرح پہچان لیے گئے۔ مصیبت کا یہی ایک بڑا فائدہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے اور پرائے میں فرق کر دیتی ہے، جیسا کہ غزوۂ احد نے خالص مومنین و منافقین کے مابین تفریق کر دی تھی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ لِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ يَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ﴾ [آل عمران: ۱۴۱] بلاشبہہ آنے والے دنوں میں سعودی سیاست کے افق پر اس کا اثر صاف نظر آئے گا۔

اس آپریشن نے کچھ نئے دوستوں کا بھی اضافہ کیا ہے، ترکی سے قربت بڑھی ہے، سوڈان نے براہِ راست اس آپریشن میں حصہ لیا ہے، کئی ممالک نے کھلی تائید کر کے سعودی عرب سے آنے والے دنوں میں قربت کی راہ ہموار کی ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ اس سلسلے میں سعودی عرب کی اگلی سیاست کیا ہوگی؟

اس آپریشن نے شاہ سلمان کی قوتِ بصیرت، حکیمانہ سیاست، دور اندیشی اور فراست کو بھی واضح کر دیا ہے، اس آپریشن سے پہلے عربی اسلامی اور عالمی راہنماؤں سے ان کی ملاقاتیں، مختلف سربراہان کے ساتھ علاقائی اور عالمی مسائل پر بحث و مباحثہ اور سعودی موقف کی وضاحت یہ وہ چیزیں تھیں جنھوں نے اس آپریشن میں تقریباً پوری دنیا کو لا کر ان کے ساتھ کھڑا کر دیا، جب کہ حوثی باغی اور ان کے سرپرست سکڑ کر رہ گئے اور ان کی چیخ پکار صدا بصحرا ثابت ہوئی۔

اسی طرح یہ آپریشن نائب ولی عہد شہزادہ محمد بن نایف اور وزیرِ دفاع شہزادہ محمد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بن سلمان کی صلاحیتوں کا بھی امتحان ثابت ہوا اور اس میں کھرے اتر کر انھوں نے اپنی اہلیت ثابت کر دی اور جس انتہائی راز داری اور دقت کے ساتھ یہ آپریشن انجام دیا گیا ہے، اس نے نہ صرف عالمی انٹیلی جنس ایجنسیوں کو حیران کر کے رکھ دیا ہے، بلکہ سعودی عرب کی عسکری قابلیت اور جنگی صلاحیت کو بھی مسلم کر دیا ہے۔ ظاہر ہے جن لوگوں کی قیادت میں یہ آپریشن ہوا ہے انھیں براہِ راست اس کا کریڈٹ تو ملنا ہی ہے، یہی وجہ ہے کہ اس جنگی آپریشن میں یہ دونوں شہزادے کھل کر سامنے آئے ہیں اور اس نے انھیں بین الاقوامی سطح پر لا کر کھڑا کیا ہے۔

یہ آپریشن ایک طرح سے سعودی عرب اور حلیف افواج کا زبردست امتحان بھی تھا، جس میں وہ سرخ رو ہو کر نکلے اور بہت معمولی خسارے کے ساتھ انھوں نے اپنے اہداف کو نہایت کامیابی کے ساتھ نشانہ بنایا اور دشمنوں کی عسکری حیثیت کو انھیں کوئی موقع دیے بغیر تقریباً ختم کر کے رکھ دیا۔

اس آپریشن کے کچھ غیر متوقع نتائج بھی آ سکتے ہیں، عین ممکن ہے کہ شام و عراق کے مسئلے میں بھی قابلِ ذکر پیش رفت ہو اور شام کے زخموں پر مرہم رکھنے کا بھی کوئی بندوبست ہو جائے۔

آخری اور نہایت اہم بات:

اس موضوع پر بات ختم کرنے سے قبل ایک نہایت تلخ حقیقت بھی قارئین کے گوش گزار کرنا ضروری سمجھتے ہیں، تاکہ نہ صرف مضمون کا ہیکل مکمل ہو جائے، بلکہ مشرقِ وسطیٰ کے حالات اور ایرانی دہشت گردی کو سمجھنے میں بابصیرت اور باضمیر لوگوں کو اس سے مدد ملے، البتہ وہ ملحدین اور رافضیت زدہ مسلمان جن کے پاس نہ دین کا کوئی اثاثہ ہے، نہ ہی علم کا، جن کے پاس نہ دینی غیرت ہے، نہ کوئی صحیح اسلامی جذبہ، یا پھر جن کے ذہنوں میں حقد و حسد کا دبیز پردہ پڑا ہوا ہے، انھیں یہ بات بمشکل سمجھ میں آئے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رافضیت کی بنا دراصل عبداللہ بن سبا نامی یہودی منافق نے رکھی تھی اور آلِ بیت کی محبت کی آڑ میں سب سے پہلے اس نے علی رضی اللہ عنہ سے محبت کا دعویٰ اور ان کے استحقاقِ خلافت کے مسئلے کو بھڑکا کر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر سنگین الزامات لگوائے، پھر ان کے خلاف لوگوں کو بغاوت پر اکسا کر ان کا قتل کروا کر اسلام پر فتنوں کا ایسا دروازہ کھولا جو آج تک نہیں بند ہوا۔ یہ اس نام نہاد شیعیت اور رافضیت کا پہلا کارنامہ تھا جو آلِ بیت کی محبت کی آڑ میں انجام دیا گیا تھا۔ پھر ان شیعوں نے آلِ بیت کے چیدہ چیدہ افراد کو قتل کیا، چنانچہ خلیفہ چہارم علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا خارجی قاتل دراصل شیعہ تھا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ پر انھوں نے قاتلانہ حملہ کیا اور پھر بعد میں ان کو زہر دے کر اپنے راستے سے ہٹایا، کیوں کہ وہ ان کی فتنہ انگیزی کے قطعاً مخالف تھے، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کربلا میں بلا کر نہ صرف ان کا ساتھ چھوڑ دیا، بلکہ ان کے دشمنوں کی صفوں میں جا کر مل گئے اور ان کے قتل میں برابر شریک رہے۔ بعد میں یہی حال انھوں نے زید بن علی زین العابدین رحمہ اللہ کے ساتھ کیا اور ان کو سولی پر چڑھوا دیا۔ چنانچہ آلِ بیت کے سرکردہ افراد ان کے ہاتھوں براہِ راست یا بالواسطہ شہید ہوئے۔ اس پر طرہ یہ کہ یہ مکار آلِ بیت کی محبت کا دم بھرتے اور ان کے غم میں خود کو ہلکان کر کے دنیا کے سامنے ان سے محبت کا ڈھونگ رچاتے ہیں۔

تاریخ کے مختلف ادوار میں یہ ہمیشہ اسلام دشمنوں کے ساتھ رہے۔ مسلمانوں کی فتح پر ہمیشہ غم اور ان کی شکست پر خوشی مناتے رہے۔ بغداد میں ہلاکو کو انھوں نے داخل کیا۔ سلطان صلاح الدین ایوبی کی راہ میں یہ ہمیشہ روڑا بنے رہے اور جب تک اس عظیم قائد نے ان کا قلع قمع نہیں کر دیا بیت المقدس نہیں فتح کر سکا۔ مسلمانوں کی عظیم عثمانی سلطنت اور خلافتِ عثمانیہ کے مقابلے میں یہ ہمیشہ ان کے دشمنوں کے ساتھ رہے اور مختلف مواقع پر اس کی پیٹھ میں خنجر گھونپتے رہے۔ ہندوستان میں میر جعفر اور میر صادق بن کر انھوں نے انگریزوں کے لیے زمین ہموار کی اور خیانت و غداری، مکاری و نمک حرامی کرتے ہوئے برصغیر کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دروازے نصرانیوں کے لیے کھول دیے، اس کا نتیجہ آج تک مسلمان بھگت رہے ہیں!

ایک عام آدمی جب اسلام کے خلاف ان کی سیاہ تاریخ پر نظر ڈالتا ہے تو اسے تعجب ہوتا ہے کہ جب وہ خود کو مسلمان کہتے ہیں، آلِ بیت سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں تو بھلا اسلام اور مسلمانوں کے یہ دشمن کیوں ہو سکتے ہیں، مگر جب ان کی مستند کتابوں پر نظر ڈال کر ان کے عقائد ونظریات کو دیکھتا ہے تو اسے چنداں حیرت نہیں ہوتی۔ نیز اگر کوئی رفض وتشیع کی تاریخ پر نگاہ ڈالے گا تو بآسانی جان جائے گا کہ اس کی اساس و بنیاد ہی اسلام کی ظاہری شکل کے ساتھ اس کے فروغ کو روکنا ہے۔ رافضیت کا وجود ہی اسلام دشمنی اور ردِ عمل کی منفی بنیاد پر قائم ہوا ہے۔ چنانچہ آپ غور کریں مسلمان آپ کو نبی مانتے اور رسالت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو انعام اور ذمہ داری سمجھتے ہیں، جب کہ ان رافضیوں کا کہنا ہے کہ رسالت تو اصلاً علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لیے تھی اور غلطی سے جبریل علیہ السلام نے آپ کو دے دی۔

ایک مسلمان کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن اللہ کی کتاب ہے اور وہ جس طرح نازل ہوئی تھی ویسے ہی محفوظ ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہوئی ہے، جب کہ ان رافضیوں کا کہنا ہے کہ موجودہ قرآن تحریف شدہ قرآن ہے، بلکہ ایران میں اعلیٰ پیمانے پر اس پر کام جاری ہے کہ مختلف جھوٹے وثائق کی روشنی میں یہ ثابت کیا جائے کہ واقعتاً یہ وہ قرآن نہیں ہے جو آپ پر نازل ہوا تھا۔ حرمِ مکی اور حرمِ مدنی میں یہ کئی بار تحریف شدہ قرآن تقسیم کرتے ہوئے پکڑے گئے اور سعودی عرب ہوائی اڈوں پر کئی بار ان کے سازوسامان سے قرآن کے تحریف شدہ نسخے برآمد کیے گئے۔

عام مسلمانوں کا یہ کہنا ہے کہ انبیا علیہم السلام کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب سے افضل ہیں اور اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی ہیں، جب کہ یہ غلیظ لوگ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کافر اور جہنمی مانتے ہیں اور ان پر سرِعام لعنت بھیجتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے افضل ہیں اور دونوں جنتی ہیں اور یہ انھیں کافر اور جہنمی مانتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور کہتے ہیں کہ جب ہمارا حرمین شریفین پر قبضہ ہوگا تو ہم ان دونوں کو ان کی قبروں سے نکال کر انھیں سولی پر لٹکائیں گے۔

ہم عائشہ رضی اللہ عنہا کو آپ کی چہیتی بیوی اور تمام مومنوں کی ماں مانتے ہیں اور یہ خبیث انھیں کافر اور واجب الحد مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب ہمارا حرمین پر قبضہ ہوگا تو ہم انھیں ان کی قبر سے نکال کر ان پر حد نافذ کریں گے۔ یہ ساری باتیں ہوائی نہیں ہیں، بلکہ ان رافضیوں کی مقدس اور معتمد کتابوں میں باقاعدہ لکھی ہوئی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے لیے بداء (انکشاف) کا اثبات کرتے ہیں (یعنی اللہ کو پہلے سے ہر بات کا علم نہیں ہوتا، بہت سی باتیں بعد میں ظاہر ہوتی ہیں (نعوذ باللہ) یہ تقدیر کے بھی منکر ہیں۔ ایسے بہت سے مخالف کتاب وسنت بلکہ کفریہ عقائد واحکام کے حامل ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے انھیں خاص قسم کا بغض ہے۔ شاید اس کی سب سے بڑی وجہ مجوسیوں کی اس عظیم کسروی سلطنت کا ان کے ہاتھوں خاتمہ ہے جس کی نشاۃِ ثانیہ کا آج کے یہ مجوسی خواب دیکھ رہے ہیں۔ شاید یہ جان کر بہت سارے لوگوں کو تعجب ہو کہ ایران میں عمر رضی اللہ عنہ کے قاتل فیروز ابولؤلؤ کا عظیم الشان مقبرہ اور مزار ہے، جو بابا شجاع الدین کے نام سے جانا جاتا ہے اور یہ مجوسی اس کی جوق در جوق زیارت کرتے، وہاں نذرانے پیش کرتے اور عمر رضی اللہ عنہ پر لعنت بھیج کر اپنے دل کی بھڑاس نکالتے ہیں۔

شاید بہت کم لوگوں کو یہ بات معلوم ہو کہ ان رافضیوں کے انھی عقائد کی بنا پر علمائے سلف مسلمانوں میں ان کا شمار ہی نہیں کرتے تھے اور ان کے نزدیک ان کا اسلام سے کوئی تعلق ہی نہیں تھا، نہ وہ ان کے یہاں شادیاں کرتے تھے اور نہ ہی ان کا ذبیحہ کھاتے تھے۔ چاروں معروف مذاہب، فقہ ظاہری اور اصحاب الحدیث کے فتوے، ان کی مستند کتابوں کو آپ دیکھ لیں، ان کے تعلق سے ان کا واضح منہج وموقف نظر آئے گا، وہ تو اس لبرل دور کی کرامت ہے کہ یہ رافضی اتنے غلیظ عقائد رکھنے کے باوجود نہ صرف اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کو مسلمان بلکہ مسلمانوں کا نمایندہ ظاہر کرتے ہیں۔ ورنہ علمائے سلف کے یہاں تو یہ یہود و نصاریٰ سے بدتر مانے جاتے تھے اور حقیقت یہ ہے کہ علمائے سلف کا ان پر یہ حکم کوئی مبالغہ نہ تھا، بلکہ ان کے عقائد اور اسلام کی طویل تاریخ میں ان کی بداعمالیاں خود چیخ چیخ کر کہتی ہیں کہ درحقیقت یہ اسلام کے صحیح معنوں میں دشمن ہیں اور صحیح اسلام سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔کل بھی ان کا وہی حال تھا اور آج بھی وہی حال ہے۔

چنانچہ آپ دیکھیں کہ عالمِ اسلام کی معاصرانہ تاریخ میں عربوں نے اسرائیل سے تین بڑی جنگیں کی ہیں، جن میں سعودی عرب بنفسِ نفیس شریک رہا ہے، بلکہ 1973ء میں عربوں نے اسرائیل سے جنگ کی قیمت شاہ فیصل کی جان کی شکل میں ادا کی، اس کے برعکس ایران نے کبھی ایک پتھر بھی امریکہ اور اسرائیل کی طرف نہ پھینکا ہے نہ اس کی کوئی امید ہے اور نہ ہی امریکہ اور اسرائیل نے آج تک ان کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے۔ اگر عراق اور شام کے ایٹمی پلانٹ اسرائیل اڑا سکتا ہے تو ایران کون سا دور ہے، مگر اس کے برعکس معاہدے کے نام پر ایران کو ایک لمبا وقت دیا جا رہا ہے، تاکہ وہ کامیابی کے ساتھ اپنا ایٹمی سفر طے کر لے۔

بات یہیں ختم نہیں ہوتی، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایران کے اسرائیل سے بڑے گہرے روابط ہیں اور تقریباً دوسو اسرائیلی کمپنیوں کے ساتھ ایران کے گہرے تجارتی روابط ہیں جو ایران میں بھاری بھرکم سرمایہ کاری کر کے ایران کو اقتصادی فائدہ پہنچا رہی ہیں۔ اسرائیل میں تقریباً 20 لاکھ ایرانی یہودی آباد ہیں جو اسرائیل میں نہایت بااثر ہونے کے ساتھ ساتھ ایران میں موجود یہودی پیشواؤں سے راہنمائی لیتے اور ان سے گہرے روابط رکھے ہوئے ہیں۔

یہی حال امریکہ کا ہے۔ وہاں بھی کثیر تعداد میں بااثر ایرانی یہودی موجود ہیں جو نہ صرف ایران میں موجود یہودیوں سے گہرے روابط رکھتے ہیں، بلکہ ایران کے خلاف ہونے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

والے فیصلوں کو رکوانے کی بھی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ انھیں ایرانی الاصل امریکی اور اسرائیلی یہودیوں کے چلتے ایران کا ایٹمی پلانٹ نہ صرف محفوظ ہے، بلکہ روز افزوں ترقی بھی کر رہا ہے اور معاہدے کے نام پر اسے ایک لمبی مدت دی جا رہی ہے، تاکہ وہ اپنا مقصد حاصل کر لے اور شاید یہ جان کر بہت سے لوگوں کو تعجب ہو کہ اسرائیل کے بعد یہودیوں کی تقریباً سب سے بڑی تعداد ایران میں آباد ہے، جن کی رشتہ داریاں ابھی تک اسرائیلی یہودیوں سے قائم و دائم ہیں۔

یہ یہودی ایران، امریکہ اور اسرائیل کے درمیان پل کا کام کرتے ہیں اور ان ملکوں میں ایرانی مصالح کی حفاظت کرتے ہیں۔ کتنے ہی ایرانی الاصل یہودی اسرائیل میں بڑے بڑے حساس عہدوں پر فائز ہیں جو ایران کے خلاف کسی بھی عسکری کارروائی کی پوری قوت سے مخالفت کرتے ہیں۔ کیا یہ بات قابلِ غور نہیں کہ ایک طرف تو اسرائیل اپنے دشمنوں کو چن چن کر قتل کرتا ہے، دوسری طرف حسن نصر اللہ حزب اللاتی کو وہ کچھ نہیں کہتے، جب کہ ان کے جنگی جہاز لبنان کے اوپر آتے جاتے رہتے ہیں، کیوں کہ اسرائیلی فوج میں موجود یہودیوں کی معتد بہ تعداد ایرانی یہودیوں پر مشتمل ہے اور حسن نصر اللہ لبنان میں ایران کا خاص ایجنٹ اور ہرکارہ ہے۔ یہ سب جاننے کے بعد آپ کی وہ حدیث بخوبی سمجھ میں آ جاتی ہے جو صحیح مسلم شریف میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ''اصفہان کے ستر ہزار یہود جو مخصوص قسم کی چادر اوڑھے ہوئے ہوں گے دجال کی پیروی کرتے ہوئے اس کے ساتھ نکلیں گے۔''

چنانچہ یہاں یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ یہ وہی روافض ہیں جو ماضی میں آلِ بیت کا (بطورِ محبت) نام لے لے کر ان کا قتلِ عام کرتے رہے اور مسلمانوں کو دھوکا دیتے رہے اور آج امریکہ اور اسرائیل کا (بطورِ دشمنی) نام لے کر لوگوں کو بے وقوف بنا رہے ہیں، ورنہ امریکہ اور اسرائیل کو ان سے کوئی خطرہ ہے نہ ان کو ان سے کوئی خوف، در پردہ یہ سب ملے ہوئے ہیں اور ایران کو ایٹمی طاقت بنانے کا امریکہ اور اسرائیل نے نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صرف راستہ ہموار کیا ہے، بلکہ اب اسرائیل اور ایران میں کھلم کھلا ایٹمی معاہدے ہونے والے ہیں، جس پر کام جاری ہے۔

اس لیے گذارش ہے کہ جب ہم شیعہ سنی بھائی بھائی کا نعرہ لگائیں تو اس وقت ہمارے ذہن میں یہ بات ضرور رہنی چاہیے کہ ہوسکتا ہے کہ ہم ایک ہم وطن کی حیثیت سے ایک اچھے شہری کی طرح ان کے ساتھ رہیں، ان سے معاملات طے کریں اور اس سلسلے میں اسلامی اصول و ضابطہ اخلاق کی پاسداری کریں، مگر سچی بات تو یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ ایک مسلمان ایک یہودی یا نصرانی کے ساتھ رہ لے، ایک غیر مسلم کے ساتھ اس کا گزر ہو جائے، مگر اس کے اندر ایمان کی ادنیٰ رمق بھی ہے تو یہ ممکن نہیں کہ کسی رافضی کے ساتھ اس کا گزر صحیح طریقے سے ہو جائے، کیوں کہ اکثر صحابہ کو جہنمی ماننا اس کا عقیدہ ہے، ان پر کھلم کھلا لعنت بھیجنا اس کا مذہب ہے، ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر لعنت بھیجنا وہ کار ثواب سمجھتا ہے، ان کو گالیاں دینا وہ باعثِ اجر سمجھتا ہے، تمام مومنوں کی ماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو وہ جہنمی مانتا اور کھلم کھلا انھیں گالی دینا اپنا فریضہ سمجھتا ہے۔ کوئی یہودی آسانی سے اس کی جرأت نہیں کر سکتا، کوئی نصرانی اس کی ہمت نہیں جتا سکتا، کوئی غیر مسلم ایسا کرنے سے پہلے سو بار سوچے گا، مگر ایک رافضی اسے اپنا دین سمجھ کر انجام دیتا تھا، دے رہا ہے اور دیتا رہے گا۔

ایسے میں کون بے غیرت مسلمان ہے جو اس کو اپنا بھائی مانے گا، کوئی ہمیں گالی دے دے، ہمارے ماں باپ کو گالی دے دے تو ہماری برداشت سے باہر ہو جاتا ہے، پھر ہم بھلا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تمام مومنوں کی ماں کو گالی کھاتا دیکھ کر کیسے برداشت کر سکتے ہیں اور ایسا کرنے والے کو اپنا بھائی کیسے کہہ سکتے ہیں، کیا ہم اتنے بے حیا ہو گئے ہیں؟ شاید یہ ہمارا ہی ضمیر ہے کہ اگر کوئی ہمیں گالی دے دے تو ہماری برداشت سے باہر ہو جاتی ہے، مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کھلم کھلا گالیاں دے، انھیں جہنمی کہے، تمام مومنوں کی ماں کو فاحشہ کہے (نعوذ باللہ من کل ذلک) اسے ہم بھائی کہنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں، پستی کا کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حد سے گزرنا دیکھے!

اگر ہمیں اور آپ کو یہ باتیں صحیح طور پر سمجھ میں آ جائیں تو پھر نہ ہمیں ایرانی مجوسیوں کے ہاتھوں عراق میں سنیوں کے قتلِ عام پر تعجب ہوگا، نہ ہی شام میں ہمیں ان کی درندگی پر کوئی تعجب ہوگا اور نہ ہی یمن میں ان کی مداخلت پر حیرانی ہوگی، نہ ہی ہم حرمین شریفین پر ان کے قبضے کی نیت کو خواہ مخواہ کی سیاسی دھمکیوں پر محمول کریں گے، کیوں کہ تب ہمیں یہ سمجھ میں آ جائے گا کہ موجودہ دور میں ایران درحقیقت اسی قدیم رافضیت کا علمبردار شرک و کفر پر مبنی ایسے مذہب کا حامل ہے، جس کی بنا ہی اسلام دشمنی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض و عداوت پر رکھی گئی ہے اور یہ اس کسروی اور فارسی سلطنت کے احیا کے لیے کوشاں ہے جس کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں خاتمہ کر دیا تھا۔

ماضی میں بھی اسلام کے اصل سپاہی باغیرت عربوں نے ان کا خاتمہ کیا تھا، حاضر میں بھی اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہی اس کا صحیح علاج کریں گے، باقی ملحدوں، زندیقوں، لبرالیوں اور احمق تحریکیوں سے کیا امید کی جا سکتی ہے، ان کی آنکھیں تو شاید اس وقت کھلیں جب ان کے حالات شام و عراق کے سنیوں کی طرح ہو جائیں!

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سعودی عرب اور میڈیا کا حسنِ کرشمہ ساز

بے مثال سعودی خدمات اور صیہونی، رافضی، کربلائی نیز تحریکی میڈیا کا معاندانہ رویہ

ازقلم: وسیم محمدی

شامی مہاجرین اور میڈیا کا منافقانہ رویہ:

سعودی عرب دنیا کے ان چند ممالک میں سے ایک، بلکہ صحیح تعبیر میں سرِفہرست ہے جو اپنی بے نظیر انسانی خدمات کے لیے مشہور ہیں، اس کا عالمِ اسلام کے ساتھ ساتھ عام انسانی تعاون بھی بڑا بے نظیر ہوتا ہے۔

سعودی عرب کے تعاون کی ایک بہت ہی اہم خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ امریکی، یورپی اور فارسی و رافضی تعاون کی طرح نہیں ہوتا جو ''اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے'' کے اصول اور ''دو لے دس دے'' کی تاجرانہ قید سے مقید ہوتا ہے، بلکہ وہ تعاون برائے تعاون ہوتا ہے جو نہ صرف بلا کسی عوض کے بالکل مفت دیا جاتا ہے، بلکہ اس کے پیچھے کوئی ذاتی منفعت بھی مقصود نہیں ہوتی، چنانچہ سعودی حکام وعوام فقط انسانی ہمدردی اور اسلام اور مسلمانوں کی محبت میں لاکھوں اور کروڑوں کی امداد بالکل مفت کرتے ہیں اور یہ چیز اب کوئی ڈھکی چھپی نہیں رہی، بلکہ دوست دشمن سب اس کا اعتراف کرنے لگے ہیں، البتہ وہ لوگ جن کے دل و دماغ پر دبیز پردے پڑے ہوئے ہیں اور بغض وعناد نے جن کے دلوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر غلیظ چادر ڈال دی ہے، انھیں سعودی عرب کی کوئی بھلائی ہضم نہیں ہوتی اور ان کی بدنگاہ صرف سعودی عرب کی کوتاہیوں پر ہوتی ہے۔

شام کا مسئلہ اس صدی کے بدترین مسائل میں سے ہے اور شامی عوام جس طرح وہاں کے ہلاکو بشار الاسد اور اس کے ہم نواؤں کے ظلم و جبر تلے کراہ اور خاک وخون میں تڑپ رہے ہیں، تاریخِ انسانی میں بہت مشکل سے اس کی مثالیں ملیں گی۔ لاکھوں افراد عورتوں، بچوں اور بوڑھوں سمیت قتل ہو چکے ہیں۔ لاکھوں ہی کی تعداد میں لوگ ہجرت کر کے ملک چھوڑ چکے ہیں، جو کمزور، ناتواں اور مجبور و بے بس وہاں بچے رہ گئے ہیں وہ حکومت کے ظلم و جبر کی چکی میں پس رہے ہیں اور اپنی موت کا انتظار کر رہے ہیں۔ اپنی اس نادیدہ موت سے بچنے کے لیے وہ ہر طریقہ اختیار کر رہے ہیں، جس میں شاید ہجرت ان کو سب سے آسان راستہ لگتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ یہ ہجرت بسا اوقات ان کو سیدھے موت کے منہ میں لے جاتی ہے!

جب سے سوریا کا بحران شروع ہوا ہے، سب سے زیادہ اہلِ سوریا کی مدد عرب ملکوں نے کی ہے اور آج بھی ہر طرح سے وہ ان کی مدد کر رہے ہیں، چاہے وہ پڑوسی عربی ممالک ہوں یا دیگر دوسرے ممالک، وہ ہر طرح سے شامی مظلومین کے ساتھ کھڑے ہیں، ترکی بھی بلاشبہہ سوریا اور اس کے مظلومین کی ہر طرح سے مدد کر رہا ہے جو قابلِ ذکر اور لائقِ شکر ہے۔

ان معاون ممالک میں سب سے روشن کردار سعودی عرب کا رہا ہے، جس نے نہ صرف اہلِ شام کے مظلومین کی بھرپور مالی مدد کی ہے، بلکہ بشار کی ظالم وخونخوار حکومت سے ان کو نجات دلانے کے لیے ان کا ہر طرح سے سفارتی سیاسی اور غیر سیاسی تعاون بھی کر رہا ہے، یہ اور بات ہے کہ انسانیت کے دشمن وہ چند ممالک جو اپنی ذاتی مصلحتوں کے لیے ساری انسانیت کو داؤ پر لگا دیتے ہیں، ان کی براہِ راست مداخلت کی وجہ سے یہ معاملہ طول پر طول کھینچ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رہا ہے اور قیمت اہلِ شام کو اپنے جان و مال اور عزت و آبرو سے ادا کرنی پڑ رہی ہے۔

جب سے اہلِ شام کی آزمایش شروع ہوئی ہے سعودی عرب حسبِ عادت ان کے ساتھ کھڑا ہے اور ہر طرح کے تعاون میں پیش پیش ہے، چنانچہ اہلِ شام کی آزمایش کی شروعات سے اب تک تقریباً پچیس لاکھ شامی سعودی عرب میں داخل ہوئے ہیں، جن کا سعودی عرب نے پناہ گزینوں اور بے سرو سامان مہاجروں کے بجائے اپنے بھائیوں کی طرح استقبال کیا ہے اور انھیں مکمل وہ سہولیات فراہم کی ہیں جو عام حالات میں قانون کے تحت رہنے والے ایک شخص کو حاصل ہوتی ہیں، تاکہ ان کی عزتِ نفس کو ٹھیس نہ پہنچے، انھیں خیموں اور رفیوجی کیمپوں میں ٹھہرانے کے بجائے مکمل آزادی دے رکھی ہے، وہ جہاں چاہیں رہیں، جس طرح چاہیں کام کر کے اپنا اسبابِ رزق تلاش کریں۔

ان میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جو مختلف طریقوں سے سعودی عرب میں داخل ہوئے ہیں، کوئی وزٹ ویزہ لے کر آ گیا ہے، کوئی عمرے کے ویزے پر آیا ہے، کوئی کسی طریقے سے داخل ہوا ہے تو کوئی کسی اور طریقے سے، غرضیکہ رسمی (قانونی و دستوری) کم اور غیر رسمی طریقے سے زیادہ آئے ہیں، مگر سعودی عرب نے حسبِ منشا اپنے ان عرب بھائیوں کو نہ صرف سکون سے رہنے کے لیے طویل الاجل پرمٹ عطا کیا ہے، بلکہ ان کو وہ تمام حقوق فراہم کیے ہیں جو ایک قانونی شخص کو حاصل ہوتے ہیں۔ چنانچہ ان کا علاج، ان کے بچوں کی تعلیم، ان کو کام کرنے کی سہولیات ہر طرح سے حاصل ہیں اور وہ لوگ جن کی مدتِ اقامت کسی بھی طریقے سے مکمل ہو چکی ہے، انھیں پوری آزادی ہے کہ وہ اپنے جملہ حقوق کے ساتھ سعودی عرب میں رہیں اور اپنی پوری فیملی کے ساتھ تمام تر سہولیات سے استفادہ کریں۔ چنانچہ سعودی عرب نے 2012ء ہی میں اہلِ شام کے لیے خصوصی شاہی فرمان جاری کیا تھا، جس کی بنا پر وہ ہر طرح کے حقوق سے مستفید ہو رہے ہیں اور اسی شاہی فرمان کی بدولت آج ان کے ایک لاکھ سے زیادہ بچے سعودی عرب کے مختلف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسکولوں میں فری تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

پھر سعودی عرب نے اپنے شامی بھائیوں کو اپنے یہاں پناہ دینے اور انھیں جملہ حقوق مہیا کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا، بلکہ وہ دیگر شامی بھائی جو اردن لبنان نیز دیگر پڑوسی ممالک میں ہجرت کر کے مختلف خیموں اور مہاجر کیمپوں میں بے سرو سامانی کی زندگی گزار رہے ہیں، ان کے تعاون میں بھر پور کردار ادا کیا، چنانچہ ان ممالک اور عالمی تعاونی تنظیموں کے ساتھ مل کر سعودی حکومت نے ان شامی مہاجرین کی ہر طرح سے مالی امداد کی اور جہاں تک ممکن ہوا انھیں کھانے پینے کی چیزیں، پیسے، دوائیں اور دیگر ضروریات فراہم کی اور ابھی تک کر رہی ہے۔

31 مارچ 2015ء کو کویت میں ہونے والے سوریا کے متعاون ممالک کے اجتماع میں پیش ہونے والی رپورٹ کے مطابق سعودی عرب اس وقت تک اپنے شامی بھائیوں کو تقریباً ستر کروڑ (70,00,00000) ڈالر (چار ہزار پانچ سو پچاس کروڑ روپے سے زیادہ) کی امداد کر چکا تھا۔

اسی طرح سعودی عرب میں حکومت کے زیرِ سرپرستی اپنے شامی بھائیوں کے تعاون کے لیے 2012ء میں ایک تحریک چلائی گئی، جس میں کئی کروڑ ریال ان کے لیے جمع کیے گئے، اس تحریک میں شاہی خاندان کے شہزادے اور شہزادیوں نے بھرپور شرکت کی اور لاکھوں کا عطیہ دیا۔

غرضیکہ سعودی عرب نے نہ صرف لاکھوں شامیوں کو اپنے یہاں پناہ دی اور انھیں ہر طرح کی سہولیات فراہم کیں، بلکہ دیگر عرب ممالک میں ہجرت کر جانے والے شامی بھائیوں کو بھی ہر طرح کی امداد فراہم کی، ان کے لیے غذائیں، دوائیاں، لباس، تعلیمی سہولیات اور دیگر ضروریاتِ زندگی فراہم کرنے میں قائدانہ کردار ادا کیا اور کر رہا ہے۔

سعودی عرب کی طرف سے یہ سہولیات نہ تو عالمی دباؤ کا نتیجہ ہیں، نہ ہی کسی کو دکھانے کے لیے، بلکہ سعودی عرب کی یہ فطرت ہے کہ وہ ہمیشہ پورے عالمِ اسلام کی نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صرف بھرپور مدد کرتا ہے، بلکہ انسانی بنیادوں پر غیر مسلم ممالک کا تعاون کرنے سے بھی گریز نہیں کرتا۔ یہی حال عرب امارات، قطر، بحرین اور دیگر ممالک کا ہے کہ وہ اپنے ان شامی بھائیوں کی مدد میں پیش پیش ہیں۔ البتہ وہ اس کا پرچار نہیں کرتے، دنیا کو دکھانے کے لیے میڈیا کا استحصال نہیں کرتے، بلکہ اسے ایک دینی و اخلاقی فریضہ سمجھتے ہوئے خاموشی کے ساتھ انجام دیتے ہیں! اور شاید یہی خاموشی ان کی سب سے بڑی غلطی ہے، مگر اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشہادۃ ہے اور یہ چیزیں اس سے مخفی نہیں ہیں اور اجر کا مالک بھی وہی ہے!

گذشتہ دنوں جب بعض یورپی ممالک نے دنیا کے شدو مد، جبر واکراہ اور بدترین لفاظی، ناروا سلوک کے ساتھ شامی مہاجرین کے لیے اپنے حدود کھولے اور امریکہ نے اس تعلق سے اونٹ کے منہ میں حسبِ عادت اپنا زیرہ ڈالنے کی کوشش یا خواہش ظاہر کی تو دنیا میں ایسا شور اٹھا گویا کہ پہلی بار کوئی شامی مہاجرین کی مدد کر رہا ہے اور دو لاکھ (2,00000) کے قریب مہاجرین ان ممالک کا رخ کیا کر لیے، ایسا لگنے لگا کہ اب تک ان کا کوئی پرسان حال نہیں تھا۔ یورپ کے اس اقدام کی جتنی تعریف کی گئی اس سے زیادہ عربوں اور بالخصوص سعودی عرب کو مشقِ ستم بنایا گیا اور اس کی برائی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی گئی اور ایسا لگنے لگا کہ مقصد یورپ کے اس انسانی عمل کی تشجیع نہیں، بلکہ اصل ہدف عربوں اور سعودی عرب کی برائی اور توہین ہے۔

ایسے وقت میں جب ایک سلیم الفطرت انسان غور کرتا ہے اور انصاف کے ساتھ سعودی عرب کے ساتھ ساتھ دیگر عرب ممالک کے تعاون کا یورپ کے اس اقدام سے موضوعیت کے ساتھ موازنہ کرتا ہے تو اس کے ذہن میں چند سوالات خود بخود سر اٹھانے لگتے ہیں:

- کیا یورپ و امریکہ واقعی مسلمانوں کے اتنے ہی مخلص ہیں تو پھر عراق اور افغانستان میں لاکھوں انسانوں کو موت کے گھاٹ کیا سعودی عرب، قطر، امارات اور دیگر خلیجی ممالک نے اتارا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- تقریباً چار سالوں سے ان شامیوں پر مظالم ڈھائے جا رہے ہیں، ان کا لہو پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے اور وہ بھاگ بھاگ کر پڑوسی ممالک میں پناہ لے رہے ہیں، آخر یہ یورپی ممالک ابھی تک کہاں سوئے ہوئے تھے؟ پھر اچانک ان کو پناہ دینے کا کیوں خیال آیا اور اس کے پیچھے کیا مقاصد کارفرما ہیں؟ اس پر بعض انصاف پسند صحافیوں نے بڑی محققانہ نظر ڈالی ہے۔ جس کو اہمیت دینے اور اس پر تفصیل سے بحث کرنے کی ضرورت ہے۔
- کیا یہ شامی مہاجرین ان یورپی ممالک میں ویسے ہی پہنچ رہے ہیں، جس طرح اپنے پڑوسی عرب ممالک میں پہنچ جاتے ہیں؟ پھر یورپ کا راستہ ان کو کس نے دکھایا؟ کیا یہ بین الاقوامی انسانی اسمگلروں کی کارستانی ہے؟ یا کچھ اور ہے جو ابھی سب کے سامنے نہیں آیا ہے؟
- کیا شامی مہاجرین یورپ میں ویسے ہی آرام سے ہیں، جس طرح وہ سعودی عرب اور دیگر خلیجی ممالک میں جملہ حقوق کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں؟ ان مہاجرین کے تعلق سے جو ویڈیوز سوشل میڈیا پر وائرل ہوئی ہیں، ان سے یورپ کے مکروہ چہرے سے بخوبی پردہ اٹھ جاتا ہے اور ان کے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں کے لیے جو نفرت ہے اس کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ پھر یہ چند مناظر ہیں جو ہمارے سامنے ہیں، اندر کیسے حالات ہوں گے اللہ ہی بہتر جانتا ہے! ایسے حالات کا عرب ممالک اور وہ بھی سعودی عرب جیسے انسانیت نواز اور فیاض ملک سے موازنہ کرنا پاگل پن کی حد تک تعصب اور حاقدانہ انداز ہے کہ نہیں؟
- آخر شامیوں کے ان حالات کے حقیقی ذمہ دار کون کون ہیں؟ اگر ذاتی مصلحت کی خاطر صبح و شام میں کرنل معمر قذافی کو قتل کروا کر نیٹو کی سربراہی میں اس کی حکومت ختم کروائی جا سکتی ہے تو شام میں کیوں نہیں؟ آخر بشار کے مقابلے میں قذافی کا جرم کیا تھا؟ پھر آخر شام کے مسئلے کو طول کیوں دیا جا رہا ہے؟ کہیں اس سے اسرائیل اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایران کو براہِ راست فائدہ پہنچانا تو مقصود نہیں؟

۞ ان مہاجرین کے لیے اتنا واویلا مچانے کے بجائے ان کے مسائل کا صحیح اور مستقل علاج کیوں نہیں کیا جاتا اور بشار جیسے ظالم کو شام سے بے دخل کر کے شامیوں کا تعاون کیوں نہیں کیا جاتا؟ آخر قذافی نے تو اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں کیا تھا، پھر ایک طرف بشار کو قتلِ عام کرنے کی اجازت دینا اور دوسری طرف شامیوں کے آنسو پونچھنے کا ڈرامہ چہ معنی دارد؟

۞ اگر یورپی ممالک دو لاکھ مہاجرین کو پناہ دینے پر اتنے حمد و ثنا کے مستحق ہیں تو لاکھوں شامیوں کو پناہ دینے والے یہ عرب اور ان پر کروڑوں ڈالر خرچ کرنے والے یہ خلیجی ممالک کتنی تعریف کے مستحق ہیں؟ پھر صیہونی اور کربلائی میڈیا ان کا ذکرِ خیر کرنے سے کیوں عاجز ہو جاتا ہے؟ کیا یہ ساری چیزیں اس کے علم میں نہیں؟

وہی میڈیا جو اگر کسی سعودی شہری کو کھڑے ہو کر استنجا کرتا دیکھ لے تو آسمان سر پر اٹھا لیتا ہے آخر سعودی عرب کی عظیم خدمات سے کیوں چشم پوشی کر لیتا ہے؟ یہ صیہونی اور کربلائی میڈیا آخر شامیوں کے مسائل کا صحیح حل پیش کرنے کے بجائے جانبی اور بہ نسبت غیر اہم مسائل میں کیوں لوگوں کو الجھانے اور اصل موضوع سے ان کا دھیان ہٹانے میں لگا رہتا ہے؟

⦿ آخر کیا وجہ ہے کہ مغرب کا صیہونی میڈیا اور ہمارے یہاں کا کربلائی میڈیا شامیوں کو صحیح کوریج نہیں دے رہا ہے اور اگر عربی اخبارات و ذرائع ابلاغ نہ ہوتے تو دنیا شامیوں کے بارے میں کیا جان پاتی؟ کیا ہمارے کربلائی میڈیا نے ''خلیفۃ المسلمین و امیر المومنین'' مرسی کو جتنا کوریج دیا اور اس کے لیے ہنگامہ کیا اور جلسے جلوس تقاریر اور خطابات کا اہتمام کیا، اس سے آدھا بھی اہلِ شام کے لیے کیا؟

⦿ یورپ کا اگر ایک کتا مر جائے تو وہ خبر سرخیوں میں شائع ہوتی ہے، مگر عراق، افغانستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور شام میں لاکھوں افراد مارے جائیں تو اس کی کوئی اہمیت کیوں نہیں ہوتی؟

- آخر عرب ملکوں پر تنقید کرنے والا یہ صیہونی اور کربلائی میڈیا بشار اور اس کے ہم نواؤں کے خلاف کماحقہ کیوں نہیں لکھتا اور کہتا؟
- ساری دنیا جانتی ہے کہ ایران کی فوج بشار کے ساتھ شانہ بشانہ لڑ رہی ہے اور سنیوں کے قتلِ عام کو اپنا دینی فریضہ سمجھ کر انجام دے رہی ہے، مگر ہمارا کربلائی میڈیا اس پر روشنی کیوں نہیں ڈالتا اور اسے کماحقہ عوام کے سامنے کیوں نہیں لاتا؟
- آج روس بشار کے ساتھ شانہ بشانہ لڑ رہا ہے اور شامیوں کے قتل میں ایران کی طرح براہِ راست ملوث ہے، مگر وہی صیہونی میڈیا جو شامی مہاجرین کے تعلق سے یورپ کو ہیرو بنا رہا ہے اس نکتے کو دنیا کے سامنے کیوں نہیں اجاگر کر رہا؟
- یہی کربلائی میڈیا اگر ایران میں کوئی متعہ باز ملا ٹوپی پر گفتگو کر لے تو اس پر سرخی لگاتا ہے اور ایران کو ایک اسلامی ماڈل ریاست ثابت کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا، مگر عراق و شام میں ایران لاکھوں سنیوں کو قتل کرے تو اس پر سیاہی کا ایک قطرہ بھی ضائع نہیں کرتا! آخر کیوں؟
- کیا شامیوں کے ساتھ ہو رہے انسانی تاریخ کے بدترین ظلم میں بشار کے ساتھ ساتھ ایران روس اور یورپ و امریکہ برابر کے شریک نہیں ہیں؟
- کیا اس مسئلے کو طول دینے میں شام کو کمزور ترین کر کے اسرائیل کو اور سنیوں کا قتلِ عام کرا کر ایران کو براہِ راست فائدہ پہنچانا مقصود نہیں ہے، تاکہ عراق کی طرح شام بھی ایرانی کالونی بن جائے؟ اس سلسلے میں ایرانی قائدین کے جو بیانات مسلسل آ رہے ہیں ان کا کیا مطلب ہے؟
- وہ لوگ جو بے مثال قربانیوں اور بے لوث خدمات کے باوجود عربوں کو بدنام کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے، وہ ہمیں یہ کب بتائیں گے کہ ایران نے ان کے لیے کیا کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور روس نے کتنے شامی مہاجرین کو پناہ دی؟ کیا یہ کربلائی میڈیا کبھی یہ بتائے گا کہ آخر ایران جب ایک نمونے کی اسلامی ریاست ہے تو شام کے مسلمان بھائیوں کی مدد کرنے کے بجائے وہاں بشار کے ساتھ مل کر سنی بھائیوں کے قتلِ عام میں کیوں لگا ہوا ہے؟

- ہمارے یہ تحریکی بھائی جو سعودی عرب کی برائی کرتے نہیں تھکتے، کبھی شام کے مسئلے میں انصاف کے ساتھ ایران کے کردار پر بھی روشنی ڈالیں گے؟ کربلائی میڈیا کے حصار سے نکل کر لبنان، عراق، شام اور یمن میں ہو رہی ایرانی سازشوں سے پردہ اٹھانے کی کوشش کریں گے؟ کیا وہ کبھی خود اپنے گریبان میں منہ ڈال کر یہ سوچیں گے کہ سوائے لفاظی، حرکیت، ثوریت اور فتنہ و فساد کے آخر انھوں نے امت کو کیا دیا ہے؟
- ہمارے یہ تحریکی بھائی کیا ہمیں یہ بتانا پسند کریں گے کہ ایران کی اسلامی ریاست نے برصغیر کے مسلمانوں کے لیے کتنی مساجد و مدارس اور دعوتی مراکز قائم کیے ہیں، جہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا نام لیا جاتا ہو؟ قتل کرنے کی خاطر دہشت گردوں کی ٹریننگ اور ان کو سنی ممالک میں ایکسپورٹ کرنے میں یہ نام نہاد اسلامی ریاست پوری محنت سے کام لیتی ہے۔ لبنان، عراق، شام، یمن اور بعض پڑوسی ممالک اس کی زندہ مثالیں ہیں!

حادثۂ حرم اور میڈیا کا رویہ:

امسال حج کے کچھ پہلے 12 ستمبر 2015ء بروز جمعہ بعد نمازِ عصر مکہ میں زوردار طوفان آیا، موسم تو پہلے ہی خراب تھا، مگر عصر کے بعد کچھ زیادہ ہی خراب ہو گیا اور مشیتِ الٰہی کہ ٹھیک مغرب سے کچھ پہلے حرم میں لگی ہوئی کرینوں میں سے ایک کرین گر پڑی، جس کی وجہ سے سو (100) سے زائد حاجی جاں بحق اور تین سو کے قریب زخمی ہو گئے۔ دنیا میں حادثات ہوتے رہتے ہیں، مگر یہ حادثہ چونکہ اللہ کے مہمانوں کے ساتھ ایک عظیم گھر کے اندر پیش آیا تھا، اس لیے لوگ سن ہو کر رہ گئے اور ہر دردمند دل اشکبار ہو گیا۔

شاہ سلمان ملک سے باہر تھے فوراً واپس پہنچے، جائے وقوعہ کا معائنہ کیا، زخمیوں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عیادت کی، تحقیقاتی کمیٹی قائم کی اور صرف ایک ہفتے کے اندر وہ اعلان کیا کہ دنیا حیران رہ گئی۔ ہر مرنے والے کے ورثا اور ہر شدید زخمی کو دس دس لاکھ ریال (ایک کروڑ ستر لاکھ روپے سے زیادہ) عطا کیے اور دیگر زخمیوں کو پانچ پانچ لاکھ ریال (پچاسی لاکھ روپے سے زیادہ) دیے، ساتھ ہی ساتھ مرنے والوں کے ورثا میں سے دو افراد کو آیندہ سال شاہی خرچ پر حج کروانے کا فرمان جاری کیا اور جو زخمی تھے انھیں زبردست حکومتی انتظام و انصرام میں حج کروانے کا آڈر جاری کیا۔

ایک طرف تو شاہ سلمان نے حادثہ سے متاثر ہونے والوں کی بھرپور دلجوئی کی، ان کو معاوضہ دینے کے ساتھ ساتھ ان کا علاج، ان کا حج، ان کے دیگر امور کا توقع سے زیادہ خیال کیا، دوسری طرف حادثے کے اسباب کا پتا لگانے والی تحقیقی کمیٹی نے جب یہ رپورٹ پیش کی کہ موسم کی خرابی اور آندھی وطوفان کے ساتھ ساتھ جزوی طور پر وہ کمپنی (بن لادن گروپ) بھی اس کی ذمے دار ہے، جس کی نگرانی میں حرم مکی کا کام چل رہا ہے تو اس کے خلاف سخت اقدام کرتے ہوئے نہ صرف اس کے تمام ٹھیکوں پر نظر ثانی کا حکم جاری کیا، بلکہ عدالت کا فیصلہ آنے تک آیندہ کسی بھی پروجیکٹ میں اس کو داخل ہونے سے روک دیا گیا اور اس کے بڑے بڑے مسئولین اور ذمے داروں پر ملک سے باہر نکلنے پر پابندی لگا دی گئی تا آنکہ کورٹ کا فیصلہ صادر ہو جائے، پھر کورٹ کے فیصلے کے مطابق ان کا معاملہ طے ہوگا۔

یاد رہے کہ دس لاکھ ریال کی رقم سعودی عرب اپنے ان فوجیوں کے ورثا کو دیتی ہے جو حالیہ جنگوں میں شہید ہو رہے ہیں، چنانچہ شاہ سلمان نے اللہ کے ان مہمانوں کو اپنے ان فوجیوں کے درجے میں رکھا جو اس وقت محاذِ جنگ پر ہیں۔ پھر یہ معاوضہ سعودی عرب حکومت پر قطعاً واجب نہیں تھا، سعودی حکومت چاہتی تو ان کی دیت کا ذمے دار بن لادن کمپنی کو بنا کر (جیسا کہ اس کے ساتھ ہوئے ایگریمنٹ میں لکھا ہوا ہے) خود ایک پیسہ بھی نہ دیتی، یا اگر دیتی تو دیت کی مقررہ رقم تین لاکھ ریال (تقریباً پچاس لاکھ روپے) دے کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دامن جھاڑ لیتی، مگر اس نے ایسا نہ کرتے ہوئے نہ صرف اپنی جیب سے انتہائی خطیر اور غیر متوقع معاوضہ دیا، بلکہ کمپنی کو عدالت کے حوالے کر کے اس کے ذمے داروں کو ملک سے باہر جانے سے روک دیا، تا کہ وہ عدالت کا فیصلہ آنے سے پہلے ملک چھوڑ کر باہر نہ جا سکیں۔

بن لادن کمپنی کوئی معمولی کمپنی نہیں ہے، وہ کنسٹرکشن کی دنیا میں نہ صرف سعودی عرب کی نمبر ون کمپنی ہے، بلکہ پوری دنیا میں اس کی ایک ساکھ ہے اور کمپنی کا مالک کوئی معمولی آدمی نہیں، بلکہ اربوں کھربوں کا مالک اور انتہائی اثر و رسوخ کی حامل شخصیت ہے، مگر شاہ سلمان نے اللہ کے مہمانوں کے ساتھ ہوئے اس حادثے میں کسی کے ساتھ کوئی رعایت نہ برتی اور سب کو لا کر کٹہرے میں کھڑا کر دیا۔

حادثے دنیا میں بہت ہوتے ہیں، اس سے کہیں بڑے اور دردناک، مگر حادثے کے بعد ایسا ہوتے پہلی بار نظر آیا کہ ایک ہی ہفتے کے اندر مظلومین کو نہ صرف انصاف مل گیا، بلکہ تصور سے بڑھ کر ان کے ساتھ حسنِ سلوک کیا گیا۔ ہمارے ملک میں بھی بہت بڑے بڑے حادثات ہوئے، بھوپال گیس سانحہ آج بھی ملک کی پیشانی پر بدنما داغ ہے، جس کے مظلومین اب تک انصاف کی خاطر دربدر بھٹک رہے ہیں، انھیں نہ صرف معاوضے سے محروم کر دیا گیا، بلکہ مجرم کو سرکاری سرپرستی میں ملک سے باعزت نکلنے کا راستہ بھی فراہم کر دیا گیا۔

ہمارے ایک عزیز دوست نے حادثۂ حرم کے بعد شاہ سلمان کی طرف سے اٹھائے گئے مبارک قدم کا بھوپال گیس سانحے کے مظلومین سے موازنہ کرتے ہوئے لکھا:

> ”یہ ہمارا ہندوستان ہے، دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت، 1984ء میں بھوپال گیس سانحہ میں پندرہ ہزار لوگ مارے جاتے ہیں، مجرم امریکی وارن اینڈرسن پکڑا جاتا ہے، راجیو گاندھی کی حکومت پر امریکہ کا دباؤ بڑھتا ہے، راتوں رات بیل ہوتی ہے اور ملک سے فرار کرا دیا جاتا ہے۔ متاثرین اب بھی انصاف کو ترس رہے ہیں۔ یہ سعودی عرب ہے، آپ کے حساب سے دنیا کی بدترین آمریت،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کرین حادثہ ہوا، حادثے کا سبب بننے والی ملک کی سب سے بڑی، سب سے دولت مند، سب سے زیادہ رسوخ رکھنے والی کمپنی بن لادن کے سارے پروجیکٹ روک دیے گئے، ٹھیکے منسوخ کر دیے گئے، کمپنی کے سارے ارکان پر تحقیق مکمل ہونے سے پہلے ملک سے باہر سفر کرنے پر پابندی عائد کر دی گئی، پھر بھی یہی بولو گے کہ بدترین جمہوریت بہترین آمریت سے اچھی ہوتی ہے۔''

یہ ایک کرین حادثہ تھا، جو بلاشبہہ بہت سنگین تھا، جس میں کئی حاجیوں کی جانیں گئیں اور کئی زخمی ہوئے، مگر اس طرح کے حادثات کہیں بھی پیش آ سکتے ہیں۔ انسان لاکھ تدابیر کرے، مگر ہونی کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ انسان کی ذمے داری یہ ہوتی ہے کہ وہ احتیاطی تدابیر کرے، اپنی بھرپور کوشش کو بروئے کار لائے، پھر بھی اگر حادثہ ہو جائے تو قضا و قدر سمجھ کر صبر کیا جاتا ہے اور اس کے بعد مناسب ترین اقدام اٹھایا جاتا ہے۔

اس حادثے کے بعد شاہ سلمان نے جو قدم اٹھایا وہ دنیا کے تصور میں بھی نہیں تھا۔ انتہائی بہترین اور ٹھوس قدم، جسے اس طرح کے حادثات کے لیے نمونہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ جہاں ایک طرف انھوں نے متاثرین کے آنسو پونچھے اور ذمے داروں کی سرکوبی بھی کی، دوسری طرف مظلومین کو دلاسا اور تسلی دی، ان کو بھرپور معاوضہ دیا، ان کو انصاف فراہم کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی، تاکہ اللہ کے ان مہمانوں کو غربت و اجنبیت کا احساس نہ ہو۔

یہ سب کچھ ہوا مگر دیکھنے کی بات یہ ہے کہ حادثے سے پہلے اور حادثے کے بعد میڈیا کا کیا رویہ رہا؟ جب حادثہ ہوا تو ایسے لگا کہ حادثہ نہ ہوا ہو، سعودی عرب نے خود کرایا ہو، حسبِ عادت اس کی تمام جہود پر جھاڑو پھیرنے کا سلسلہ شروع ہو گیا، ناقص انتظامات، بے پروائی اور بے توجہی، جانے کیا کیا کہا جانے لگا اور بدنام کرنے کی ایک مہم شروع ہو گئی۔ صیہونی اور رافضی میڈیا کے ساتھ ساتھ ہمارے تحریکی بھائی بھی میدان میں کود پڑے اور بہتی گنگا میں ہاتھ دھونے لگے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر جب انتہائی برق رفتاری سے تحقیق مکمل ہونے کے بعد شاہی فرامین جاری ہوئے تو پہلے تو انھیں یقین نہیں آیا اور ایسا لگا جیسے ان رافضیوں اور تحریکیوں پر سکتہ طاری ہو گیا ہے، مگر پھر ''جبل گردد جبلت نہ گردد'' تحریف و تاویل میں لگ گئے۔ کسی رافضی نے لکھا کہ تین لاکھ روپے دیے گئے ہیں تو کسی نے کہا: دس لاکھ روپے۔ پھر کسی تحریکی نے ایک مشہور اخبار کے اداریے میں پانچ سوریال کا تڑکا دیا تو کسی نے پانچ ہزار، متاثرین کے بارے میں طرح طرح کی قیاس آرائیاں اور الٹی سیدھی باتیں۔ پھر جب کئی عربی انگریزی اور بعض اردو اخبارات اور سوشل میڈیا نے ساری حقیقت واشگاف کر دی تو کسی تحریکی اخبار نے کمال تحریف و تدلیس کا مظاہرہ کرتے ہوئے پونے دو کروڑ کی خطیر رقم کو ''ایک کروڑ سے زیادہ'' سے تعبیر کیا۔ یقیناً سعودی عرب کے احسانات کا اعتراف کرنا ان تحریکیوں پر بہت گراں گزرتا ہے۔ ان سے بہتر تو وہ غیر مسلم قلم کار نکلے جنھوں نے نہ صرف سعودی عرب کے اقدام کو سراہا، بلکہ شاہ سلمان کو مبارک باد دی اور سلام پیش کیا۔

چنانچہ ایک غیر مسلم اسکالر نے مکہ کے اس حادثے کا ہندوستان میں کیدارناتھ میں ہوئے حادثے سے موازنہ کرتے ہوئے ''اس شہنشاہ کے فیصلے کو سلام'' کے عنوان سے لکھا:

> ''حادثہ مکہ میں ہو یا کیدارناتھ میں، اس میں میرے اور آپ جیسے انسانوں کی جان جاتی ہے۔ حادثہ کیسا بھی ہو، اس میں گھائلوں کے ساتھ ہمدردی اور متاثرین کو پورا احترام ملنا چاہیے۔ حکومت کا فرض ہوتا ہے کہ متاثرین کے ساتھ ہمدردی سے پیش آئے۔ مکہ کے مذہبی مقام پر ہوئے حادثے کے بعد اس کا چرچا میڈیا، فیس بک، ٹویٹر، واٹس اپ اور نیوز ویب سائٹ پر تھا، لیکن دکھ کی اس گھڑی میں جو کردار مجھے سب سے زیادہ مضبوط اور انصاف پسند نظر آیا وہ ہیں سعودی عرب کے شاہ سلمان، ..... مسجد کے جس حصے کو نقصان پہنچا تھا اسے بہتر (72) گھنٹوں میں درست کر دیا گیا، معاملے کی شنوائی ہفتے بھر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

میں ہوگئی، نہ کہیں دنگا ہوا، نہ گولی چلی، نہ کسی نے پتھر پھینکے، نہ پتلے پھونکے گئے اور نہ اس کی نوبت آئی۔ پورے حادثے میں یہ بات بالکل واضح نظر آ رہی ہے کہ شاہ سلمان کا فیصلہ دیکھ کر لگتا ہے کہ صرف انصاف ہی نہیں ہوا، بلکہ لوگوں کو محسوس ہوا کہ سچ میں انصاف ہوا ہے، اس کے لیے شاہ سلمان کی تعریف کی جانی چاہیے! کیدارناتھ کا حادثہ بھی ایک بھیانک حادثہ تھا، لیکن اس میں اپنوں کو کھونے کے بعد سرکاری انتظامیہ کی کرپشن، کام چوری اور بے پروائی نے زخموں پر نمک کا کام کیا۔ بھگوان نہ کرے، لیکن اگر مکہ کے متاثرین کا سامنا بھارت کے افسروں نیتاؤں اور کام چور سرکاری انتظامیہ سے ہوجاتا تو دکھ اور زیادہ بڑھ جاتا!''

میں ذاتی طور سے یہ سمجھتا ہوں کہ یہ انصاف پسند غیر مسلم اسکالر ان رافضیوں تحریکیوں اور حاقدانہ مزاج رکھنے والے اندھوں سے لاکھ گنا بہتر ہے جس نے مذہب سے بالاتر ہوکر حقیقت پسندی سے کام لیتے ہوئے دل کھول کر ایک اچھے اقدام کی حمایت کی اور حق کا ساتھ دیتے ہوئے قلم کی آبرو کی حفاظت کی۔

حادثۂ منیٰ اور رافضی و کربلائی میڈیا کا ننگا ناچ:

ابھی حرم کے حادثہ سے امت اُبھری بھی نہیں تھی اور اس جانکاہ حادثے کا زخم ابھی تازہ ہی تھا کہ منیٰ میں 10 ذی الحجہ کو کنکری مارنے کے لیے جانے والے حاجیوں میں ایسی بھگدڑ مچی کہ سیکڑوں لوگ دارِ آخرت کو کوچ کر گئے۔

حادثہ کیا ہوا، ایسا محسوس ہوا کہ رافضی میڈیا پہلے سے تیار بیٹھا تھا۔ ایران سے لے کر برصغیر کے سارے رافضیوں نے اپنی ناقدانہ توپوں کا رخ فوراً سعودی عرب کی طرف موڑ دیا۔ پہلے یہ کہا گیا کہ سعودی عرب کے ناقص انتظامات اس حادثے کا سبب ہیں، پھر ایران سے وحی نازل ہوئی کہ وزیرِ دفاع محمد بن شاہ سلمان کا قافلہ آ گے تھا، اس وجہ سے روڈ بلاک ہوگیا۔ ایران کے سرکاری چینل نے یہ خبر کیا اڑائی، تحریکیوں کو نیا شوشہ مل گیا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے اپنے اخباروں کی زینت بنانے لگے۔حسبِ عادت رافضیوں نے اپنے اس جھوٹ کو رواج دینے کی خاطر ایک پرانی ویڈیو کلپ بھی پھیلا دی، جس میں ایک قافلے کو منیٰ کے کسی روڈ پر جاتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ رافضیوں نے یہ ویڈیو کیا نشر کی، تحریکی اندھے بن کر اس کو لے اڑے اور ''کوا کان لے گیا'' کے مصداق بلا سوچے سمجھے اس کے پیچھے بھاگنے لگے۔

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ حادثے کے وقت محمد بن سلمان جدہ میں تھے، حادثے کے بعد وہ منیٰ آئے۔ اس طرح ڈھٹائی کے ساتھ جھوٹ بولنے والے احمقوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ گاڑیوں کا کوئی قافلہ پیدل والے راستے پر کیوں کر جائے گا اور وقت کا وزیرِ دفاع وہاں بھیڑ میں کیا کرنے جائے گا؟ بالفرض اگر انھیں کنکری مارنے جانا بھی ہو تو وہ اس راستے سے کیوں نہیں جائیں گے، جہاں سے مختلف ممالک کے سربراہان کو فل سکیورٹی میں لے جایا جاتا ہے؟ اور جو ایسی اہم شخصیات ہی کے لیے خاص ہے اور اسے نیچے زمین دوز اس طرح بنایا گیا ہے کہ باقاعدہ وہ اپنی گاڑیوں کے ساتھ وہاں سے کنکری مارتے ہوئے گزر جاتے ہیں، مگر سچ ہے بغض و دشمنی آدمی کو اندھا بنا دیتی ہے۔

محمد بن سلمان کا مسئلہ ابھی چل ہی رہا تھا کہ ایران کے رہبرِ اعلیٰ آیت اللہ خامنئی نے یہ مطالبہ کر دیا کہ چونکہ سعودی عرب حاجیوں کی حفاظت کرنے کے لائق نہیں، لہٰذا حج کو عالمِ اسلام کی نگرانی میں دے دیا جائے۔ ادھر خامنئی نے یہ مطالبہ پیش کیا، ادھر روحانی نے اقوامِ متحدہ سے اس حادثے کی تحقیق کا مطالبہ کر دیا۔ اسی پر بس نہیں ہوا، بلکہ ایران میں باقاعدہ سعودی عرب کے خلاف مظاہرے کیے گئے اور ایران نے تین روزہ سرکاری سوگ کا اعلان کر کے معاملے کو اور ہوا دی۔ حزب الشیطان کے سربراہ حسن نصر اللات نے ایک قدم اور آگے بڑھ کر یہاں تک مطالبہ کر ڈالا کہ نہ صرف اس معاملے کی عالمی تحقیق ہو، بلکہ ایران کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔

حادثے کے فوری بعد جس طرح رافضیوں نے انتہائی منظّم انداز میں سعودی عرب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے خلاف بیان بازی شروع کی ہے، اس سے ان لوگوں کے خیالات کو بہت تقویت ملتی ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی عام حادثہ نہیں، بلکہ ایک منظّم سازش تھی، جسے ایران نے اپنے اعلیٰ سکیورٹی اہل کاروں کے ذریعے انجام دیا ہے۔

بہرحال ابھی تحقیق جاری ہے اور چھے مختلف قسم کی کمیٹیاں اس معاملے کی بڑی باریک بینی سے تحقیق کر رہی ہیں اور جلد ہی ان شاء اللہ حقیقت سامنے آ جائے گی، مگر اس سے قطع نظر حقیقت کیا ہے؟ کچھ چیزیں ایسی ضرور ہیں جو ایران کے کردار کو اس حادثے میں مشکوک بناتی ہیں۔

چنانچہ رافضیوں کے جو سابقہ اعمال ہیں، جب ہم ان پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں واضح طور سے یہ چیز نظر آتی ہے کہ حجاج کے ساتھ ان کا رویہ ہمیشہ بہت خطرناک رہا ہے، پھر چاہے وہ چوتھی صدی ہجری میں قرامطی رافضیوں کے ہاتھوں حجاج کرام کا قتلِ عام ہو یا خمینی انقلاب کے بعد ایرانی اور کویتی رافضی حاجیوں کی شرانگیزیاں جو کبھی گولہ بارود کے ساتھ حج میں پکڑے گئے، تو کبھی معیصم کی سرنگ میں زہریلی گیس سے حاجیوں کو قتل کرتے ہوئے پائے گئے، کبھی خیموں میں آگ لگائی تو کبھی بھگدڑ مچا کر حجاج کرام کو مارنے کی کوشش کی، غرضیکہ حجاج کے ساتھ ان کا جو سابقہ رویہ رہا ہے وہ ان کے کردار کو سب سے پہلے مشکوک بناتا ہے۔

اسی طرح حج سے پہلے ایک سے زائد رافضی قائدین نے یہ دھمکی دی تھی کہ اس بار حج میں ایسا حادثہ ہوگا کہ سعودی حکومت دہل کر رہ جائے گی اور حوثیوں کے ایک لیڈر نے تو بالکل کھلے لفظوں میں یہ کہا تھا کہ ہم سعودی عرب سے اپنا بدلہ اس بار حج میں لیں گے اور ایسا حادثہ کریں گے کہ جس کی ماضی میں نظیر نہیں ملتی۔ شاید اس لیے ایک حکومت مخالف ایرانی نے کہا ہے کہ جو حادثہ ہوا ہے وہ پلاننگ سے بہت کم درجہ کا ہے اور پلاننگ اس سے کہیں زیادہ خطرناک حادثے کی تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح جو حاجی حادثے سے بچ گئے ہیں، ان میں سے کئی ایک کا بیان ہے کہ کثیر تعداد میں ایرانی حجاج مخالف سمت سے قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے آ گئے اور راستہ روک کر ''یا حسین یا حسین'' کا نعرہ لگانے لگے۔ نعرے میں اتنی شدت تھی کہ لوگ گھبرا اٹھے اور یہ سمجھ بیٹھے کہ کوئی حادثہ ہو گیا ہے۔ راستہ تو انھوں نے پہلے ہی سے جام کر رکھا تھا، نتیجہ یہ نکلا کہ لوگ بے ہوش ہو ہو کر گرنے لگے اور بھگدڑ مچ گئی اور لوگ ایک دوسرے کو کچلنے لگے۔ خود بعض ایرانی ذمہ دارانِ حج کا کہنا ہے کہ حادثہ تین سو ایرانی حجاج کے جمرات سے الٹا لوٹنے کی وجہ سے پیش آیا۔ اس نے یہ بیان مشہور عربی اخبار الشرق الاوسط کو انٹرویو دیتے ہوئے کہی ہے۔

مزید ایک نہایت خطرناک بات جو آج کل خبروں میں گردش کر رہی ہے، وہ لبنان میں متعین سابق ایرانی سفیر غضنفر رکن آبادی کا غیر قانونی طور سے اس وقت سعودی عرب میں موجود ہونا ہے۔ یہ انتہائی خطرناک شخص ہے جو نہ صرف ایران کا لبنان میں سفیر تھا، بلکہ حزب اللہ کو لبنان میں یہی ڈیل کرتا تھا اور ایران کی سرپرستی میں اسی نے اس کو لبنان میں خوب پروان چڑھایا ہے۔ لبنان میں ماضی میں ہوئے کئی خونی حادثات کا یہ ماسٹر مائنڈ رہا ہے۔

کہا یہ جا رہا ہے کہ ایران نے باقاعدہ چند انتہائی اہم عسکری شخصیات کے ساتھ غضنفر کو سعودی عرب میں حج کے دوران میں فتنہ وفساد برپا کرنے کے لیے بھیجا تھا، لیکن ان کی غلط پلاننگ کی وجہ سے نہ صرف یہ لوگ کماحقہ کامیاب نہ ہو سکے، بلکہ اس بھگدڑ میں اس کے کئی بڑے بڑے ساتھی اور اہل کار مارے گئے ہیں۔ اس شخص کا ابھی تک کوئی حتمی پتا نہیں ہے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ بھی مارا گیا ہے۔ بعض لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ سعودی حکومت کی گرفت میں آ گیا ہے، جب کہ بعض لوگ اسے لاپتا اور بعض کامیابی کے ساتھ فرار قرار دے رہے ہیں۔

البتہ ایرانی حکومت کے بعض اہل کاروں نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ غضنفر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سعودی عرب آیا تھا، جب کہ سعودی عرب نے یہ صراحت کر دی ہے کہ اس نام کا کوئی آدمی حج کے لیے سعودی عرب میں داخل نہیں ہوا۔ اب یہ بات بڑے زور وشور سے گردش کر رہی ہے کہ ایران کی یہ معروف شخصیت کسی اور نام اور جعلی پاسپورٹ سے سعودی عرب میں داخل ہوئی ہے اور تا حال یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ یہ کہاں ہے، البتہ اس کا اس وقت سعودی عرب میں ہونا کوئی اچھی علامت نہیں ہے اور اگر یہ ان شاء اللہ سعودی حکومت کے ہتھے چڑھ گیا تو ساری گتھی بڑی آسانی سے سلجھ جائے گی۔ ایک ایرانی حکومت مخالف نے بھی یہ بات بڑے وثوق سے لکھی ہے کہ اس بھگدڑ میں ایران کے اسپیشل فورس کے کئی لوگ مارے گئے ہیں اور کچھ تا حال لاپتا ہیں اور یہ ایک مکمل سازش کے تحت ہوا ہے، البتہ اس میں سازش کرنے والے خود بھی پھنس گئے ہیں۔

ایک اور چیز جو اس حادثے کے سازش ہونے کی تائید کرتی ہے وہ اس مصری ڈاکٹر کا خط ہے جو اس نے شاہ سلمان کے نام لکھا ہے اور اس میں مختلف دلائل سے اس نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ اسے یہ حادثہ نہیں لگتا اور ضروری ہے کہ وفات پانے والوں اور کچھ مریضوں کا میڈیکل چیک اپ کر کے ان کی موت کا صحیح سبب جاننے کی کوشش کی جائے، کیوں کہ اس کا کہنا یہ ہے کہ اس نے ایسی لاشیں دیکھی ہیں جن پر چوٹ وغیرہ کا کوئی نشان نہیں ہے اور کئی ایسے مریض ہیں جو اپنی یادداشت کھو چکے ہیں، جب کہ عموماً بھگدڑ میں چوٹ کھانے سے کسی کی یادداشت نہیں جاتی۔ اسی بنا پر اس نے یہ شبہہ ظاہر کیا ہے کہ کہیں باقاعدہ پلان کے تحت بھیڑ کو روک کر کسی زہریلی گیس کا تو استعمال نہیں کیا گیا۔ یہی بات اس نے ایک عربی اخبار کو دیے گئے انٹرویو میں بھی کہی ہے۔

بہرحال تحقیق ابھی جاری ہے اور کوئی حتمی رائے قائم نہیں کی جا سکتی، مگر سوال یہ اٹھتا ہے کہ رافضیوں کے خلاف اتنے سارے شبہات اور قرائن ہونے کے باوجود ہم یہ کیوں دیکھ رہے ہیں کہ میڈیا ان شبہات پر بحث نہیں کرتا اور وہ ان قرائن پر فوکس کرنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بجائے الٹا سعودی عرب ہی کو کیوں مجرم گردانے پر تلا ہوا ہے؟

کیا یہ اس لیے نہیں ہے کہ یہ صیہونی اور رافضی میڈیا ہے اور تحریکی میڈیا اس کے پیچھے پیچھے دم ہلا رہا اور ہاں میں ہاں ملا رہا ہے؟ حقیقت یہی ہے کہ اس بار جس طرح اس مجوسی میڈیا اور رافضی ذرائع ابلاغ نے ننگا ناچ ناچا ہے، ماضی قریب میں اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ بے سروپیر کی جھوٹی خبریں، بے بنیاد باتیں، جھوٹے الزامات، بناوٹی تصویریں، جھوٹی اور پرانی ویڈیوز، غرضیکہ سعودی حکومت کے خلاف بے لباس ہو کر میدان میں آ گئے ہیں اور ہمارے تحریکی بھائی ان کے پیچھے ناچنے میں اتنے مگن ہیں کہ اس کی بھی خبر نہیں ہے کہ ناچتے ناچتے کہیں انھی کی طرح بالکل بے لباس نہ ہو جائیں!

- آخر یہ میڈیا اگر سچا ہے تو ہمیں سعودی عرب کی خدمات سے کیوں نہیں متعارف کراتا؟
- آخر یہ دنیا کو یہ کیوں نہیں بتلاتا کہ ایرانی حجاج نے الٹا پلٹ کر کیوں راستہ جام کر دیا؟
- یہ اس پر کیوں نہیں بحث کرتے کہ اس وقت غضنفر رکن آبادی کا سعودی عرب میں غیر قانونی طور سے داخل ہونا کیا معنی رکھتا ہے؟
- یہ میڈیا اس حکومت مخالف ایرانی کے ٹویٹ پر کیوں نہیں گفتگو کرتا جو دعوے کے ساتھ کہہ رہا ہے کہ اس بھگدڑ میں ایرانی حکومت کا ہاتھ ہے اور اس میں الحرس الثوری کے کئی افراد مارے گئے ہیں۔
- یہ میڈیا اس مصری ڈاکٹر کے لکھے گئے خط کے مضمون اور ایک عربی اخبار کو دیے گئے اس کے انٹرویو پر کیوں نہیں بحث کراتا؟
- یہ میڈیا ان حاجیوں کا انٹرویو کیوں نہیں نشر کرتا جنھوں نے ایرانی حاجیوں کو راستہ روکتے اور ''یا حسین'' کا نعرہ لگاتے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا ہے؟
- یہ میڈیا یہ سب تو نہیں کرتا، البتہ جھوٹی تصویریں، پرانے اور غلط ویڈیوز، غلط بیانات، من گھڑت خطوط نشر کر کے سعودی عرب کو ہر طرح سے بدنام کرنے کی سرتوڑ کوشش کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہا ہے، آخر کیوں؟

کیوں کہ یہ رافضی میڈیا ہے جو صیہونی میڈیا کے ساتھ مل کر سعودی عرب کے خلاف ایک منظّم سازش کے تحت کام کر رہا ہے اور ہمارے تحریکی بھائی اس کے پیچھے یا تو گدھے بنے ہوئے ہیں یا پھر حقیقت جانتے ہوئے بھی دل کی بھڑاس نکال رہے ہیں۔

جب کہ حقیقت یہ ہے کہ سعودی عرب نے جس طرح حاجیوں کی خدمت کی ہے اور جو سہولیات اس نے انھیں بہم پہنچائی ہیں، تاریخِ اسلام میں اس کی نظیر ملنا بہت مشکل ہے، مگر ان خدمات کو تعصب کا چشمہ اتار کر اور بغض و عداوت، دشمنی و حسد کے جذبے سے پرے ہو کر دیکھنے کی ضرورت ہے۔

چنانچہ حج کی گذشتہ چالیس سالوں کی تاریخ پر اگر ہم ایک سرسری نظر ڈالیں تو ہمیں پتہ چلے گا کہ ان چالیس سالوں میں تقریباً آٹھ کروڑ (8,00,00000) حاجیوں نے حج کیا ہے اور ان 40 سالوں میں جو مختلف قسم کے حوادث ہوئے ہیں، ان میں تقریباً 3400 حاجیوں کی وفات ہوئی ہے، یہ ایسے حوادث ہیں جن میں سے بیشتر ناقص انتظامات کی وجہ سے نہیں، بلکہ اسلام دشمنوں کی طرف سے کرائے گئے ہیں، جن کی سرپرستی ایرانی اور کویتی رافضیوں نے کی ہے۔ آخر یہی وہ رافضی تھے جنھوں نے چوتھی صدی ہجری کے شروع میں ابو طاہر قرامطی کی قیادت میں یوم الترویہ کو حاجیوں پر حملہ کیا تھا اور تقریبا تیس ہزار 30,000 حجاج کرام کو قتل کر کے زمزم کے کنویں کو ان کی لاشوں سے بھر دیا تھا اور کعبہ کے دروازے کو اکھاڑ کر اور اس کے غلاف کو پھاڑ کر نکال دیا تھا، وہ یہ سب کرتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا: "أين طير الأبابيل وأين الحجارة من سجيل؟" (کہاں ہیں پرندوں کے جھنڈ اور کہاں ہیں کنکریاں؟) پھر اسی پر بس نہیں کیا، بلکہ جاتے جاتے حجرِ اسود کو بھی کعبہ سے الگ کر کے ساتھ لے گیا جو مدتوں بعد پھر بڑی مشکل سے واپس کیا۔ آج یہ ہیں، کل ان کے آبا و اجداد تھے، کام وہی ہے، صرف نسل بدلی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کسی نے مزید دقیق حساب کرتے ہوئے بیان کیا کہ پندرھویں صدی ہجری کے جو چھتیس سال گزرے ہیں، اس میں سعودی عرب نے تقریباً سات کروڑ (7,00,00000) حاجیوں کے حج کا انتظام کیا ہے، جن میں مجموعی طور سے چاہے وہ کسی حادثے کے نتیجے میں ہو یا بغیر کسی حادثے کے، تقریباً 5000 حاجیوں کی وفات ہوئی ہے، ایسی صورت میں وفیات کی کل نسبت زیرو اعشاریہ زیرو زیرو زیرو زیرو سات (0.00007) کی بنتی ہے، اگر ہم اسے ناکامی سے تعبیر کریں تو پھر کامیابی کسے کہتے ہیں؟

اسی طرح گذشتہ تیس سالوں میں سعودی عرب نے تقریباً چھے کروڑ (6,00,00000) حاجیوں کی ضیافت کی ہے، جب کہ ایران نے اس عدد کے آدھے سے زیادہ (یعنی تین کروڑ سے زیادہ) سنیوں کو ایران، لبنان، عراق اور شام و یمن میں قتل کیا ہے یا انھیں ملک چھوڑنے پر مجبور کر دیا ہے!

صرف اس سال سعودی حکومت نے حاجیوں کی خدمات کے لیے جن کی کل تعداد تقریباً بیس لاکھ (20,00000) تھی، تقریباً ڈیڑھ لاکھ (150000) سکیورٹی، تیئس ہزار (23000) سرکاری وظیفہ خوار، آٹھ ہزار (8000) راہنما، تینتالیس ہزار (4300) خیمے، چالیس ہزار (40000) بسیں، 555 ایمبولینس، 25 اسپتال، 5000 بیڈ، 155 شفاخانے مہیا کر رکھے تھے، علاوہ ازیں 3800 دیگر خدماتی آلات تھے۔

قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ تین دن کے اندر 340 حاجیوں کی اوپن ہارٹ سرجری ہوئی ہے، جو بالکل مفت ہوتی ہے، کیوں کہ سعودی عرب میں ہر حاجی کا علاج مفت ہوتا ہے، اسے کسی بھی قسم کی جسمانی پریشانی لاحق ہو جائے اور بڑے سے بڑے علاج کی اس کو ضرورت یا بڑے سے بڑے آپریشن کی حاجت ہو، اس کا کوئی پیسہ نہیں لگے گا، اس کے اپنے ملک سے آیا ہوا طبی و غیر طبی عملہ ہوسکتا ہے اس کی خدمت سے غافل ہو جائے، مگر سعودی حکومت ایک سعودی شہری کی طرح اس کا مفت علاج کرتی ہے، وہ اسے اپنا مذہبی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فریضہ اور دینی ذمے داری سمجھ کر انجام دیتی ہے، نہ اسے اس حاجی سے کچھ لینا ہوتا ہے، نہ ہی اس کے ملک سے، یہ کل کا کل للہ وفی اللہ ہوتا ہے۔

جن لوگوں کا یہ وہم ہے کہ سعودی عرب کی حج سے آمدنی ہوتی ہے وہ بڑی غلط فہمی میں ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ سعودی عرب کا باقاعدہ ایک خطیر بجٹ ہوتا ہے جو ہر سال حج کے لیے مختص کیا جاتا ہے، اسی لیے سعودی حکومت نے باقاعدہ صرف حج کے لیے پوری منسٹری بنا رکھی ہے، جو اس کا بجٹ پیش کرتی اور اس کو خرچ کرتی ہے۔ علاوہ ازیں اسلامی امور کی وزارت، وزارتِ داخلہ اور دیگر بعض حکومتی ادارے اپنے بھرپور کردار نبھاتے اور ایک خطیر رقم حج میں خرچ کرتے ہیں اور وزارتِ حج کے علاوہ ان دونوں وزارت کے پاس بھی حج کے لیے باقاعدہ بجٹ ہوتا ہے جو موسمِ حج میں حاجیوں کی سہولیات اور ان کی سکیورٹی کی خاطر خرچ کیا جاتا ہے۔

اگر سعودی عرب کو حج یا حرمین شریفین سے کمانے کی خواہش ہوتی تو وہ لاکھوں کروڑوں بلکہ اربوں کھربوں کماتا اور اس کی حکومت انھیں پیسوں سے شان سے چلتی رہتی، مگر یہ موحدین کی حکومت ہے جو حاجیوں کی خدمت اپنا مقدس فریضہ سمجھتی ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انھیں دیا ہے اسے اللہ کی راہ میں بے دریغ خرچ کرتی ہے!

کسی انصاف پسند قلم کار نے کیا ہی خوب لکھا ہے:

''مجھے صرف ایسا ایک کیس دکھاؤ کہ حرمین شریفین میں مولوی صاحب نے کسی حاجی کو ترغیب دی ہو: ''چندہ برائے توسیع وتعمیر حرمین شریفین؟'' کسی کو چندے کا ڈبہ نظر آیا ہو؟ نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت فیس 1000 ریال؟ شیخین کی قبروں کی زیارت فی کس 500، 500 ریال؟ بدر واُحد، بقیع وخندق فی کس 1000 ریال؟ زمزم فی گلاس 10 ریال؟ کسی حاجی اور جن سے شُرطہ (پولیس) نے راز و نیاز میں اپنی جیب گرمانے کی فرمایش کی ہو؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حاجی صاحب تھانے پہنچے ہوں کہ شرطہ نے مجھے گالی دی ہے، وہ بھی ٹھوس پنجابی میں؟! حیرت ہے نیچے گدھا دفنا کر اوپر ولی کا بورڈ لگا کر ٹکٹ لگانے والے، ایک امام حسین رضی اللہ عنہ کی قبر کو دنیا کے مختلف مقامات پر بنا کر تجارت کرنے والے بھی کہتے ہیں کہ آل سعود حج کے پیسے کھا گئے!''

مگر صیہونی اور رافضی میڈیا اور اس کے چیلے ہمیں یہ سب نہیں بتائیں گے، وہ یہ خوب زور وشور سے ذکر کریں گے کہ آج ایک سعودی شہزادے نے کھڑے ہو کر استنجا کر لیا ہے اور آلِ سعود میں آپس میں اختلاف ہو گیا ہے، فلاں شہزادے نے ٹوپی ٹیڑھی لگا لی ہے، فلاں سعودی شہری کو آزادی رائے کی وجہ سے کوڑوں کی سزا ہو گئی ہے، مگر ان کو کبھی یہ توفیق نہیں ہو گی کہ سعودی عرب کی ان ہمالیائی خدمات پر سرسری نگاہ بھی ڈال لیں!

بلکہ آپ غور کریں تو صرف عرفات کے میدان میں ایک دن کے اندر حاجیوں کو کوئی کروڑ ٹھنڈے پانی کی بوتلیں، مختلف قسم کے جوس، نیز دیگر مشروبات مہیا کیے جاتے ہیں، ساتھ ہی ساتھ تقریباً بیس لاکھ افراد کے لیے کھانا بھی، اتنا ہی کچھ تین دنوں تک منیٰ میں بھی مہیا کیا جاتا ہے، کیا یہ سب معمولی خدمات ہیں؟ بلاشبہ یہ سعودی حکومت کی غیر معمولی خدمات ہیں، مگر جب دلوں پر پردہ اور آنکھوں پر تعصب کی عینک لگ جائے تو پھر سوائے عیب کے کچھ نظر نہیں آتا اور پھر اگر مخالف رافضی ہو تو کیا کہنا، آپ کا کوئی پہلو مامون ومحفوظ نہیں رہ سکتا!

حقیقت یہ ہے کہ سعودی عرب کی خدمات اتنی زیادہ اور اتنی بے مثال ہیں کہ ان کا شمار کرنا مشکل اور ان کا کسی سے موازنہ کرنا ان کی توہین ہے۔ حج کے ترقیاتی منصوبوں پر سعودی عرب نے اب تک اربوں ڈالر خرچ کیے ہیں۔ صرف جمرات پر نظر ڈال لیں، حاجیوں کی سہولت کے لیے کس طرح سعودی حکومت نے اربوں کھربوں روپے خرچ کر کے اسے اتنا بہترین بنا دیا ہے کہ وہاں الحمد للہ اب حادثوں کا تصور ختم ہو گیا ہے، جب کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس سے پہلے رمی جمرات ہی سب سے خطرناک اور صبر آزما مرحلہ ہوتا تھا۔

حرمین وغیرہ کی توسیع، قرآن کی نشر و اشاعت اور عام داخلی و خارجی اسلامی و عام انسانی تعاون وغیرہ اس کے علاوہ ہیں، جس کا حساب کرنا ناممکن نہیں تو بہت مشکل ضرور ہے۔ سعودی حکومت بلاشبہہ ملک کے اندر اور باہر مسلمانوں اور عام انسانوں کی دل کھول کر مدد کرتی ہے اور اپنی دولت فلاح و بہبود کی خاطر دونوں ہاتھ سے لٹاتی ہے، مگر یہ صیہونی اور رافضی و کربلائی میڈیا کبھی اس کا ذکر نہیں کرتا اور نہ ہی اسے منظر عام پر لاتا ہے۔ یہی حال بیشتر تحریکیوں کا ہے جو اس رافضی میڈیا کے پیچھے پیچھے دم ہلاتے ہیں، انھیں اگر کوئی سعودی سر کھلا بغیر ٹوپی کے نظر آ جائے تو اس پر ایک مضمون لکھنے میں ٹائم نہیں لگتا، مگر سعودی عرب کی عظیم اسلامی و انسانی خدمات کو اجاگر کرنے کے لیے چند سطریں بھی قلم بند کرنا انھیں بہت گراں گزرتا ہے!

البتہ انصاف پسند طبقہ ان خدمات کو دیکھ کر مبہوت رہ جاتا ہے اور سعودی عرب کے ذکرِ خیر سے اس کی زبان تر رہتی ہے، دورانِ حج میں متعدد بار مختلف ممالک کے کئی ٹی وی رپورٹرز اور میڈیا نمایندوں سے ہماری ملاقات ہوئی، جب انھوں نے سعودی حکومت کی طرف سے کیے گئے انتظامات اور ان کی بلاعوض عظیم خدمات کو دیکھا تو حیران رہ گئے اور یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ ایسی خدمات دنیا کا کوئی ملک نہیں پیش کر سکتا، البتہ جہاں ایک طرف انھوں نے ان خدمات کی تعریف کی، وہیں اپنے اپنے ملکوں کے میڈیا پر افسوس کا اظہار کیا کہ وہ کس طرح صرف سعودی عرب کی چند کمیوں کوتاہیوں کو پیش کرتا ہے اور اس کی عظیم خدمات سے آنکھیں چرا لیتا ہے، بلکہ ان میں سے بعض نے خود اپنے بارے میں کہا کہ ہم یہاں آنے سے پہلے سعودی عرب کے بارے میں بہت منفی تصور رکھتے تھے، مگر یہاں آنے کے بعد ہمارے تصورات بدل گئے اور ہمیں اچھی طرح محسوس ہوا کہ ہم اس عظیم ملک کے متعلق کس قدر دھوکے میں تھے!

سعودی عرب کی یہ خدمات انتہائی عظیم، ناقابلِ فراموش اور اسلامی تاریخ کا ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہایت روشن باب ہیں، جس پر بجا طور پر امتِ مسلمہ کو فخر ہونا چاہیے اور ان کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ انھوں نے دنیا بھر سے آنے والے مسلمانوں کے لیے کتنا عمدہ انتظام کر رکھا ہے کہ وہ ایک اجنبی جگہ آ کر آسانی کے ساتھ حج وعمرہ ادا کر کے اللہ کے حضور سرخرو ہوتے ہیں اور سعودی حکومت کروڑوں کا خرچہ کر کے کس طرح ان کے لیے راحت کا سامان مہیا کرتی ہے۔

البتہ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس میں ترقی وتطویر کی کوئی گنجایش نہیں، یا وہ معصوم ہیں اور ان سے کوئی غلطی سرزد نہیں ہوسکتی! بلکہ ترقی اور مزید انتظامات کی بھی ضرورت ہے، تاکہ حج کو مزید منظّم اور آرام دہ بنایا جا سکے اور وہ اس کو ہم سے زیادہ نہ صرف سمجھتے ہیں، بلکہ مسلسل تعمیر وترقی میں لگے ہوئے بھی ہیں، اسی طرح ان سے غلطی کا بھی امکان موجود ہے، مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ اگر ان سے ایک غلطی ہو جائے تو ان کے ہمالیائی احسانات اور عظیم اعمال کو بھول کر ہاتھ دھو کر ہم ان کے پیچھے پڑ جائیں، بلکہ ہونا یہ چاہیے کہ ان کی خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے لیے دعائیں کی جائیں، مصیبتوں میں ان کی تعزیت کی جائے، کلماتِ خیر کہے جائیں۔ کیا یہ بدطینتی کی انتہا نہیں ہے کہ کسی پر مصیبت آئے تو ہم الٹا اس کی برائی بیان کریں، اس کو موردِ الزام ٹھہرائیں، اس کو بدنام کریں اور اس کی فضیحت کے لیے جھوٹ اور دروغ گوئی کا سہارا لیں؟ بلاشبہہ یہ انتہائی مذموم حرکت ہے جو اخلاق سے پیدل اور انسانیت سے گرے ہوئے لوگ ہی کرتے ہیں۔

الحمد للہ سعودی عرب تطور وترقی کے راستے پر گامزن ہے اور عالمِ اسلام کے ساتھ ساتھ عالمِ انسانیت کی جو خدمات وہ انجام دے رہا ہے، آبِ زر سے لکھنے کے لائق ہیں، بس سعودی عرب کا جرم صرف اتنا ہے کہ وہ حقیقی اسلام کا نمایندہ اور اس پر کاربند ہے، اسی وجہ سے سارے صیہونی مجوسی اور رافضی وتحریکی سب کے سب ہاتھ دھو کر اس کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، کوئی دینی دشمن ہے تو کوئی اعتقادی، اور کوئی مسلکی دشمن ہے تو کوئی منہجی، غرضیکہ سارے اسلام دشمن، کینہ توز رافضی وتحریکی اور سعودی عرب سے مسلکی بغض رکھنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والے سب کے سب اس کے سخت مخالف ہیں اور ان کا میڈیا نہایت منظّم انداز میں اس کے خلاف پروپیگنڈا کرنے اور سیدھے سادے عام مسلمانوں کو اس کے خلاف ہموار کرنے میں لگا ہوا ہے، سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ بنا کر لوگوں کو بڑے پیمانے پر گمراہ کر رہا ہے۔ اس میدان میں صیہونیوں اور رافضیوں کے بعد تحریکیوں کا نمبر آتا ہے جن میں کچھ تو سعودی عرب کی دشمنی اور بغض و عداوت میں اتنے آگے نکل گئے ہیں کہ انھوں نے سچ اور جھوٹ کی تمیز کھو دی ہے اور کچھ ایسے ہیں جو ان رافضیوں کے حمار مطلق بنے ہوئے ہیں۔

ظاہر ہے جب مقصد شر سے بھرپور اور نیت بالکل فاسد ہو تو بھلا آدمی مثبت کیسے سوچ سکتا ہے؟ جب مقصد ہی سعودی عرب اور عربوں کو بدنام کرنا، ان کی خامیوں کو لوگوں کے سامنے اجاگر کرنا ہو تو بھلا ان کی اچھائی کیسے نظر آ سکتی ہے؟ یہی حقیقت ہے کہ اس طرح کی اوچھی حرکتوں سے مقصد صرف اور صرف سعودی عرب کو خصوصاً اور عربوں کو عموماً بدنام کرنا ہوتا ہے، جس کے لیے یہ ہر طرح کے مواقع کا جائز اور ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں اور بے شعور عوام حقیقت سے بے خبر ان کے ساتھ چل پڑتے ہیں۔ اس میں سب سے بڑا کردار اس صیہونی میڈیا کا ہے جو اسلام کا ازلی دشمن ہے، بھلا یہود و نصاریٰ کبھی اسلام اور مسلمانوں کے کیسے مخلص ہو سکتے ہیں، جیسے قرآنی ارشاد اس حقیقت پر اعلیٰ ترین شاہد عدل ہیں:

﴿وَ لَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَ لَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ﴾ [البقرة: ١٢٠]

''اور تجھ سے یہودی ہرگز راضی نہ ہوں گے اور نہ نصاریٰ، یہاں تک کہ تو ان کی ملت کی پیروی کرے۔''

ان کے ان ناپاک عزائم اور نجس خیالات کو ایران کا رافضی میڈیا اور برصغیر کی کربلائی صحافت لوگوں میں نشر کرتی ہے، تاکہ لوگوں کو اسلام کے اصل مراکز سے بدگمان کیا جا سکے اور اسلام اور مسلمانوں میں عرب ممالک اور بالخصوص سعودی عرب کے اسلامی کردار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو کمزور کیا جا سکے اور ایران جیسے خبیث اور رافضیوں جیسے نجاست زدوں کو اسلام کا حقیقی نمایندہ بنا کر عام مسلمانوں کے سامنے پیش کیا جا سکے، تا کہ یہ ہر جگہ لبنان، عراق، شام اور یمن جیسا کھیل کھیل کر دنیا سے صحیح اسلام کا خاتمہ کر کے اپنے متعہ مارکہ دین کو اس کی جگہ نافذ کر سکیں۔

ایران کا خبیث چہرہ اور اس کے مکروہ عزائم اب بالکل واضح ہو کر سامنے آ چکے ہیں اور اب وہ مشرقِ وسطی میں کھل کر امریکہ و اسرائیل کے مفادات کا تحفظ کر رہا ہے، اس کے عوض اس کو کھل کر پاؤں پسارنے کا موقع اور ایٹمی سوغات دی جا رہی ہے، اس کے بالمقابل عرب نہ صرف صحیح اسلام کی نمایندگی کر رہے ہیں، بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کو ان سے فائدہ پہنچ رہا ہے، مگر عالمی ذرائع ابلاغ اور اس سے متاثر و مستفید ہمارا ملحد اور کربلائی میڈیا نہ صرف ایک طرف ایران کو ہیرو بنا کر پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے، بلکہ دوسری طرف عربوں کو بدنام کرنے میں مسلسل لگا رہتا ہے۔ یہ ایک منصوبہ بند سازش ہے، جس سے صد افسوس کثیر تعداد میں لوگ ناواقف ہیں۔

اس پورے مسئلے میں سب سے زیادہ افسوس ان تحریکیوں پر ہوتا ہے جو سعودی عرب کی دشمنی میں فوراً اس کے ہر دشمن کی آواز پر لبیک کہتے ہیں، چاہے وہ رافضی ہی کیوں نہ ہو، کیوں کہ یہود و نصاریٰ تو ہمارے ازلی دشمن ہیں اور رافضیوں کی تو اسلام دشمنی کی ایک لمبی تاریخ رہی ہے، نہ ان سے حرم بچا نہ حرم کے مصلیان، نہ ان کے شر سے مسلم قائدین سلامت رہے نہ یہ امت، کبھی انھوں نے حرم کو لوٹا تو کبھی بغداد کو تاتاریوں سے لٹوایا، کبھی بنگال میں انگریزوں کے ساتھ کھڑے ہو کر سراج الدولہ کو شکست دلوائی تو کبھی میسور میں شیرِ میسور کو قتل کروا کر ہندوستان کی غلامی کا راستہ ہموار کیا۔ تاریخِ اسلام میں ان کے کالے کرتوتوں ہی کی بنا پر انھیں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے یہود و نصاریٰ سے زیادہ ضرر رساں بتایا۔ مگر یہ تحریکی جب ان رافضیوں کے سر میں سر ملاتے ہیں تو واقعی انتہائی دکھ ہوتا ہے کہ لبنان، عراق، شام اور یمن میں ان کے شنیع اعمال کو دیکھنے کے باوجود یہ کیسے ان کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم نوا بن جاتے ہیں۔ خدا نہ کرے اگر کبھی ان تحریکیوں کے گریبان تک ان خبیث رافضیوں کا ہاتھ پہنچا تو اس وقت انھیں بہت اچھی طرح ان کی حقیقت سمجھ میں آجائے گی، مگر اس وقت تک بہت دیر ہو چکی ہو گی!

آخر میں چلتے چلتے میں چاہتا ہوں کہ ایک بات صراحت سے بیان کر دوں کہ جن لوگوں کے دل، عقیدہ و منہج کی بنا پر سعودی عرب کے خلاف بغض سے بھرے اور اس کی دشمنی سے لبریز ہیں، وہ جتنی جلدی ممکن ہو اپنی دوستی اور دشمنی کو شرعی اصول کے ضابطے میں لے آئیں اور حب فی اللہ اور بغض فی اللہ کے اصول کے تحت زندگی گزارنے کی کوشش کریں۔ وہ اگر سعودی عرب کے تئیں کسی برے دن کے منتظر اور اس کی کوشش میں ہیں تو اس خوش فہمی اور وہم سے جتنی جلدی نکل آئیں، اتنا بہتر ہے، کیوں کہ جب تک سعودی عرب توحید پر قائم اور شریعتِ اسلامیہ پر دائم ہے، ان شاء اللہ العزیز نہ کسی صیہونی کی سازش اس کو نقصان پہنچا سکے گی، نہ کسی پلید رافضی کا مکر و فریب اور جھوٹ اس کا کچھ بگاڑ سکے گا اور نہ ہی اسے کسی تحریکی کی بڑ اور اوہام وظنون اور پھسپھسے فلسفے سے کوئی خطرہ ہو گا اور جب تک وہ عالمِ اسلام اور عالمِ انسانیت کی اسی طرح خدمت کرتا رہے گا، ان شاء اللہ اس کی رحمت و برکت سے ایسے ہی سرسبز و شاداب اور پھلتا پھولتا رہے گا، اور جلنے والے جلتے اور ہاتھ ملتے رہیں گے۔ یہی اللہ کی وہ سنت ہے جس کی طرف ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس وقت اشارہ کیا تھا، جب آپ ﷺ غارِ حرا سے ہانپتے کانپتے اور گھبرائے ہوئے ان کے پاس اس حالت میں پہنچے تھے کہ آپ ﷺ کو اپنی جان پر خوف لگ رہا تھا:

"وَاللّٰهِ مَا يُخْزِيكَ اللّٰهُ أَبَداً، إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ"

''اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا، (اس لیے کہ) آپ ﷺ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، نادار کا بوجھ اٹھاتے ہیں، محروم کے لیے کمائی کرتے ہیں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مہمان کی مہمان نوازی کرتے ہیں، حق کے سلسلے میں آنے والے مصائب میں (لوگوں سے) تعاون کرتے ہیں۔''

کیوں کہ اللہ تعالیٰ ان صفات کے حامل اشخاص و افراد کو کبھی رسوا نہیں کرتا، نہ ہی ہلاکت و بربادی ان کا مقدر ہوتی ہے۔ فرمانِ رسول ﷺ ہے:

«وَاللّٰه فِي عونِ الْعَبدِ مَا كَانَ الْعَبدُ فِي عونِ أَخِيهِ»

''جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی مدد میں ہوتا ہے۔''

چنانچہ یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ درحقیقت یہ حق و باطل کی جنگ ہے، جس کا اصل سبب دین و مذہب اور عقیدہ و منہج کا بنیادی اختلاف ہے، ورنہ عربوں کی بے نظیر خدمات، سعودی عرب کے بے مثال اقدامات اور ایران کے مکروہ عزائم و ناپاک سازشیں، نیز لبنان و عراق اور شام و یمن میں اس کی دہشت گردیاں اتنی باریک نہیں ہیں کہ میڈیا کی خوردبینی نگاہوں سے پوشیدہ رہ جائیں۔ نیز حق و باطل کی اس جنگ کا وجود اسلام کے وجود سے جڑا ہوا ہے اور یہ جنگ چلتی رہے گی، البتہ آخر میں اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے نیک اور صالح بندوں اور سچے مسلمانوں کو کامیاب کرتا ہے، کما قال:

﴿وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ [الأعراف: ١٢٨]

''اور اچھا انجام متقی لوگوں کے لیے ہے۔''

ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ حق و باطل کی اس جنگ کا بھی وہ جلد ہی فیصلہ کر دے گا اور بہت جلد اپنے سچے بندوں کو کامیابی سے سرخرو کرے گا۔ اللھم آمین

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں مسلماں کچھ نظر آتے ہیں کچھ!

مشرقِ وسطیٰ کے موجودہ حالات پر
ڈاکٹر وسیم محمدی سے لیا گیا ایک اہم انٹرویو

چند دنوں پہلے سعودی عرب کے معروف صنعتی شہر جبیل کے دعوتی سینٹر کے زیرِ اہتمام سالانہ اجلاس میں تحفظِ حرمین شریفین کے موضوع پر ڈاکٹر وسیم محمدی کا ایک طویل اور نہایت اہم خطاب ہوا تھا، جس میں سعودی عرب کے خلاف رافضی ریشہ دوانیوں کا کافی تفصیل سے جائزہ لیا گیا تھا۔ پروگرام کے بعد جبیل کے دعوتی سینٹر سے جڑے اور سوشل میڈیا پر نہایت فعال اور متحرک داعی ابوطلحہ الضحاک نے مشرقِ وسطیٰ کے موجودہ حالات پر ڈاکٹر وسیم محمدی سے ایک طویل اور مفصل انٹرویو لیا تھا، انٹرویو کی افادیت کو دیکھتے ہوئے اسے کچھ حذف واضافہ اور بعض ضروری تعدیلات کے بعد قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

سوال ①: آپ سے ہمارا سوال یہ ہے کہ سعودی عرب اور حوثی باغیوں کی جو ابھی جنگ چل رہی ہے تو اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ ایک سیاسی جنگ ہے، آخر اس جنگ کی حقیقت کیا ہے؟

جواب اگر آپ سعودی عرب کی تاریخ پر نظر ڈالیں گے اور سعودی عرب کے ماضی قریب کو دیکھیں گے تو آپ کو یہ احساس ہوگا کہ سعودی عرب کے یہاں اس طرح کے جارحانہ عزائم موجود نہیں کہ وہ کسی ملک پر حملہ کرے، یا بلا وجہ کسی کے معاملات میں مداخلت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرے، یہ ان کی پالیسی کے بالکل خلاف ہے۔ جو لوگ سعودی عرب کی سیاست سے اچھی طرح واقف ہیں، وہ یہ چیز اچھی طرح جانتے ہیں۔

یمن کا مسئلہ یہ ہے کہ وہاں کے حوثیوں نے جب ایران اور وہاں کے معزول صدر علی عبداللہ صالح کے ہم نوا فوجیوں کی مدد سے یمن کی قانونی حکومت کو بے دخل کر دیا اور ہادی منصور صنعا سے بھاگ کر عدن میں آ گئے اور پھر یہاں بھی ان کا پیچھا کیا گیا تو انھوں نے سعودی عرب سے قانونی مدد طلب کی اور باقاعدہ ان کو لیٹر لکھ کر بلایا کہ آپ ہماری مدد کے لیے آئیں، ان کے آپس میں یہ معاہدے ہیں کہ عرب ممالک ایک دوسرے کو مدد کے لیے بلا سکتے ہیں، پھر یہ ایک قانونی اور رسمی چیز ہے جو کسی بھی اعتبار سے قابلِ اعتراض نہیں کہی جا سکتی، جیسے اس سے پہلے بحرین نے سعودی عرب کو بلایا تھا، جب وہاں کی قانونی حکومت نے ان کو بلایا ہے تو یہ اس کے بلانے پر وہاں گئے ہیں، تاکہ وہاں کی جو قانونی حکومت ہے، اس کو واپس لایا جا سکے اور اس کو اس کی صحیح جگہ پر پہنچایا جا سکے۔ ایک وجہ تو یہ ہے۔

دوسری اہم وجہ یہ ہے کہ جو حوثی باغی ہیں، ان کی پشت پر ایران کھڑا ہوا ہے اور ایران ان فوجیوں اور حوثیوں کے ذریعے یہ چاہتا ہے کہ پہلے وہ یمن پر قبضہ کرے اور یمن کے معاملات میں دخیل ہو جائے، اس کے بعد اس نے جس طرح شام اور عراق میں حالات پیدا کیے ہوئے ہیں، اسی طرح یمن میں داخل ہو کر وہ حالات پیدا کرے، پھر اس کے بعد سعودی عرب پر حملہ کر کے حرمین پر قبضہ کرے، یہ اس کا اصل ٹارگٹ ہے، جس کا بار بار اس کے سیاسی اور دینی رہنما اپنی باتوں اور کانفرنسوں میں اظہار کرتے رہتے ہیں اور پھر ان کی مذہبی کتابوں میں یہ چیز ایک مسلم اعتقاد کی حیثیت رکھتی ہے، اس لیے ایک دوست کے تعاون کی حیثیت سے بھی اور اپنی سکیورٹی کو مضبوط کرنے کے لیے بھی ضروری تھا کہ سعودی عرب وہاں کی قانونی حکومت کا ساتھ دے اور یہ بین الاقوامی قانون کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بالکل مطابق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سعودی عرب جیسے اسلامی ملک سے اندر سے لاکھ بغض رکھنے کے باوجود اقوامِ متحدہ اور یورپی یونین نے اس کی مکمل تائید کی ہے اور دنیا کے کسی بھی نظام میں اسے غلط قرار نہیں دیا جا سکتا تو گویا سعودی عرب نے ایک بالکل اخلاقی اور قانونی قدم اٹھایا ہے جو اس کو اٹھانا چاہیے تھا۔

سوال ②: اکثر لوگوں کے ذہنوں میں یہ سوال آتا ہے کہ سعودی عرب کے پاس فوج ہے اور نہ ہی اسلحہ، اور اکثر یہ لوگ دوسروں سے مدد لیتے ہیں اور دوسروں کی کٹھ پتلی بنے رہتے ہیں۔ دوسرے جب کہتے ہیں کہ اٹھو تو اٹھتے ہیں اور بیٹھو تو بیٹھتے ہیں، تو پھر اس معاملے میں ان کے پاس فوج کہاں سے آ گئی؟ ہتھیار کہاں سے آ گیا؟

جواب یہ ایک خام خیالی اور سوئے ظن ہے، جس کا سب سے بڑا سبب صیہونی، کربلائی اور رافضی میڈیا ہے۔ دوسرا بڑا سبب یہ ہے کہ جیسا کہ میں نے اشارہ کیا کہ سعودی عرب کی یہ عادت ہے کہ وہ کسی کے معاملات میں مداخلت نہیں کرتا اور نہ ہی اسے بے جا لڑائی، جھگڑا، جنگ اور حرب وضرب کا شوق ہے، بلکہ وہ اس سے دور رہتا ہے اور یہی آپ ﷺ کی وصیت بھی تھی کہ آپ جنگ کی تمنا نہ کریں، لیکن جب جنگ ہو تو پھر ثابت قدم رہیں، یہی وجہ ہے کہ سعودی عرب کی حکومت حتی الامکان جنگ سے دور رہتی ہے اور نہیں چاہتی کہ بلاوجہ کہیں جنگ میں ملوث ہو، کیوں کہ یہ سبھی جانتے ہیں کہ جنگ کے نتائج اکثر خراب نکلتے ہیں۔

سعودی عرب کے اندر حلم ہے، صبر ہے، حکمت ہے، جو یہاں کے حکام ہیں وہ انتہائی بابصیرت اور دور اندیش ہیں، اس لیے اس طرح کے فتنہ وفساد سے دور رہتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کچھ لوگوں کو ان کے حلم اور شرافت کی وجہ سے یہ گمان ہونے لگا کہ ان کے پاس نہ تو اسلحہ ہے، نہ فوج اور نہ ہی لڑنے کی قوت ہے، مگر الحمدللہ ان کے پاس طاقت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی ہے، قوت بھی ہے، حمیت بھی ہے، اور غیرت بھی ہے، اور یہ اپنی حفاظت بھی کرنا جانتے ہیں اور خود سے زیادہ چونکہ حرمین شریفین کی حفاظت کی ذمہ داری بھی ان کے کندھوں پر ہے، اس لیے یہ اس کی حفاظت کے لیے پوری طرح تیار ہیں اور الحمد للہ اس کے لیے جو وسائل ہونے چاہئیں ان کے پاس مہیا ہیں۔

البتہ اس بات کی طرف بھی میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ دیکھیے جنگوں میں اسلحہ اور فوج کی تعداد کی نہیں، بلکہ مسلمانوں کے ایمان کی، قوت کی، صبر کی اور عزیمت کی اہمیت زیادہ ہوتی ہے اور یہ چیز ان کے اندر الحمد للہ جو دوسرے ممالک ہیں، ان سے بہت زیادہ پائی جاتی ہے۔ بعض لوگوں کا یہ گمان ہے کہ عصرِ حاضر میں جو جنگیں ہوتی ہیں اور جب ہتھیار اتنے ترقی کر چکے ہیں تو ایسی صورت میں یہ کہنا کہ اسلحوں کی اہمیت نہیں ہے اور افرادی قوت کی اہمیت نہیں ہے، یہ ایک پرانے زمانے کی بات ہے۔ درحقیقت ایسی بات نہیں ہے، بلکہ واقعہ درحقیقت اس کے برعکس ہے، چنانچہ ماضی قریب میں آپ دیکھیں کہ افغانستان میں روس کا کیا حال ہوا؟ وہ افغانی جو صحیح سے ہتھیار دیکھے بھی نہیں تھے، انھوں نے جب ایمانی قوت اور ثابت قدمی سے کام لیا تو روس کے چھکے چھڑا دیے اور اللہ تعالیٰ کی توفیق، پھر اس کے بعد اپنی محنت سے روس کو ایسی ہزیمت دی کہ وہ ٹکڑوں میں بٹ گیا، گویا جنگوں میں ہتھیار سے زیادہ ایمانی عزیمت اور عمدہ تدبیر اور للّٰہیت کام آتی ہے۔

لیکن اس کے باوجود سعودی عرب کے پاس الحمد للہ ایمانی قوت کے ساتھ ساتھ اس کو جتنے اسلحوں کی ضرورت ہے اور دفاع کے لیے جو چیزیں چاہیے وہ اس کے پاس ہیں اور شرعی نقطہ نظر سے جس سے تعاون لینا چاہیے، ان سے وہ تعاون لیتے ہیں، اس طرح کے تعاون میں شرعاً وعقلاً کوئی قباحت اور حرج نہیں ہے۔ یہ دنیا کا ایک طریقہ ہے اور آپ ﷺ کے زمانے سے لے کر آج تک یہ چیز چلی آ رہی ہے، خود آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہودیوں سے اسلحہ خریدتے اور لیتے تھے اور اس کے بعد کے زمانے میں بھی جو غیر مسلم اسلحہ بنانے میں اور اس طرح کی چیزوں میں ماہر تھے، ان سے مسلمانوں نے استفادہ کیا ہے۔

ایسا نہیں کہ سعودی عرب کوئی لنگڑا، لولا اور کمزور ہے اور وہ بہت غافل بیٹھا ہوا ہے، جیسے کہ بہت سے لوگوں کا گمان ہے، اس کی سب سے بڑی دلیل ''عاصفة الحزم'' ہے، جس نے سب کی آنکھیں کھول دی ہیں اور مجوسیوں کے چودہ طبق روشن کر دیے ہیں اور سب کو سمجھ میں آ گیا ہے کہ سعودی عرب ویسا نہیں ہے، جیسا ہم سمجھتے تھے، بلکہ سعودی عرب ایک ٹھوس، مضبوط اور ایک بہت ہی طاقتور ملک ہے، جس کی اصل قوت اسلام اور توحید میں پنہاں ہے، اس کے بعد دیگر لوازماتِ زندگی ہیں، وہ بھی ان کے پاس الحمدللہ موجود ہیں، جیسا کہ اس موجودہ جنگ میں ظاہر ہو چکا ہے، پھر دیکھیے اس طرح کے امور کافی مخفی رکھے جاتے ہیں اور سعودی عرب کے حکام کی رازداری تو دنیا میں مشہور ہے، یہ بولتے کم ہیں اور کرتے زیادہ ہیں۔ پتا نہیں ان کے پاس کون کون سا ہتھیار ہے؟ کون جانتا ہے ضرورت پڑنے پر یہ کون سا ہتھیار نکال کر دنیا کو حیران کر دیں گے؟ کہنے والے تو یہاں تک کہتے ہیں کہ سعودی عرب کے پاس ایٹمی ہتھیار بھی ہیں۔ واللہ أعلم

سوال ③ اسی ضمن میں لوگوں کے ذہنوں میں یہ سوال آتا ہے کہ جب سعودی عرب کے پاس فوج ہے، اسلحہ ہے اور یمن کے حوثیوں کے خلاف جنگ ہو سکتی ہے تو اسرائیل کے خلاف جنگ کیوں نہیں ہو سکتی؟

جواب دیکھیے اس سلسلے میں دو باتیں ایسی ہیں، جنھیں اس موضوع پر گفتگو کرتے وقت دھیان میں رکھنا چاہیے:

① پہلی بات تو یہ کہ جو لوگ اس نقطے پر اعتراض کرتے ہیں کہ سعودی عرب اسرائیل سے جنگ کیوں نہیں کرتا، ان کی اکثریت سعودی عرب سے بغض و حسد رکھتی ہے اور اسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بغض وحسد کے نتیجے میں وہ ماضی کی تاریخ کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں، چنانچہ آپ دیکھیں جو پہلی جنگ ہوئی ہے اسرائیل سے، جب کہ اسرائیل کا وجود ہوا، اس وقت موجودہ سعودی حکومت کے بانی شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ موجود تھے، انھوں نے یہ مشورہ دیا کہ یہ جنگ اس طرح کی جائے کہ اس میں اپنی (عربوں کی) فوج داخل کرنے کے بجائے فلسطینیوں کو ان کا دفاع کرنے دیا جائے اور ہم ان کا ہر طرح سے خارجی سپورٹ کریں، تا کہ ہمارے بہانے دوسروں کو اسرائیل کا شانہ بشانہ ساتھ دینے کا بہانہ نہ ملے، لیکن دیگر عرب ممالک نے ان کا مشورہ نہیں مانا، انھوں نے کہا تھا کہ دیکھیے اگر میرا مشورہ نہیں مانیں گے تو یہ جنگ ناکامی سے دوچار ہوگی، لیکن چونکہ آپ لوگ سب کہہ رہے ہیں تو میں آپ کے ساتھ ہوں اور جتنی مدد اس وقت ان کو کرنی تھی، وہ مدد انھوں نے کی، اور نتیجہ وہی نکلا، جس کا ان کو خدشہ تھا اور یہ لوگ ناکامی سے دوچار ہوئے۔

پھر اس کے بعد اسرائیل سے عربوں کی دو بڑی جنگیں ہوئی ہیں، ایک 1967ء میں، جس میں عربوں کو عموماً اور مصر کو خصوصاً بہت نقصان ہوا اور دوسری 1973ء میں، جس میں مصر اور اس کے حلیفوں کو غلبہ حاصل ہوا۔ ان دونوں جنگوں میں سعودی عرب بنفسِ نفیس شریک تھا۔ اسرائیل کے خلاف پہلی جنگ میں ان کو بہت زیادہ خسارہ ہوا، کیوں کہ جو ان کے حلیف ممالک تھے، ان میں کسی ملک نے غداری کی، خیانت کی اور اسرائیل کو خبر کر دی۔ دوسری جنگ ہوئی تو سعودی عرب نے یہ پلان تیار کیا کہ اس جنگ میں زیادہ لوگوں کو شامل نہیں کرنا چاہیے، مختصر لوگوں کی قوت ہو اور ان کے ساتھ جنگ کریں۔ چنانچہ مصر، سعودی عرب اور شام نے مل کر خاموشی کے ساتھ اسرائیل پر حملہ کیا اور بہت ہی کامیاب رہے۔ اسرائیل کا غرور خاک میں مل گیا اور جن زمینوں پر اسرائیل 1967ء کی جنگ میں قبضہ کر چکا تھا، وہ واپس لے لی گئیں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مصر کے صدر محمد انور سادات مزید پیش قدمی برقرار رکھتے تو قریب

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تھا کہ اسرائیل کا خاتمہ ہی ہو جاتا، لیکن اس طرح کی جنگوں میں جو بڑے ممالک دونوں طرف پشت پر ہوتے ہیں، ان کا بڑا دخل ہوتا ہے اور ان کی بڑی رعایت کرنی پڑتی ہے۔

اس میں نکتے کی بات یہ ہے کہ ان دونوں جنگوں میں سعودی عرب بنفسِ نفیس شریک رہا، اس میں جو نقصانات ہوئے، فائدے ہوئے، سعودی عرب پر اس کا براہِ راست اثر پڑا۔ 1973 کی جب جنگ ہوئی تو یہ سعودی عرب کے فرماں روا اور مردِ آہن ملک فیصل رحمہ اللہ کا زمانہ تھا، اس جنگ کی پوری پلاننگ میں وہ شریک رہے اور بھرپور مالی اور عسکری قوت لگائی، بلکہ اسی جنگ میں انھوں نے امریکہ کو پٹرول دینا بند کر دیا تھا اور جب تک امریکہ کے ہاتھ ڈھیلے نہیں پڑ گئے اور فیصلہ مصر اور عربوں کے حق میں نہیں آ گیا، امریکہ کو پٹرول کا ایک قطرہ نہ دیا، بلکہ اس جنگ کے نتیجے میں یہودیوں اور نصرانیوں نے مل کر ان کو قتل بھی کروایا اور وہ شہادت کے رتبے سے سرفراز ہوئے۔

ملک فیصل رحمہ اللہ کی شدید خواہش تھی کہ مرنے سے پہلے میں آزاد بیت المقدس میں نماز پڑھوں، جس کا وہ نہ صرف برملا اظہار کرتے تھے، بلکہ بیت المقدس کو یہودیوں سے آزاد کرانے کے لیے پلاننگ بھی کرتے رہتے تھے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہی چیز ان کی شہادت کا سبب بنی۔ دنیا کے جتنے بھی ممالک ہیں کسی نے بھی اسرائیل کے خلاف نہ اتنا سخت موقف اپنایا ہے اور نہ ہی اس کے خلاف اتنا ٹھوس تعاون کیا ہے، چاہے وہ عسکری ہو یا مالی۔

اب جو موجودہ صورتِ حال ہے اس میں مشکل یہ ہے کہ جب آپ کسی دشمن سے جنگ کرنا چاہتے ہیں تو اس میں آپ کو ایک اتحاد کی ضرورت پڑتی ہے، سپورٹ چاہیے۔ آج افسوس کہ مسلم قیادتوں میں اتنی خیانتیں موجود ہیں کہ سعودی عرب اگر آج یہ قدم اٹھانا چاہے یا اٹھا لے تو ان کے اردگرد اپنے رہنے والے ایسے لوگ ہیں جو سب سے پہلے ان کو نقصان پہنچائیں گے اور سعودی عرب کے لیے ان کے دلوں میں جو بغض ہے اس کا بھرپور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فائدہ اٹھائیں گے۔ 1967ء کی جنگ میں یہی ہوا تھا اور خود ''عاصفة الحزم'' میں یہ چیز کھل کر سامنے آئی ہے اور بعض محققین کا کہنا ہے کہ اس میں بھی بعض لوگوں نے خیانت کی ہے، چنانچہ اس طرح کی گفتگو ہو رہی ہے، اس کی حقیقت کیا ہے کسی مصدقہ ذرائع سے تصدیق نہیں ہوسکی یا یہ بہت واضح ہو کر نہیں آیا ہے، لیکن یہ چیز موجود ہے۔ سعودی عرب یہ چاہتا ہے کہ کوئی بھی قدم اٹھائیں تو بہت پھونک پھونک کر اٹھائیں۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ سعودی عرب نے حوثیوں پر حملہ کیوں کر کیا؟ تو دیکھیے جب تک آپ اپنی سکیورٹی کو مضبوط نہیں بنائیں گے، اپنے اردگرد کو مضبوط نہیں کریں گے اور اپنی صفوں کو جب تک آپ صاف نہیں کریں گے، تب تک آپ کسی دشمن کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

صلاح الدین ایوبی سے جب یہ کہا جاتا تھا کہ آپ ان رافضیوں کے خلاف جنگ کر رہے ہیں تو بیت المقدس کو کیوں نہیں آزاد کروا رہے، جب کہ وہ زیادہ اہم ہے؟ تو وہ یہ بات کہتے تھے کہ جب تک اس امت کی صفوں سے ان رافضیوں کا صفایا نہیں ہو جائے گا تب تک یہ ممکن نہیں ہے کہ میں ان دیگر دشمنوں پر قابو پاؤں! اور وہی ہوا کہ جب وہ ان رافضیوں سے فارغ ہو گئے اور ان کو انھوں کو شکست دے کر ان کی فاطمی حکومت کا خاتمہ کر دیا تو اس کے بعد انھوں نے بیت المقدس کو بھی آزاد کروا لیا۔

تو یہاں ایک دشمن پیٹھ پہ پہنچ چکا ہے اور ایک آپ کا پڑوسی مصیبت میں مبتلا آپ کو مدد کے لیے پکار رہا ہے، چیخ رہا ہے، چلا رہا ہے، اس کی جان حلق میں ہے، ایسی صورت میں تو اس کا تعاون کرنا ہر طرح سے سعودی عرب کے لیے ضروری تھا اور وہ جو ہمارا بڑا دشمن ہے جب ان شاء اللہ ہم ان مسائل سے نجات پا جائیں گے اور ہمارا ایک اچھا اتحاد بن جائے گا، تب ہم اس دشمن کو بھی دیکھ لیں گے اور یہ چیز ان کی پلاننگ کا حصہ ہے۔ شاہ سلمان حفظہ اللہ نے آتے ہی یہ بات کہی ہے کہ فلسطین کا مسئلہ ہمارا سب سے بڑا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ ہے، لیکن اس وقت فلسطین کا مسئلہ ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ وہ اکیلے سعودی عرب سے حل ہو جائے۔ آپ سب کو پتا ہے کہ امریکہ اسرائیل کی پشت پر ہے اور اسرائیل خود ایٹمی اسلحہ سے لیس ہے، اس لیے ایسا ممکن نہیں ہے کہ کوئی آدمی آگے جا کر وہ کام کر لے جو پوری امت کا ایک مشترکہ مسئلہ ہے! لہٰذا کسی ایک شخص یا ایک ملک کو متہم کرنا اور یہ کہنا کہ یہ کیوں نہیں کر رہا ہے؟ وہ کیوں نہیں کر رہا ہے؟ بالکل غلط ہے، پوری امت مل کر جب صحیح معنوں میں جدوجہد اور جہادِ مقدس کرے گی تب جا کر یہ مسئلہ حل ہوگا۔

② دوسری بات یہ ہے کہ جو لوگ سعودی عرب پر بربنائے جہالت یا بربنائے عداوت یہ اعتراض کرتے ہیں، ان سے سوال کرنا چاہیے کہ ان کے ان محبوبین نے فلسطین کے لیے کیا کیا ہے؟ جو لوگ بھی اس طرح سے سوال کرتے ہیں، چاہے وہ ہمارے سنی بھائی ہوں یا وہ رافضی مجوسی، ان سے ذرا آپ پوچھیے کہ انھوں نے یا ان کے آئیڈیلوں نے کیا کبھی ایک پٹاخہ بھی اسرائیل کے خلاف پھوڑا ہے؟ ان حضرات کی سیاست ایک منافقانہ سیاست ہے، جس میں ہوائے نفس کی اتباع، بے جا بغض و عداوت اور تشفیِ نفس کے سوا اور کچھ نہیں ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو دوسروں کو متہم ضرور کرتے ہیں، مگر اپنے گریبان میں نہیں جھانکتے! نہ ماضی میں انھوں نے اسلام کے لیے کچھ کیا ہے اور نہ ہی آپ ان سے مستقبل میں کسی خیر و بھلائی کی امید کر سکتے ہیں، بلکہ اسلام دشمنی اور مسلم کشی میں تو روافض کی ایک سیاہ تاریخ رہی ہے، جسے ہر بابصیرت انسان جانتا ہے۔

سعودی عرب قیامِ فلسطین سے اب تک اس کا بھرپور تعاون کر رہا ہے اور اسرائیل کے خلاف جنگوں میں وہ بنفسِ نفیس، مال و دولت، نیز عسکری قوت کے ساتھ برابر شریک رہا ہے۔ یہی حقیقی تاریخ ہے، مگر حقد میں پلنے اور حسد میں جلنے والے لوگ اس کو ذکر نہیں کرتے، بلکہ تاریخ کو مسخ کرتے ہیں اور سعودی عرب کے لیے ان کے دلوں میں عقیدہ اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منہج کی بنا پر جو ذاتی بغض ہے، اسے اس شکل میں ظاہر کرتے ہیں۔

سوال ④: آپ نے ذکر کیا ہے کہ امت کو متحد ہو کر کام کرنا چاہیے تو اس ضمن میں لوگ سوال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیوں نہ ہم سنی اور شیعہ میں اتحاد پیدا کریں؟ اور کہتے ہیں کہ جو ماضی کے شیعہ تھے، ان کا عقیدہ کچھ اور تھا اور اس دور کے جو شیعہ ہیں، ان کا عقیدہ کچھ اور ہے، تو ہم ان کے ساتھ مل کر حکومت بنائیں گے، خلافت کو دوبارہ معرضِ وجود میں لائیں گے، یہودیوں کو شکست دیں گے تو اس قسم کی باتوں میں کتنی سچائی ہے؟

جواب دیکھیے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ کہنا کہ ماضی کے شیعہ اور تھے اور حاضر کے شیعہ اور ہیں، یہ مسئلہ تفصیل طلب ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ شیعوں کے کئی فرقے ہیں، کئی مذاہب ہیں اور ان کے عقیدے اس اعتبار سے مختلف بھی ہیں: بعض بہت غالی قسم کے شیعہ ہیں، بعض کچھ کم ہیں اور بعض کفر کی حد تک جاتے ہیں اور بعض کے اندر کچھ بدعات ہیں۔ لیکن اکثر جو روافض ہیں ان کے اعتقاد و عمل میں کفریہ اور شرکیہ چیزیں موجود ہیں، اور یہ تو آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ خاص طور سے یہ جو فارسی مجوسی روافض ہیں اور جو اثنا عشری عقیدے کے حامل ہیں، وہ قرآن کو تحریف شدہ مانتے ہیں، اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بشمول ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کو نعوذ باللہ یہ کافر اور جہنمی گردانتے ہیں، نبوت کے بارے میں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے علی رضی اللہ عنہ کو ملنی تھی، مگر غلطی سے جبرائیل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دی۔ اسی طرح سے یہ اپنے ائمہ کی شان میں اتنا غلو کرتے ہیں کہ انھیں الوہیت تک پہنچا دیتے ہیں۔

اس کے علاوہ آپ دیکھیں گے کہ ان کی کتابوں میں باقاعدہ لکھا ہوا ہے کہ جب ہم حرمین شریفین پر قبضہ کریں گے تو (نعوذ باللہ) جو دو بوڑھے (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) ہیں ان کو قبر سے نکال کر پھانسی دیں گے! کیوں کہ وہ ان کے نزدیک کافر ہیں اور انھوں نے خلافت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر زبردستی قبضہ کر لیا تھا، اسی طرح وہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) یہ زانیہ و فاحشہ ہے اور جب ہم حرمین شریفین پر قبضہ کریں گے تو اس کو بھی قبر سے نکال کر رجم کریں گے تو جس قوم کا یہ عقیدہ ہو، اس کے بارے میں یہ کہنا کہ ماضی ایسا تھا، حال یہ ہے اور مستقبل ویسا ہوگا، یہ انتہائی غلط اور عاقبت نااندیشی اور اسلامی فکر و تاریخ سے جہالت کی کھلی دلیل ہے۔ البتہ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ان کے وہ بنیادی عقائد ہیں جن میں ان کی اکثریت شریک ہے، بعض شیعہ آپ کو ایسے ملیں گے جو یہ عقائد نہیں رکھتے، مگر ان کے اصل وہی عقائد ہیں۔

دوسری بات جہاں تک امت کے اتحاد کا مسئلہ ہے، اس سے قطع نظر کہ یہ شیعہ ہے، یہ سنی ہے، یہ فلاں ہے اور یہ فلاں ہے، ہر وہ آدمی جو کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں، اس کا فرض یہ ہے کہ وہ کتاب و سنت کی پابندی کرے۔ اگر سارے وہ لوگ جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں، کتاب وسنت پر عمل کریں گے تو اتحاد کی طرف مزید بلانے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی، خود بخود سب متحد ہو جائیں گے اور سب کے سب ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں گے تو آیئے کتاب وسنت پر جمع ہوتے ہیں اور سب کتاب وسنت کی اتباع کرتے ہیں اور اس طرح ہم اپنا اتحاد قائم کر لیتے ہیں، نہ کسی پیر، فقیر کے پیچھے بھاگتے ہیں اور نہ کسی امام وسید کے پیچھے دوڑتے ہیں اور نہ کفر وشرک سے بھری ہوئی روافض کی ان کتابوں کو اپنا راہ نما بناتے ہیں، جو نجاست وگندگی سے بھری ہوئی ہیں، سیدھے سیدھے کتاب وسنت کی طرف آ جاتے ہیں، ان شاء اللہ خود بخود ہماری صفوں میں اتحاد پیدا ہو جائے گا۔

اور یاد رکھیں! یہ اتحاد اس وقت تک قائم نہ ہوگا، جب تک یہ امت کتاب وسنت پر نہ جمع ہو جائے۔ اگر آپ چاہیں کہ ان لوگوں کو ایسے ہی جمع کر لیں، ان کے مختلف اور متناقض عقائد کے ساتھ تو اگر کسی لمحے میں، تھوڑی دیر کے لیے، کسی خاص مسئلے میں، یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امت متحد ہو بھی جائے تو یہ چیز کبھی دیرپا نہیں ہو سکتی۔ اس لیے اللہ رب العزت نے جب آپ ﷺ کو دین کی تبلیغ کا حکم دیا اور آپ ﷺ نے جب ان کو جمع کرنا چاہا تو کس پر جمع کیا؟ قرآن پر جمع کیا اور اپنی باتوں (احادیث) پر جمع کیا، تو وہ جمع ہوئے اور ان کے دل بالکل مل گئے۔ لیکن اگر آپ چاہیں کہ مختلف عقائد کے لوگ ایک پلیٹ فارم پر آ کر جمع ہو جائیں تو ہو سکتا ہے کہ کسی خاص مصلحت کے تحت وہ تھوڑی دیر کے لیے جمع ہو جائیں، لیکن جان لیں کہ کبھی وہ اتحاد دیرپا نہیں ہو سکتا، اس لیے اگر اتحاد قائم کرنا چاہتے ہیں تو کتاب وسنت پر اتحاد کریں اور سارے لوگ آ کر اسی پر گلے مل جائیں۔

سوال ⑤: اسی ضمن میں ایک سوال اور ہے کہ چند لوگ ہیں، چند تنظیمیں ہیں جو حکومتِ الٰہیہ کا دعویٰ کرتی ہیں، ان کا کہنا یہ ہے کہ سعودی عرب میں بادشاہت ہے، یہ باطل اور بکاؤ حکومت ہے، جب کہ ایران ایک اسلامی حکومت ہے اور ایران کا جو انقلاب تھا اس کو اسلامی انقلاب کہتے ہیں، وہ ایران کو رول ماڈل سمجھتے ہیں اور خمینی کو امام المسلمین گردانتے ہیں اور ایرانی انقلاب کو قابلِ تقلید انقلاب سمجھتے ہیں، یہی ان کا منہج اور سیاسی فکر کا نچوڑ ہے تو آپ ہمیں بتائیں کہ ایران کا جو انقلاب تھا اس کی حقیقت کیا ہے؟ اور جو لوگ اس کے تعلق سے ایسی سوچ رکھتے ہیں ان کو آپ کیا نصیحت کرنا چاہیں گے؟

جواب دیکھیے وہ لوگ جو ایرانی انقلاب کو اسلامی سلطنت کا نمونہ سمجھتے ہیں، میں ان کو ٹھگے ٹھگائے لوگ سمجھتا ہوں، عقلی طور سے یہ ٹھگے ٹھگائے لوگ ہیں اور ان میں جو بہت زیادہ ہوشیار ہیں، ان کے اندر سعودی عرب کا بغض اس طرح کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے کہ یہ کبھی اس حکومت کی تائید نہیں کر سکتے اِلا یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے دے، اور ان کے دلوں کو بدل دے اور ان کو حق کی بات اپنانے کی توفیق عنایت فرمائے اور ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی دعا بھی کرتے ہیں۔

باقی یہ بات رہ گئی کہ سعودی عرب کا جو نظامِ سلطنت ہے وہ کیا ہے؟ اس پر بات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہونا بہت ضروری ہے، میں مختصراً آپ کو یہ بتاؤں کہ سعودی عرب میں شاہی نظام ہے، یہ نظام کوئی مخترع اور جدید نہیں ہے، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو سلف نے مسلمانوں کا سب سے پہلا بادشاہ کہا ہے اور ان کے بعد سے اسلام میں یہی نظام چلا آ رہا ہے، چنانچہ خلافت بادشاہت کے ساتھ میں جڑی رہی ہے۔ آپ بتائیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد جو نظام آیا، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد سے یزید، یزید کے بعد دیگر خلفائے بنو امیہ، خلفائے بنو عباسیہ، امرائے اندلس سب کے یہاں جو نظام رہا وہ باپ بیٹوں والا شاہی نظام ہی رہا، بجز تھوڑے سے استثنا کے ساتھ اور عثمانیوں کی جو عظیم الشان حکومت تھی، ان کی جو زبردست سلطنت تھی، وہاں بھی یہی چیز جاری رہی، بادشاہت کا ہونا یہ کوئی ایسی چیز نہیں کہ اس کا کوئی سابق وجود نہیں رہا، بلاشبہہ یہ بہت اچھی چیز ہے کہ شوریٰ کے ذریعے خلفا اور حکام کا تعین ہو، اس کے افضل ہونے اور منہاج النبوۃ سے قریب تر ہونے میں کوئی شک نہیں، مگر کسی وجہ سے ایسا نہ ہو سکے تو اس کے بعد جو چیز اسلام میں چلی آ رہی ہے وہ یہی ہے، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے لے کر خلافتِ عثمانیہ کے سقوط تک یہی سلسلہ چلتا رہا اور آج بھی کئی مسلم ممالک میں یہی چیز چل رہی ہے، بلکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں صراحت کے ساتھ سلف میں سے بعض کے اقوال موجود ہیں کہ: "أول ملوك الإسلام معاوية رضی اللہ عنہ" یعنی معاویہ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے پہلے بادشاہ ہیں، لہٰذا بذاتِ خود بادشاہت اتنی مبغوض نہیں، نہ ہی اس سے بادشاہت برائے بادشاہت بغض رکھنی چاہیے، خاص طور سے ان حضرات کو جو جمہوریت کے لیے تو جان دیتے ہیں، مگر بادشاہت پر تنقید کرتے ہیں۔

اب رہی بات جمہوریت کی تو درحقیقت فی نفسہٖ جمہوریت کا جو نظام ہے وہ اسلام کے نظام سے قطعاً میل نہیں کھاتا، بلکہ اس سے متصادم ہے، لیکن اگر آپ کسی ایسے ملک میں ہیں جہاں جمہوریت رائج ہے تو آپ اس کی پابندی اس کے نظام کے دائرے میں رہ کر، اپنے دین و ایمان کی حفاظت کرتے ہوئے کریں، کیوں کہ آپ اس کے پابند ہیں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن اگر آپ کے ہاتھ میں اسلامی سلطنت ہے یا آپ اسلامی سلطنت کا قیام کرنا چاہتے ہیں جو حقیقی معنوں میں خلفائے اربعہ کے طرز پر ہو یا اس کے بعد کی طرزِ خلافت سے میل کھاتی ہو تو آپ دیکھیں کہ بہت ساری ایسی چیزیں ہیں اور بہت سارے ایسے وضعی قوانین ہیں جو اسلام کے شرعی نظام سے ٹکراتے ہیں۔

سعودی عرب میں اس وقت شاہی نظام ہے اور جیسا کہ میں نے کہا کہ یہ شاہی نظام کوئی نیا اور جدید نہیں ہے، بلکہ وہی پرانا نظام ہے جو مسلمانوں کے یہاں خلفائے اربعہ کے زمانے (جو تقریبا 40 سالوں پر محیط ہے) کے بعد سے اب تک چلا آ رہا ہے۔ یہاں آپ بادشاہت اور غیر بادشاہت نہ دیکھیں، بلکہ یہ دیکھیں کہ اس میں قانون کون سا لاگو ہے، ملحدوں اور زندیقیوں کا بنایا ہوا، یا اللہ رب العزت کا دیا ہوا؟ ماشاء اللہ سعودی عرب میں کتاب وسنت کی حکمرانی ہے اور کتاب وسنت کے مطابق فیصلے کیے جاتے ہیں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور آپ ﷺ نے صحیح احادیث میں بتایا ہے، اس کے مطابق یہاں احکام صادر ہوتے ہیں۔

یہی بادشاہت اور جمہوریت میں بنیادی فرق ہے کہ بادشاہت صرف حاکم کے طریقہ انتخاب کا ایک سسٹم ہے، جب کہ جمہوریت ایک مکمل نظامِ حکومت ہے، لہٰذا بادشاہت کتاب وسنت کے نظام کے ساتھ ساتھ اور اچھی طرح چل سکتی ہے، جیسا کہ مسلمانوں کے یہاں مسلسل رہا اور آج بھی سعودی عرب میں ہے، مگر جمہوریت کا اپنا ایک نظامِ حکومت ہے جس میں بندے گنے جاتے ہیں تولے نہیں جاتے اور وہ شرعی قوانین کے ساتھ کبھی نہیں چل سکتی، اسی لیے بادشاہت کے مقابلے میں جمہوریت کو لانا ہی نہیں چاہیے۔

اور جہاں تک ایران کے نام نہاد اسلامی جمہوریت کا سوال ہے تو آپ خود بتائیں کیا وہاں کتاب وسنت کی حکومت ہے؟ اور اسلام کے نام پر وہاں جو انقلاب آیا تھا تو کیا اس کے نتیجے میں وہاں کتاب وسنت نافذ ہے؟ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ انقلاب ایک ملحد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رافضی حکومت کے خلاف ایک دینی رافضی انقلاب آیا۔ شاہ اسماعیل صفوی کے دور میں بدحال اور مظلوم سنی یہ سمجھ رہے تھے کہ یہ انقلاب آئے گا تو ایران میں خوش حالی آئے گی اور ان کے حالات بہتر ہوں گے، مگر جب وہ انقلاب آیا تو اس سے بدترین ثابت ہوا، کیوں کہ جو ملحد رافضی حکومت تھی، وہ تو گئی مگر اس کے مقابل میں ایک دینی رافضی حکومت آ گئی اور پھر اس نے جو شر پھیلایا اور پھیلا رہا ہے وہ ایرانی، فارسی اور مجوسی حکومت کا ایک سیاہ باب ہے اور پھر سنیوں کا جو حال ہوا وہ تو سب کے سامنے ہے، چنانچہ جہاں ایک طرف ایران کے سنی بدحال اور بے بس ہو کر رہ گئے اور آج ان کو کسی قسم کے حقوق اور سہولیات حاصل نہیں ہیں، چاہے وہ احوازی سنی ہوں، چاہے وہ بلوچی سنی ہوں اور چاہے وہ کردی سنی ہوں، ان کو کسی طرح کی تعلیمی، طبی، سیاسی اور اجتماعی حقوق و حیثیت حاصل نہیں ہے اور آپ کو یہ جان کر تعجب ہوگا کہ صرف احواز میں تقریباً ایک کروڑ عربی سنی رہتے ہیں، لیکن ان کے مدارس اور ان کے اسکولوں میں عربی نصابِ تعلیم رائج کرنا ممنوع ہے اور وہ صرف فارسی نصابِ تعلیم پڑھنے پر مجبور ہیں، یہ ایرانی انقلاب کی حقیقت ہے۔

ان بدھوؤں اور حاسدوں کو جو سعودی عرب سے بغض رکھتے ہیں، ان کو یہ چیزیں جاننی چاہئیں اور ان کو یہ سمجھنا چاہیے کہ اس مجوسی انقلاب کی کیا حقیقت ہے اور اس سعودی حکومت کی کیا حقیقت ہے؟ جہاں آج ماشاء اللہ عربی والے عربی میں بھی تعلیم حاصل کر رہے ہیں، اردو والے اردو میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور انگریزی اور ہندی میں بھی لوگ تعلیم حاصل کر رہے ہیں، ہر آدمی کو پوری طرح آزادی ہے اور وہ پوری آزادی و حقوق کے ساتھ شرعی دائرے میں رہ رہا ہے اور کتاب و سنت کے سائے میں جی رہا ہے۔

سوال ⑥: اچھا آپ یہ بتائیں کہ ایران کی مسلمانوں سے دشمنی ابھی ہوئی ہے یا ماضی میں بھی انھوں نے مسلمانوں کو نقصان پہنچایا ہے؟

جواب دیکھیے یہ جو روافض ہیں، ان کی مسلمانوں کے خلاف ایک سیاہ تاریخ رہی ہے اور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کے جو بڑے بڑے ائمہ ہیں، جیسے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ جو علم کے پہاڑ تھے اور جن کی باتیں تقریباً سند کا درجہ رکھتی ہیں، جب کسی مسئلے میں ان کا کوئی قول آ جاتا ہے اور یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ اس کو ابن تیمیہ نے کہا ہے تو سارے لوگ وہاں ہتھیار ڈال دیتے ہیں، اگرچہ وہ معصوم نہیں تھے اور آپ دلائل کی روشنی میں ان کی باتوں پر بھی استدراک کر سکتے ہیں، مواخذہ کر سکتے ہیں، اسی طرح ان کے شاگرد ابن القیم رحمہ اللہ، اگر آپ ان دونوں کے اقوال رافضیوں کے بارے میں جمع کر لیں اور کسی آدمی کو بغیر یہ بتائے کہ یہ شیخین کے اقوال ہیں، ان اقوال کو بتائیں تو وہ یقین ہی نہیں کرے گا کہ یہ ان کے بارے میں ہیں اور یہ ایسے ہو سکتے ہیں!

چنانچہ ان کی اسلام دشمنی اسلام کے وجود ہی سے عبارت ہے اور آج تک یہ وہی کام کرتے آ رہے ہیں۔ آپ شروع سے دیکھیے کہ آلِ بیت کے جو بڑے بڑے لوگ تھے، وہ ان رافضیوں کے ہاتھوں یا تو مارے گئے یا ان کے غدر و خیانت کی نذر ہو گئے۔ اس کے بعد آپ دیکھیں جو قرامطہ تھے، جو رافضیوں ہی کی ایک غالی قسم ہے، وہ کعبہ تک آئے اور حاجیوں کا قتلِ عام کیا، کعبہ کا دروازہ تک اکھاڑ لیا اور حجرِ اسود کو لے کر اپنے ساتھ چلے گئے، حاجیوں کو انھوں نے یوم الترویہ کو قتل کیا، لوٹا اور ان کی لاشوں سے زمزم کے کنویں کو بھر دیا۔

فاطمیوں کی جو حکومت مصر میں بنی، اس کی بھی یہی حالت تھی، ہمیشہ یہ اسلام کے دشمن رہے۔ سقوطِ بغداد میں رافضی وزیر ابن علقمی کے کردار سے کون ناواقف ہے؟ کس طرح انھوں نے تاتاریوں کو بغداد پر حملہ کرنے کے لیے آمادہ کیا اور نتیجتاً بغداد جیسا عظیم الشان شہر اور مسلمانوں کا عظیم دار الخلافہ ویران ہو گیا۔ اسی طرح عثمانیوں کی جو عظیم الشان سنی حکومت تھی، اس وقت بھی رافضیوں کی ایرانی حکومت تھی، وہ ہمیشہ ان کے خلاف برسرِ پیکار رہی، بلکہ عثمانیوں کے خلاف اس نے ہمیشہ نصرانیوں کا ساتھ دیا، اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عثمانیوں کی فتوحات میں ہمیشہ روڑا بنے رہے۔ اسی طرح آپ ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش، یعنی برصغیر کی تاریخ کو دیکھ لیں کہ انگریزوں کو متمکن اور مضبوط کرنے اور آگے بڑھنے میں ان کا کتنا بڑا کردار رہا ہے۔ چنانچہ ان کا ماضی بالکل تاریک ہے اور جو حال ہے وہ اور بھی زیادہ تاریک ہے، کیوں کہ حال تو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، ماضی تو ہم سے چھپا ہوا ہے، اس کو ہم صرف پڑھ رہے ہیں، حال میں آپ دیکھ لیں ایران کی قیادت میں عراق میں ان رافضیوں نے سنیوں کا بالکل صفایا کر دیا اور جو سنیوں کی کلیدی شخصیات تھیں، انھیں اسرائیل اور امریکہ سے مل کر قتل کروا دیا۔ شام میں یہ بشار کے ساتھ مل کر اب تک لاکھوں سنیوں کو قتل کر چکے ہیں، باقاعدہ ایران کی جو رافضی اور مجوسی حکومت ہے، اس کے مالی اور عسکری تعاون سے یہ سنیوں کو شام و عراق میں قتل کر رہے ہیں، یہی کھیل انھوں نے لبنان میں کھیلا ہے اور کھیل رہے ہیں، حزب اللات کے تعاون سے وہاں کی حکومت کو قرار آنے ہی نہیں دیتے اور یہی کھیل یہ یمن میں بھی کھیلنا چاہتے تھے، مگر جب شاہ سلمان نے یہاں عاصفۃ الحزم کے ذریعے ان کے سر کو کچلا ہے تو اب یہ بلبلا رہے ہیں اور چیخ پکار کر رہے ہیں۔

مختصر یہ کہ رافضیوں کی پوری تاریخ اسلام دشمنی پر مبنی ہے اور ایران کی جو موجودہ حکومت ہے، اس کے یہاں دو چیزیں جمع ہو گئی ہیں: رافضیت اور فارسیت، چنانچہ رافضی اگر فارسی ہو تو اس کو سنیوں سے عموماً اور عربوں سے خصوصاً انتہا درجہ کا بغض ہوتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ فارسیوں کو عربوں سے پہلے ہی سے بغض ہے، زمانۂ جاہلیت ہی سے، پھر اس کے بعد جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان کی کسروی اور ساسانی حکومت کو ختم کیا اور ان کی مجوسی سلطنت کا خاتمہ کر دیا تو وہ بغض مزید بڑھ گیا، مگر اب وہ عربوں سے لے کر سنیوں، بلکہ مسلمانوں تک دراز ہو گیا، یہی وجہ ہے کہ رافضی سب سے زیادہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نفرت عمر رضی اللہ عنہ سے کرتے ہیں، سب سے زیادہ لعنت انہی کو بھیجتے اور سب سے زیادہ گالیاں انہی کو دیتے ہیں۔

جب وہاں اسلام پھیلا اور یہ چیز دھیرے دھیرے کم ہوئی تو یہ معاملات ٹھنڈے پڑ گئے، لیکن پھر جب وہاں تشیع آیا اور رافضیت پھیلی تو یہ عداوت پھر عود کر آئی اور پختہ تر ہوتی گئی تو رافضیت کی جو سنت سے دشمنی ہے وہ ایک اور فارسیوں کی عربوں سے جو دشمنی ہے وہ دو، اس طرح جو موجودہ ایرانی حکومت ہے وہ یوں سمجھ لیجیے کہ ایک فارسی مجوسی حکومت ہے جو عربی سنی حکومت اور ان کے افراد کے بالکل خلاف ہے، اس لیے اس وقت ان کی ساری دہشت گردی کا رخ عربوں کی طرف ہے اور مشرقِ وسطیٰ میں آپ عربوں کی جو یہ حالت دیکھ رہے ہیں، یا وہاں فسادات کی، یا دہشت گردی کی یا اس طرح کے جو حرکات اور اعمال ہو رہے ہیں، ان سب کے پیچھے کہیں نہ کہیں رافضی آپ کو مل جائیں گے جو دوسرے رافضیوں اور مجوسیوں کے تعاون سے یا دیگر جو بھٹکے ہوئے لوگ ہیں، ان کے تعاون سے وہ اپنے ایجنڈوں کو نافذ کر رہے ہیں اور ان کے سر پر اسرائیل اور امریکہ ہیں، جن کے ایجنڈوں کو وہ مشرقِ وسطیٰ میں نافذ کر رہے ہیں، تاکہ یہاں ابتری پھیلے اور پھر دشمنوں کو پاؤں جمانے کا موقع ملے۔

یہ ہے ان کی حقیقت، لہٰذا ان سے کبھی خیر کی توقع نہیں کی جا سکتی ہے اور جیسے ان کا ماضی رہا ہے، ویسے ہی یہ حال میں بھی چل رہے ہیں، اگر کوئی آپ کو دھوکا دے اور یہ باور کرانے کی کوشش کرے کہ یہ اسلام کے دوست ہیں تو ان سے آپ صرف یہ پوچھ لیں کہ بھائی اگر یہ اسلام کے دوست ہیں تو بے چارے جو عراق و شام کے سنی ہیں، ان کا کون سا جرم ہے کہ اس طرح ان کو قتل کر رہے ہیں اور قتل کروا رہے ہیں؟ اور یمن میں ان کو مداخلت کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ مگر درحقیقت مسئلہ تو یہی ہے کہ اصل میں فارسی مجوسیوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور رافضیوں کا ایک پورا پلان ہے، ان کے جو توسیع پسندانہ عزائم ہیں، وہ عرب ممالک پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں اور حرمین شریفین ان کا خاص نشانہ و ہدف ہے۔ اور اسی پلان کے تحت وہ یمن میں داخل ہوئے اور یہ چیز کوئی سنی سنائی نہیں ہے، بلکہ خود انھوں نے اسے باقاعدہ کہا ہے اور کچھ دنوں پہلے آپ نے خود اخبارات و دیگر وسائلِ اعلام کے ذریعے سنا ہوگا کہ وہاں کے ایک بہت بڑے سیاسی لیڈر نے اعلان کیا کہ ہم بغداد کو ایران کی راجدھانی بنائیں گے اور جو پرانی فارسی اور کسروی حکومت و سلطنت تھی، اس کو واپس لائیں گے، اس کا یہ باقاعدہ اپنی زبان سے اقرار کرتے ہیں۔ بھلا سوچیں وہ کون سی فارسی اور کسروی سلطنت ہے جس کو یہ واپس لانا چاہتے ہیں، وہی تو نہیں جس کو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قیادت میں ختم کیا تھا؟

اب چونکہ حکومت ان کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے توڑی تھی جو عرب تھے، تو ان کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور عربوں سے اور زیادہ بغض ہے، اسی لیے یہ ان کی زمینوں پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں، اور یہ بات جیسا کہ میں نے کہی ہے، ریکارڈ میں موجود ہے، یہ لوگ کہتے ہیں کہ جو عراق ہے (موجودہ عراق جو عربوں کا ہے، خالص عربوں کا اور اس کی راجدھانی بغداد ہے، اس کو) ہم اپنی راجدھانی بنائیں گے اور یہ ہماری راجدھانی ہے، بلکہ کہتے ہیں کہ عراق ایران کا ایک اٹوٹ انگ ہے۔ یہ ان کے ناپاک عزائم ہیں۔ ایسے میں ان سے کسی خیر کی توقع رکھنا اور انھیں اسلام دوست سمجھنا خام خیالی کے سوا کچھ بھی نہیں، ایسا سوچنے سے پہلے ان کے ماضی و حال کو سامنے رکھ لینا چاہیے، تاکہ فیصلہ کرنے میں آسانی ہو۔

سوال ⑦ آپ نے ذکر کیا کہ اسرائیل ان کے پیچھے ہے، مگر ہم اخبارات میں دیکھتے ہیں کہ اسرائیل ایران کو دھمکی دیتا ہے اور ایران اسرائیل کو دھمکی دیتا ہے، تو ان دھمکیوں کی کیا حقیقت ہے؟

جواب دیکھیے یہ باطل کا ایک طریقہ رہا ہے کہ جب بھی وہ اسلام کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام کے کسی سمبل کا سہارا لیتا ہے، کسی نمونے کا سہارا لیتا ہے، اسلام کی کسی اچھی چیز کا سہارا لیتا ہے، اوائل اسلام سے یہ چیز چلی آ رہی ہے، چنانچہ جو خوارج تھے، جب وہ نکلے تو انھوں نے کس کا سہارا لیا؟ ''امر بالمعروف والنہی عن المنکر'' کا، امر بالمعروف والنہی عن المنکر اسلام کا ایک بہت بڑا فریضہ ہے اور بہت بڑی پہچان ہے، تو اس کے سہارے وہ نکلے، لیکن کام انھوں نے کیا کیا؟ مسلمانوں کو قتل کیا، اسلام کو نقصان پہنچایا، بلکہ آپ ﷺ نے ان کو جہنم کے کتے کہا ہے۔

اسی طرح آپ دیکھیں گے کہ معتزلہ نے توحید اور عدل کا نام لیا اور عقائد میں بڑی خرابیاں پیدا کیں، جہمیہ نے جن کو سلف مسلمان مانتے ہی نہیں تھے، انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کو تشبیہ سے بچانا ہے، یہ چکر چلا کر انھوں نے اسما و صفات سب کا انکار کر دیا۔

رافضیوں نے کیا کیا؟ انھوں نے آلِ بیت کی محبت کا سہارا لیا، حالانکہ شروع سے یہ آلِ بیت کے دشمن رہے، ان شیعوں نے شروع سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دھوکا دیا، حتی کہ وہ آخری عمر میں ان پر بددعائیں کرتے تھے اور ان سے نجات مانگتے تھے۔ انھوں نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو قتل کروایا اور زین العابدین کے لڑکے زید کے ساتھ خیانت کی اور انھیں قتل کروایا۔ غرضیکہ آلِ بیت کے بہت بڑے بڑے ائمہ کو انھوں نے دھوکا دیا، قتل کیا اور کروایا اور جب جب ان کی حکومتیں قائم ہوئیں، انھوں نے ایسے ہی کیا، ان کا شروع سے یہی حال ہے، مگر یہ اسلام دوستی کا نعرہ لگاتے ہیں، اسلام دشمنوں کے خلاف بولتے ہیں، اور بظاہر ان سے دشمنی ظاہر کرتے ہیں، تاکہ یہ لوگ دھوکا کھائیں، مگر عملی طور سے یہ ان کے خلاف کچھ نہیں کرتے، بلکہ اندر سے ان سے مل کر اہلِ اسلام کا گلا کاٹتے ہیں، یہی رافضی حال موجودہ دور کے رافضیوں کا ہے، جن کی قیادت ایران کی رافضی مجوسی حکومت کر رہی ہے۔ چنانچہ جب یہ اسرائیل و امریکہ کے لیے موت کا نعرہ لگاتے ہیں تو بھولی عوام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان سے دھوکا کھا جاتی ہے، مگر اب جب کہ یہ لبنان، عراق اور شام و یمن میں سنیوں کا بے تحاشا قتل کر رہے ہیں، ایسی صورت میں اب ان کے چہرے سے کافی حد تک پردہ اٹھ چکا ہے، مگر کچھ لوگ احمق اور بغیض افراد ہیں، جو اب بھی اس رافضی اور مجوسی حکومت کو اسلامی حکومت سمجھتے ہیں، یہ دراصل کورے لوگ ہیں، جن کی عقلوں پر صرف ماتم کیا جا سکتا ہے، اللہ انھیں ہدایت دے!

آپ ذرا غور کریں اور ٹھنڈے دماغ سے سوچیں کہ انھوں نے اب تک اسرائیل اور امریکہ کے خلاف کیا کیا ہے؟ اور اسرائیل و امریکہ سے ان کی جنگ کیوں نہیں ہوتی ہے؟ اگر امریکہ اور اسرائیل ان سے لڑنے پر آمادہ ہو جائیں تو کتنے دن یہ ٹک پائیں گے؟ اور خود امریکہ اور اسرائیل نے ان ایرانی دعووں اور ان ڈائیلاگ بازی اور دھمکیوں اور نعروں کے مقابل میں کیا کبھی ان کو کچھ کہا ہے؟ یا ان کے خلاف کچھ کیا ہے؟ کبھی نہیں! کوئی دوسرا ملک اس طرح کہہ کر دیکھ لے، جنگ کی نوبت آ جائے گی۔

حقیقت یہ ہے کہ ان مجوسیوں کے اعمال خود ان کے نعروں کو جھٹلاتے ہیں اور یہ دراصل امریکہ اور اسرائیل کے دشمن نہیں، بلکہ دوست ہیں، بلکہ اب اسرائیل ان کے پیچھے نہیں ہے، بلکہ یہ ساتھ ساتھ ہیں، پیچھے اور آگے والا مسئلہ نہیں، بلکہ یہ پورے اپنے ہدف میں مشترک اور اسلام دشمنی میں یہ سب ایک پلیٹ فارم پر ہیں، اور ایران کے اسرائیل و امریکہ سے گہرے تعلقات ہیں اور انھیں گہرے تعلقات کا نتیجہ ہے کہ آج ایران ایٹمی قوت بنتے جا رہا ہے، باقاعدہ ساری دنیا کے سامنے۔ یقیناً اسی دوستی کا نتیجہ یہ بھی ہے کہ اتنے دنوں سے ایران نے ایٹمی پلانٹ قائم کر رکھا ہے، اس کو ابھی تک کوئی نقصان نہیں پہنچایا گیا، اس کے مقابل میں جب عراق نے ایٹمی پلانٹ بنایا تھا تو اسرائیل نے باقاعدہ اس پر بم باری کر کے اس کو تباہ کر دیا تھا۔ تو یہ سب آپس میں دوست ہیں، آپ صرف ان کے کرتوت پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نظر رکھیں، خود بخود پتا چل جائے گا۔

آج ایران کے اندر کثیر تعداد میں یہودی موجود ہیں، وہ بڑی بڑی پوسٹوں پر براجمان ہیں، بڑے بڑے عہدوں پر تعینات ہیں، وہاں صرف سنیوں کو کوئی حیثیت حاصل نہیں ہے، جب کہ سنی وہاں لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں، بلکہ کروڑ سے زیادہ ہیں، لیکن ان کو کوئی چیز حاصل نہیں ہے، ان کے مقابلے میں یہودیوں کو اچھی خاصی قوت وہاں حاصل ہے۔ دوسری طرف اسرائیل کے اندر فارسی نژاد یہودی کثیر تعداد میں موجود ہیں جو وہاں بڑے بڑے عہدوں پر ہیں، جو باقاعدہ ایران کے حقوق کی حفاظت کرتے ہیں، ان ایرانی و اسرائیلی یہودیوں کا آپس میں کافی گہرا تعلق ہے اور یہ آپس میں ایک دوسرے کے مفادات کی پوری قوت سے حفاظت کرتے ہیں۔

آج سیکڑوں کی تعداد میں اسرائیلی کمپنیاں ایران کے اندر تجارت کر رہی ہیں اور اس کا ایک اچھا خاصہ زرِ مبادلہ اس کو ملتا ہے اور ایرانی کمپنیاں اسرائیل میں کام کر رہی ہیں اور اس کا ایران کو مالی فائدہ پہنچتا ہے، اسی طرح دونوں کے آپس میں مضبوط تجارتی معاہدے اور گہرے تعلقات ہیں، لہٰذا یہ کبھی ایک دوسرے کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے اور نہ کریں گے۔ یہ آپس میں دوست اور اسلام کے خلاف متحد ہیں۔ باقی جو ایرانی اور رافضی نعرہ ''الموت لأمريكا'' اور ''الموت لإسرائيل'' کی شکل میں لگایا جاتا ہے، یہ عام مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لیے ہے، اس لیے عام مسلمانوں کو چاہیے کہ اس دھوکے سے بچیں اور ان مجوسیوں کے اعمال پر نظر رکھیں۔

میں ہمیشہ یہ بات کہتا ہوں کہ میرے بھائیو! دیکھو کسی بات پر مت جاؤ! بلکہ اس کا عمل دیکھو! جب یہ ''الموت لأمريكا'' اور ''الموت لإسرائيل'' کہتے ہیں تو دیکھو کیا انھوں نے اسرائیل و امریکہ کے خلاف کبھی کچھ کیا بھی ہے؟ البتہ اس کے برخلاف ان کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساری جدوجہد عربوں اور سنیوں کے خلاف ہے، جو ان کے ممالک میں ابتری پھیلانے، دہشت گردی کرنے اور بلبلاہٹ پیدا کرنے میں صرف ہو رہی ہے، یہودیوں اور نصرانیوں کے خلاف ان کی کوئی قابلِ ذکر جدوجہد نہیں ہے، کوئی ایک مثال بھی آپ پیش نہیں کر پائیں گے اور اگر بظاہر کوئی چیز ہے بھی تو وہ لفاظی کی حد تک محدود ہے، جس کا مقصد عام مسلمانوں کو دھوکا دینا ہے۔

سوال ⑧: آپ نے کہا کہ یہ سب لفاظی ہے اور اسرائیل کے خلاف جو یہ مدد کرتے ہیں اور نعرے لگاتے ہیں، یہ سب دکھاوا اور دھوکا دینے کے لیے ہے، مگر یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ حماس کو اسلحہ پہنچانے والے ایرانی ہیں، جب کہ سعودی عرب صرف مالی تعاون کرتا ہے، تو اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب حماس کا موضوع بہت افسوسناک، تکلیف دہ، طویل اور پیچیدہ ہے، لیکن مختصراً اتنا آپ جان لیں کہ حماس کی جو تنظیم ہے یہ پوری طرح اخوانیوں کے زیرِ اثر ہے اور اس پر ان کا مکمل ہولڈ ہے، اور جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ان اخوانیوں کے یہاں رافضیوں سے تعلقات کوئی مسئلہ نہیں ہے، بلکہ ان رافضیوں سے پرانے اور گہرے تعلقات رہے ہیں، بلکہ یہ تو ماشاء اللہ ''ثورہ اسلامیہ'' کی بھرپور تائید کرتے ہیں، لہٰذا بلاشبہہ حماس کے ایران سے تعلقات ہیں اور ایران کچھ نہایت حساس اور ذاتی مصالح کی بنا پر حماس کا تعاون بھی کرتا ہے، مگر اس تعاون کی حقیقی نوعیت اور گہرائی کیا اور کتنی ہے؟ اس کی صحیح حقیقت سے ہم ناواقف ہیں، البتہ میڈیا میں جو شہرت ہے اسی کو ہم سنتے ہیں اور وہی ہماری معلومات کا مصدر اور مرجع ہے۔

البتہ یہ بات ذہن میں بار بار آتی ہے کہ ایسا کیوں نہیں ہوتا ہے کہ ایران، حماس کے ساتھ مل کر کے باقاعدہ واضح طور سے، جیسا کہ سعودی عرب نے مصر کے ساتھ مل کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

1967ء اور 1973ء میں کیا، اسرائیل سے جنگ کرے، اسرائیل نے فلسطین کو سمیٹ کر بالکل ایک چھوٹے سے ٹکڑے میں محصور کر دیا ہے، جب وہاں حماس والے موجود ہیں تو ایران کیوں نہیں ایسا کرتا کہ حماس کے ساتھ مل کر بنفسِ نفیس جنگ کرے، ٹھیک ایسے ہی جیسے آج وہ عراق، شام اور یمن میں ساری دنیا کے سامنے اپنے مکمل عسکری و مالی قوت کے ساتھ کر رہا ہے اور اس کے جنرل و کرنل سب وہاں موجود ہیں اور بنفسِ نفیس سنیوں کو قتل کرنے میں شریک ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ایران اس دوستی اور تعاون کے بدلے کیا حاصل کر رہا ہے اور اس کے اس تعاون کے پیچھے دیرپا مقاصد کیا ہیں؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کی اس دوستی اور تعاون کی صحیح گہرائی کا اندازہ تو ہمیں نہیں ہے، لیکن اس کے جو مقاصد ہیں وہ بہت حد تک ظاہر ہیں اور آپ یقین کریں کہ جب تک ایران حماس کے ساتھ لگا رہے گا، حماس اسرائیل کے خلاف کوئی بھی کامیاب اور قابلِ ذکر عسکری کامیابی حاصل نہیں کر سکتا، اس کو آپ پتھر پر لکھ لیں، ایسا ہو نہیں سکتا کہ کوئی رافضی کسی آدمی کے ساتھ لگا رہے اور وہ آدمی کسی یہودی کے خلاف کامیاب کارروائی کر جائے، ان رافضیوں کا جو ماضی و حال ہے اس کی روشنی میں یہ ممکن ہی نہیں ہے اور اسی وجہ سے ان تحریکیوں اور اخوانیوں پر زیادہ افسوس ہوتا ہے کہ چلو ماضی تو ان کی آنکھوں سے غائب ہے، مگر حال تو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ کس طرح ایران کی قیادت میں رافضی ہر جگہ سنیوں کے خلاف برسرِ پیکار ہیں، پھر بھی یہ نہ صرف اس مجوسی ملک کی تائید کرتے اور اسے اسلامی رول ماڈل سمجھتے ہیں، بلکہ سعودی عرب جیسے اسلام اور مسلمانوں کے مسیحا ملک پر اس کو ترجیح دیتے ہیں! پتا نہیں ان کی آنکھیں کس وقت کھلیں گی؟ کیا انھیں اس وقت ہوش آئے گا جب ان رافضیوں کے ہاتھ خود ان کے گریبانوں تک پہنچ جائیں گے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیسری ایک نہایت اہم اور خطرناک چیز جو میں آپ کو یہاں بتانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ حماس کے تئیں ایران کے تعاون کا جو حجم ہے اور اس حجم کے بالمقابل جو اس کا مقصد ہے، ان دونوں میں بعد المشرقین اور بہت زیادہ فرق ہے اور ایک دے کر سو لینے کی بات ہے، چنانچہ مصدقہ رپورٹ کے مطابق آج غزہ میں شیعیت انتہائی تیزی کے ساتھ پھیل رہی ہے، وہاں کے معصوم سنی بچے ان رافضیوں کی تیار کردہ کتابیں پڑھ رہے ہیں، کثیر تعداد میں ان کے اسکول اور مدارس وہاں کھل چکے ہیں۔ ایران کا حماس کے ساتھ رہنے کا یہ ایک اہم ہدف ہے کہ فلسطین میں شیعیت کو فروغ دیا جائے اور وہاں کے معصوم بچوں کے ذہنوں کو ان گندی تعلیمات سے پراگندہ اور زہریلے نصابِ تعلیم سے مسموم کیا جائے اور یہ کام بہت تیزی کے ساتھ ہو رہا ہے!

کتنے افسوس کی بات ہے کہ وہ سنی بے چارے جو ہمیشہ مظلوم اور مقہور رہے ہیں اور اسرائیل کے قہر و جبر میں اپنی زندگی گزارتے ہیں، اب وہ اپنے عقیدہ و منہج کے اعتبار سے ایران کے مقہور ہو جائیں اور ان کے بچوں کو رافضیت کا زہر پلا کر ان کے ذہنوں کو بالکل مسموم کر دیا جائے، آپ یقین کریں کہ اگر یہی حال رہا تو کچھ دنوں کے بعد وہاں شیعی مذہب، سنی مذہب کے مقابلے میں کھڑا ہو جائے گا، پھر ایران کو حماس کی ضرورت نہیں رہے گی، بلکہ پھر وہ وہاں کے رافضیوں کے ساتھ مل کر اسے دوسرا لبنان بنا لے گا اور جس طرح لبنان میں ''حزب اللات'' کے ذریعے وہاں وہ اپنا گڑھ بنائے ہوئے ہے، وہی حال فلسطین میں ہوگا اور پھر وہاں رافضیوں کی ایک ٹھوس قوت ہو جائے گی جو ایران کے ساتھ مل کر جو مصیبت اس کو وہاں پھیلانی ہے، پھیلائے گا۔

آپ کو یہ جان کر شاید تعجب ہو کہ لبنان کے مہاجر کیمپوں میں فلسطینی سنیوں کا جو قتلِ عام ہوا ہے، اسے اسی ''حزب اللات'' نے انجام دیا ہے، شاید آپ یہ سمجھتے ہوں کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسے اسرائیل نے انجام دیا ہوگا! جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اسرائیل نے جتنا کچھ کیا ہے، اس سے کہیں زیادہ خود ایران اور حزب اللہ کے لوگوں نے کیا ہے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ صابرہ اور شاتیلا کا مشہور مجزرہ اسرائیل نے کس کے ہاتھوں انجام دلوایا تھا؟ اسی ''امل'' نامی شیعی تنظیم کے ذریعے، جس کے رحمِ مادر سے حزب اللات کی پیدائش ہوئی ہے، اور وہ یہ برابر کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے، کیوں کہ یہ کبھی نہیں چاہتے کہ یہ فلسطینی سنی مہاجرین لبنان میں آ کر اس طرح بس جائیں کہ ان کی ایک ٹھوس قوت ہو جائے جو آگے چل کر ان کے لیے دردِ سر بنے۔

ماضی قریب میں سابق لبنانی وزیرِاعظم رفیق حریری اور مشہور سکیورٹی آفیسر وسام الحسن سے لے کر کلیدی سنی شخصیات کو اسی حزب اللہ نے شام کی نصیری رافضی حکومت کے ساتھ مل کر قتل کر کے وہاں سنیوں کی سیاسی اور اجتماعی قوت کو کمزور کر دیا ہے اور یہ سلسلہ آج بھی نہایت منصوبہ بند طریقے سے چل رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایران شام کے لیے پریشان ہے اور کسی قیمت پر بھی نہیں چاہتا کہ وہاں کی نصیری حکومت جس کی قیادت بشار جیسا وحشی کر رہا ہے، اس کا سقوط ہو، کیوں کہ اس کے سقوط کے ساتھ ہی اس علاقے میں حزب اللات اور ایران کا کھیل بالکل بگڑ جائے گا۔ سوچیے شام میں 95٪ سے زیادہ سنی ہیں اور 9٪ سے کم نصیری اور دیگر رافضی، مگر ملک میں سنیوں کا قافیہ تنگ ہے اور یہی ایران کی نام نہاد اسلامی حکومت اور اس کی پروردہ لبنان کی حزب اللات بشار کی حکومت کو کسی بھی قیمت پر گرنے نہیں دینا چاہتے۔ یہ ایک کھیل ہے، ہیں مسلمان نظر آتے ہیں کچھ، یہ اندر سے کچھ اور ہیں، مگر باہر کی دنیا کو کچھ اور دکھا کر دھوکا دے رہے ہیں۔ اسی لیے ساری سنی تنظیموں اور تحریکوں کو چاہیے کہ وہ ان کی خباثت اور ان کے مکر و فریب سے آگاہ رہیں۔

ان خبیثوں کا جو تعاون ہوتا ہے وہ بھی بڑا عجیب و غریب ہوتا ہے۔ جب آپ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعاون کی بات کی ہے تو یہ بھی سن لیں کہ بعض سرکاری اور بین الاقوامی تنظیموں کی رپورٹوں کے مطابق ایران نے حوثیوں کو جو ڈالر دیے ہیں، اس میں سے لاکھوں ڈالر جعلی ہیں، اس سے پہلے بعض ممالک نے یہ کام کیا ہے اور اب یہی کام ایران کر رہا ہے، اسی طرح یمن میں جو غلے اور خور ونوش کی جو چیزیں ایران نے بھیجیں وہ ایکسپائر ہو چکی تھیں، لہٰذا اسے چیک کرنے کے بعد جیبوتی کے بندرگاہ ہی سے واپس بھیج دیا گیا۔ چنانچہ ایران کا تعاون ایسے ہی ہوتا ہے، چاہے وہ مادی ہو یا معنوی، مصلحت اس میں غالب ہوتی ہے اور ایک دے کر سو پانے کے ضابطے سے وہ مقید ہوتا ہے۔

آپ یقین کریں ایران ایک ایسا ملک ہے اور روافض ایسی مخلوق ہیں، جو حقیقی معنوں میں کبھی کسی سنی کا تعاون نہیں کر سکتے اور اگر تعاون کریں گے بھی تو ایک کے بدلے سو، سو کے بدلے ہزار، جب ان کو فائدہ ملے گا تب کریں گے، ان کی شرست بالکل یہودیوں جیسی ہے۔ اسی لیے شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد امام ابن القیم رحمہما اللہ ان کو ہمیشہ یہودیوں سے تشبیہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ اہلِ اسلام کے لیے یہود ونصاریٰ سے بھی زیادہ سخت اور نقصان دہ ہیں!

سوال ⑨: داعش کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ اگر یہ فتنہ ہے اور ایک غیر اسلامی دہشت گرد تنظیم ہے تو جیسا کہ سننے اور دیکھنے میں آ رہا ہے، اس میں بہت سارے سنی اور صحیح العقیدہ لوگ کیسے داخل ہو گئے؟ آخر یہ کون ہیں؟

جواب دیکھیے سو فیصد یقین کے ساتھ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں؟ مگر اس پر اہلِ دانش وبینش کا اجماع ہے کہ یہ ایک دہشت گرد تنظیم ہے، اگرچہ یہ اسلام، خلافتِ اسلامیہ اور مسلمانوں کا نام لے کر دہشت گردی کر رہے ہیں، مگر اسلام ان سے بالکل بری ہے اور یہ خالص دہشت گرد لوگ ہیں جو اسلام کے نام پر مخصوص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہداف کے حصول کے لیے کوشاں ہیں۔

البتہ صرف اتنا کہہ دینا کہ یہ ایک دہشت گرد تنظیم ہے، کافی نہیں ہے۔ اگرچہ سو فیصد ہم ان کے بارے میں کوئی مؤکد حکم نہیں لگا سکتے، مگر کچھ چیزیں ایسی ہیں، جن کی روشنی میں بہت کچھ سمجھ میں آ جاتا ہے:

① سب سے پہلے اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ کن ظروف اور حالات میں اس تنظیم کا وجود ہوا؟ چنانچہ دیکھیے عراق اور شام کے تباہ کن حالات میں جب القاعدہ دم توڑ رہی تھی، یہ تنظیم ظاہر ہوئی اور ایسا لگا جیسے کہ القاعدہ کے بدلے میں اس کو لانچ کیا گیا ہے، پھر جس قوت کے ساتھ اس کا ظہور ہوا اور جو مادی اور اعلامی دعم (تعاون) اس کو ملا اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ دہشت گرد تنظیم پھیلتے چلی گئی، اس سے صاف طور سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کے سر پر کافی بڑے لوگوں کا ہاتھ ہے اور کافی دمدار اور بڑے بڑے ممالک اس کی سرپرستی کر رہے ہیں۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ عراق اور شام جیسے شورش زدہ علاقوں میں ان کے پاس سیکڑوں کی تعداد میں نئی لینڈ کروزر گاڑیاں، جدید بھاری بھرکم اسلحے، ہر طرح کی سہولیات اور عراق میں نیٹو کی آنکھوں کے سامنے ہر طرح کے حربی و غیر حربی آلات کی ترسیل اور پیش قدمی اور ان سب چیزوں کے ساتھ ایسا میڈیائی سپورٹ کہ پل بھر میں ساری دنیا میں چھا جائے اور سب کی زباں پر صرف اسی کا نام ہو اور سارے ممالک القاعدہ کو بھول کر اسی کے غم میں ہلکان ہونے لگیں۔ ان سب چیزوں سے کیا پتا چلتا ہے؟ کیا کسی نئی تنظیم کے لیے اس طرح کا ظہور ان بڑے ممالک کی سپورٹ کے بغیر ممکن ہے؟

② جب ہم ان کے وحشیانہ اعمال اور غیر انسانی کارناموں پر نظر ڈالتے ہیں تو بات بالکل صاف ہو جاتی ہے کہ یہ دین اور اس کی تعلیمات سے کوسوں دور ہیں، بلکہ دین کی صحیح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعلیمات سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ ایسی صورت میں خلافتِ اسلامیہ کا نام استعمال کرنا دھوکا اور اسلام کو بدنام کرنے کی سازش نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ یہ سازش کون کر رہا ہے اور اس کا مقصد کیا ہے؟ اور براہِ راست اس سے کس کو فائدہ پہنچ رہا ہے؟

③ ایک نہایت اہم چیز جس پر ترکیز (کامل توجہ) کرنے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ داعش سے درحقیقت کس کو فائدہ پہنچ رہا ہے؟ جب ہم دقت سے ان کے ظہور کو دیکھتے اور ان کی کارروائیوں پر غور کرتے ہیں تو یہ بات بالکل واضح طور سے دکھنے لگتی ہے کہ یہ اسلام دشمن عناصر کی ایجاد کردہ تنظیم ہے اور انھیں ہی فائدہ پہنچا رہی ہے، چنانچہ عراق میں جب دوبارہ سنیوں کا غلغلہ ہونے لگا اور وہ رافضیوں کے ظلم وستم سے نکل کر ان کا صحیح سے مقابلہ کرنے لگے اور یہ یقین ہو چلا کہ اب سنی دوبارہ عراق میں اپنی سیاسی اور اجتماعی حیثیت بنا لیں گے، ایسے وقت میں وہاں داعش کا ظہور ہوتا ہے اور پورا یورپ اس داعش کو مارنے کے لیے پل پڑتا ہے، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ سنی دوبارہ کمزور ہو کر رہ جاتے ہیں اور رافضی ان کو پھر ایک بار توڑنے اور پسپا کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

آپ یقین کریں کہ اسی داعش کے بہانے عراق میں ان رافضیوں اور ناٹو، نیز امریکی فوجیوں نے نہ صرف ہزاروں سنیوں کو قتل کیا اور کر رہے ہیں، بلکہ جن جن علاقوں میں وہ مضبوط تھے اور ان کی ایک قوت تھی انھیں تباہ و برباد کر دیا گیا اور کیا جا رہا ہے اور بہانہ یہی داعش ہے، قتل عام اور بے گناہ سنیوں اور ان کی اہم شخصیات کو کیا جاتا ہے اور نام داعش کا لیا جاتا ہے۔ اسی داعش کے بہانے ایران کے فوجی ساری دنیا کے سامنے عراق میں سنیوں کو قتل کر رہے ہیں اور اس پر اپنے قبضے کو مضبوط کر رہے ہیں۔

بالکل یہی حال شام کا ہے، جب ایسا لگنے لگا کہ اب بشار کی حکومت چلی جائے گی اور ایران کی ساری پلاننگ دھری کی دھری رہ جائے گی، نیز اسے اپنے فوجیوں اور کرنلوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جرنلوں کے ساتھ ذلیل و خوار ہوکر وہاں سے نکلنا پڑے گا، ایسے وقت میں وہاں داعش والے پہنچ گئے، اس داعش نے وہاں موجود ایرانیوں، نصیریوں، درزیوں اور بشار کے دیگر ہم نواؤں کو نہیں مارا، بلکہ مارا تو سنیوں کے ان قائدین کو جو بشار اور اس کی فوج کے خلاف برسر پیکار سوریا کو آزاد کرانا چاہتے تھے، ان داعشیوں نے ان علاقوں کا رخ نہیں کیا جہاں بشار کے ہم نواؤں کا قبضہ ہے، بلکہ ان علاقوں پر قبضہ شروع کیا جن کو مختلف سنی تنظیموں نے بشار کی حکومت سے آزاد کر کے اپنے ماتحت کر لیا تھا اور پھر جب ان سب کے باوجود بشار کی ظالم فوج حزب اللات کے درندے اور ایران کے انجاس ناکام و نامراد ہو گئے اور ان کی الٹی گنتی شروع ہو گئی اور ایسا لگنے لگا کہ اب تب کا معاملہ ہے اور حساب چکتا کرنے کا وقت آ گیا ہے، اس وقت داعش ہی کے بہانے ایران نے منت و سماجت کر کے روس کو شام میں داخل کر دیا۔ آج روس شام میں داعش کو مار رہا ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ اس کے 80 فیصد حملے ان سنی عسکری تنظیموں پر ہو رہے ہیں جو بشار کے خلاف برسر پیکار ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا ہے کہ شدید مایوسی کے بعد بشار کی فوجیں دوبارہ اپنے پاؤں پر کھڑی ہو رہی ہیں اور اپنی صفوں کو منظم کر رہی ہیں، تاکہ مزید سنیوں کو قتل کیا جا سکے!

آپ یمن کے حالات پر غور کریں! یہاں سعودی عرب حوثی باغیوں کے خلاف کارروائی کر رہا ہے، عدن آزاد ہو جاتا ہے، وہاں حکومت کے کارندے پہنچ کر اپنا کام شروع کر دیتے ہیں، پھر داعش اس ہوٹل میں بم دھماکہ کرتی ہے جہاں سے نائب وزیراعظم سرکاری عملے کے ساتھ حکومت چلا رہے ہوتے ہیں، نہ وہاں موجود ایرانی کرنلوں جرنلوں کو مارتی ہے، نہ ہی حوثی کمانڈروں کو، مارتی ہے تو اصل حکومت کے کارندوں کو!

یہ داعش کے کرامات ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ جس کو ذرا بھی شعور ہے وہ اچھی طرح اندازہ لگا سکتا ہے کہ داعش کس کی مصلحت میں کام کر رہی ہے اور اس سے کس کس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو فائدہ پہنچ رہا ہے؟

④ اکثر باشعور مبصرین اور سیاسی تجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ داعش درحقیقت ایک دہشت گرد تنظیم ہے، جو امریکہ اسرائیل اور ایرانی انٹیلجنس کی مشترکہ پیداوار اور یہی اس کو نہ صرف ہولڈ کرتے ہیں، بلکہ ہر طرح سے اس کا دعم (تعاون) کرتے ہیں، تاکہ اس علاقے میں اپنے پلان شدہ اہداف کو حاصل کرسکیں۔

بلکہ بہت سارے لوگوں کا تو یہاں تک کہنا ہے کہ داعش کا سربراہ ''ابوبکر البغدادی'' اصلاً یہودی ہے، جس کی اسرائیل میں تربیت ہوئی ہے اور اب اس کو انتہائی منظّم انداز میں داعش کا سربراہ بنا کر پیش کیا گیا ہے، اگرچہ حتمی طور سے اس کی تصدیق نہیں کی جاسکتی، مگر یہ کوئی بعید چیز نہیں ہے اور ذاتی طور سے میں سمجھتا ہوں کہ حالات کے تناظر میں ان مبصرین اور تجزیہ نگاروں کی باتوں میں کافی دم اور وزن ہے اور اس میں تو شک کی کوئی گنجایش باقی نہیں رہ جاتی کہ داعش سے مستفید اول ایران ہی ہے اور اس کے پیچھے اس کے مصالح کی حفاظت مقصود ہے!

اسی ضمن میں دوسری ایک اہم بات یہ ہے کہ جس کو ہمیشہ دھیان میں رکھنا چاہیے کہ ہر وہ دہشت گردانہ یا مجرمانہ کارروائیاں جس کے بعد داعش یا اس طرح کی تنظیموں کی طرف سے اس کی ذمے داری قبول کی جاتی ہے، یا میڈیا کے ذریعے یہ خبر آتی ہے کہ فلاں تنظیم نے اس کی ذمہ داری قبول کی ہے تو کوئی ضروری نہیں ہے کہ وہ اسی نے کیا ہو، ہو سکتا ہے جو دوسرے اسلام کے دشمن ہیں وہ یہ کارروائیاں کرتے ہوں اور چونکہ میڈیا ان کے ہاتھ میں ہے، لہٰذا وہ جس طرح چاہیں شور مچائیں اور اعلان کریں۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ایک مومن کو یہ حکم دیا ہے کہ جب کوئی فاسق کوئی خبر لے کر آئے تو وہ اس کی تحقیق کر لے اور آنکھیں بند کر کے اس کی تصدیق نہ کرے، لہٰذا ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلمان کو چاہیے کہ وہ جب کوئی خبر پڑھے یا سنے تو ناقدانہ پہلو اس پر غالب رہے اور اسے تنقیدی نگاہ سے دیکھے! خبروں کو پڑھے تو بہت دقت اور ناقدانہ انداز میں پڑھے، کیوں کہ ہوسکتا ہے، جس کا نام آ رہا ہے اس نے نہ کیا ہو، بلکہ اس کا استعمال کیا جا رہا ہو، ہوسکتا ہے کہ کوئی کہے میں فلاں ہوں اور یہ کام اسلام کی خاطر کر رہا ہوں، مگر درحقیقت وہ کرنے والا کوئی یہودی، نصرانی، رافضی یا ان کا آلہ کار ہو اور مقصد اسلام کو بدنام کرنا ہو!

اور جہاں تک اس دہشت گرد تنظیم میں سنیوں کے داخل ہونے کا مسئلہ ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں، جوش و جذبے سے بھرے، عقل و شرعی تعلیمات سے پیدل ایسے ہزاروں لوگ موجود ہیں جنھیں جہاد اور قتال کے نام پر بآسانی جمع کیا جا سکتا ہے، بلکہ مسلمانوں میں ایسے بھی کورے مل جائیں گے کہ اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کر دے تو اس کے پیچھے ہو لیں گے، ایسی صورت میں خلافت اور جہاد کے نام پر دھوکا کھانا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔

ایسا لگتا ہے کہ اس تنظیم کی رسی اسلام دشمنوں کے ہاتھ میں ہے اور بہت سارے لوگ اس کو اسلام کا نمایندہ سمجھ کر اس میں شامل ہو رہے ہیں، انھیں یہ نہیں پتا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں، بس اسلام کا نام ہے، خلافت کی کشش ہے جو ان کو وہاں کھینچ لے جاتی ہے، کچھ کو تو پتا بھی نہیں چلتا اور وہ آخرت کو سدھار جاتے ہیں اور کچھ کی آنکھیں وہاں جا کر کھلتی ہیں، ایسے کئی لوگوں کے بیانات ریکارڈ پر موجود ہیں جو اس منحوس تنظیم کو چھوڑ کر واپس لوٹے ہیں اور اس کے تعلق سے لوگوں کو حقیقت سے روشناس کرایا ہے، اسے سننا چاہیے، بہت ساری گرہیں اس سے بھی کھل جاتی ہیں!

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ داعش اسلام دشمنوں کی ایجاد کردہ ایک خالص دہشت گرد تنظیم ہے، جس سے اسلام بالکل بری ہے اور اس سے اسلام دشمنوں کو بھرپور فائدہ پہنچ رہا ہے اور آگے کیا ہو پتا نہیں، مگر فی الحال تو علاقے میں ایران ہی اس سے مستفید اول ہے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو شعور بخشے، اس کے شر اور فتنے سے ان کو بچائے اور اس کی حقیقت کو مزید واضح طور سے طشت از بام کرے۔ آمین!

سوال ⑩: آخری سوال یہ ہے کہ ہم دنیا کے الگ الگ خطوں سے آکر یہاں سعودی عرب میں کام کر رہے ہیں تو ہمیں کیا غرض ہے کہ ہم سعودی عرب یا ایران کی تائید کریں اور اس میں اپنی انرجی ضائع کریں؟

جواب دیکھیے یہ تائید دراصل سعودی عرب کی تائید نہیں، بلکہ دراصل یہ حق کی تائید ہے۔ ایک مسلمان کا شیوہ یہ ہے کہ وہ کہیں بھی رہے حق کی تائید کرے، چاہے وہ سعودی عرب کے حق میں ہو یا دوسرے اسلامی ممالک کے حق میں ہو، لہٰذا ہماری ذمے داری ہے کہ جب بھی کوئی حق پر قائم ہو تو ہم اس کا ساتھ دیں۔

ایک بات تو یہ، دوسری بات یہ ہے کہ آپ یہاں رزق تلاش کرنے کے لیے آئے ہیں اور اللہ کے فضل و کرم سے آپ امن و امان اور چین و سکون سے اپنا رزق حاصل کر رہے ہیں، ظاہر ہے اللہ کے فضل و کرم کے بعد اس ملک کا آپ پر احسان ہے اور شریف النفس اور کریم آدمی احسان کا بدلہ احسان سے دیتا ہے، ایسی صورت میں جب سعودی عرب حق پر ہو اگر آپ اس کا ساتھ نہ دے کر کسی اور کا ساتھ دیں اور اس کی حمایت کریں تو یہ کتنی احسان فراموشی کی بات ہوگی!

پھر آپ یہ سوچیں کہ اگر ایران کی شر انگیز پلاننگ کامیاب ہو جائے اور یہاں بدامنی پھیل جائے تو کیا آپ اس سے متاثر نہیں ہوں گے؟ ظاہر ہے براہِ راست اس سے آپ پر اثر پڑے گا!

پھر سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ حرمین شریفین کی سرزمین ہے، یہاں فتنہ وفساد اور بدامنی کا مطلب کیا ہوگا؟ حرمین شریفین خطرے میں پڑ جائے گا اور یہ منحوس رافضی نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صرف اس کا تقدس پامال کر دیں گے، بلکہ یہاں وہی کھیل کھیلیں گے جو ان کے آبا و اجداد نے کھیلا ہے، تب نہ کوئی سنی سلامت رہے گا اور نہ کوئی سنت، لہٰذا ہمیں اس کی سنگینی کا اندازہ ہونا چاہیے اور حق و باطل کی اس جنگ میں کھل کر سعودی عرب کا ساتھ دینا چاہیے۔

آپ خود سوچیں کہ ماشاء اللہ آپ یہاں کی اس روحانی اور علمی فضا میں اپنی حلال روزی بھی کما رہے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ صحیح عقیدہ بھی سیکھ رہے ہیں۔ کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ سیکھ رہے ہیں، یہ ساری چیزیں یہاں موجود ہیں، ساری دنیا سے جو حجاج و معتمرین اور زائرین یہاں آتے ہیں سعودی عرب ان کی انتہائی درجے کی اعلیٰ خدمت کرتا ہے اور دوست و دشمن سب نے یہ اعتراف کیا ہے۔

یہ خدمات حکومت اپنے مخصوص بجٹ سے کرتی ہے اور یہ کج فہم اور حق و حقیقت کے دشمن جو ہمارے یہاں برصغیر یا دوسرے ملکوں میں پائے جاتے ہیں اور محض بغض وعناد یا جہالت کی بنا پر وہ یہ پھیلاتے ہیں کہ سعودی عرب حج سے کمائی کرتا ہے، آپ یقین جانیں کہ ذمہ داروں سے ہماری براہِ راست گفتگو ہوتی ہے، سعودی عرب کا حج میں پورا ایک بجٹ اور ایک ضخیم میزانیہ ہے، جو سعودی عرب حج میں خرچ کرتا ہے، فی سبیل اللہ تعاون کے طور پر، سعودی حکومت جو یہ گرانقدر خدمات انجام دیتے ہیں اور حرمین شریفین کی اتنی حفاظت کرتے ہیں، ایسی صورت میں کیا ہمارے اوپر واجب نہیں ہے کہ ایک ایسے ملک کی جو حرمین شریفین کی حفاظت کر رہا ہے، جو سارے مسلمانوں کو صحیح دین سکھا رہا ہے اور کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ کی تعلیم دے رہا ہے، نیز ان کے لیے حلال رزق کا اتنا بڑا دروازہ کھولے ہوئے ہے تو کیا ہمارے اوپر یہ لازم نہیں ہے کہ ہم اس کا دفاع کریں وہ بھی حق کی خاطر، ایسی صورتوں میں تو لوگ باطل کی تائید کرتے ہوئے نہیں ہچکچاتے، چہ جائیکہ حق کی تائید و نصرت ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم دیکھ رہے ہیں کہ بڑے بڑے مسائل میں سعودی عرب بالکل حق پر کھڑا ہے، کتاب وسنت پر کھڑا ہے اور کتاب وسنت کے مطابق کام کر رہا ہے تو ایسی جگہ بدرجہ اولی ہم پر واجب ہو جاتا ہے کہ اس کا دفاع کریں، یہ دفاع درحقیقت سعودی عرب کا دفاع نہیں، بلکہ حق کا دفاع ہو گا! سعودی عرب معصوم نہیں ہے، مگر انصاف کی بات یہ ہے کہ جب ہم کسی کی غلطیوں کی طرف نگاہ اٹھانا چاہیں تو اس سے پہلے اس کے حسنات کو بھی دیکھ لیں، تاکہ اس کے تعلق سے صحیح موقف اپنانے میں آسانی ہو!

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مسلم ممالک کی حفاظت فرمائے اور جو مسلم ممالک کے دشمن ہیں اللہ تعالیٰ ان کی قوتوں کو کمزور کرے۔ ساری دنیا میں جتنے انسان بستے ہیں اللہ تعالیٰ سب کو امن وسکون دے اور وہ لوگ جو انسانیت کے دشمن ہیں ان کو عبرت بنا دے۔

اللہ تعالیٰ حرمین شریفین اور اس کی سرزمین کی حفاظت فرمائے اور سعودی عرب کو شاد وآباد رکھے اور اسے امتِ مسلمہ کا صحیح معنوں میں خادم بنائے اور اس ملک کے حکام کی عمروں میں برکت دے، ان کو اچھے اور صحیح مشورہ دینے والوں کی صحبت عطا فرمائے اور بین الاقوامی سطح پر اس حکومت کو قوت و طاقت عطا کرے، نیز ان کو ہمیشہ حرمین شریفین کا محافظ رکھے اور ان کو صحیح راستے کی توفیق عطا فرمائے، نیز اللہ تعالیٰ اسلام کے دشمنوں سے سعودی عرب اور تمام مسلمانوں کی حفاظت کرے اور رافضیوں کے مکر وفریب اور ان کے شر سے مسلمانوں کو بچائے۔ آمین!

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين.

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سسکتا، بلکتا اور سلگتا احواز

ایرانی سیاست اور فارسی ریاست کے نفاق و دہشت گردی کا نقطۂ عروج

از قلم: وسیم محمدی

ایران و اسرائیل دو ایسے دہشت گرد ممالک ہیں جن کی دہشت گردی کا چشمہ امریکی سمندر سے سیراب ہوتا ہے اور جب تک یہ چشمے خشک نہیں کیے جائیں گے اور ان کا سرچشمہ اپنے انجام کو نہیں پہنچے گا دنیا سے دہشت گردی کا خاتمہ ناممکن ہے، بلکہ موجودہ حالات پر نظر رکھنے والا بآسانی اس نتیجے تک پہنچ سکتا ہے کہ اس وقت ایران اپنی دہشت گردی میں بوجوہ اسرائیل کو پیچھے چھوڑ چکا ہے اور اب مشرقِ وسطیٰ میں امریکہ اور اسرائیل کا کام وہی انجام دے رہا ہے۔

ویسے تو ایران کا مکروہ چہرہ اور اس کے خبیثانہ عزائم پوری دنیا کے سامنے آ چکے ہیں اور دھیرے دھیرے لوگ اس کے نفاق و دہشت گردی سے واقف ہوتے جا رہے ہیں، مگر کچھ باتیں ایسی ہیں جن سے ابھی بہت کم لوگ واقفیت رکھتے ہیں، یا اگر واقفیت ہے بھی تو سرسری سی، جو بسا اوقات کوئی ٹھوس موقف قائم کرنے میں مددگار نہیں ثابت ہوتی۔

موجودہ حالات کی روشنی میں اگر یہ کہا جائے کہ اس وقت ایران اپنے سیاسی نفاق اور ریاستی دہشت گردی کے نقطہ عروج پر ہے تو کوئی مبالغہ نہ ہوگا کہ ایک طرف تو ایران، لبنان و عراق اور شام و یمن میں وہاں کے رافضیوں کے تعاون سے سنی اکثریت کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قتلِ عام میں مصروف ہے اور شام ویمن اور لبنان میں ان رافضی اقلیتوں کو ہر طرح کا مالی وعسکری تعاون بہم پہنچا کر اپنے توسیع پسندانہ عزائم کی تکمیل کے لیے انھیں بحسن وخوبی استعمال کر رہا ہے اور اسے مظلوم اقلیت اور اپنے حقوق کے لیے لڑنے والے کمزور طبقے کے تعاون کا نام دے رہا ہے تو دوسری طرف ایران میں بسنے والے لاکھوں سنیوں کو نہ صرف ان جملہ ضروری حقوق سے محروم کر رکھا ہے، بلکہ ان کے ساتھ ہر طرح کی دہشت گردی اور ظلم وستم کو روا رکھے ہوئے ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں ہونے کے باوجود ان کی جان و مال، عزت و آبرو کچھ بھی محفوظ نہیں ہے اور انھیں اپنے حقوق سے اس طرح محروم کر دیا ہے کہ وہ انتہائی پسماندگی اور مقہورانہ زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ قصور ان کا صرف یہ ہے کہ وہ سنی ہیں!!

ان مظلومین میں سرفہرست وہ عربی سنی ہیں جو احواز (عربستان) نامی اس سلطنت کے باشندے ہیں جو عرب سنیوں کا ایک انتہائی زرخیز اور قدرتی دولت سے مالا مال ملک تھا اور اب ایران کے استعمار اور جبر واستبداد تلے کراہ رہا ہے۔

محلِ وقوع اور جغرافیائی حیثیت:

احواز خلیجِ عرب کی مشرقی پٹی پر واقع ایک انتہائی زرخیز اور طبیعی دولت سے مالا مال ملک ہے، جو جنوب عراق سے مضیق ہرمز تک پھیلا ہوا ہے اور یہ ایران کے مغربی حصے میں واقع ہے، گویا ایران خلیج عرب کے اہم ترین سمندری حصے پر احواز ہی کے راستے براہِ راست آ سکتا ہے اور یہ احواز کے استعمار اور اس پر ایرانی قبضے کا ایک بہت بڑا سبب ہے۔

خلیج عرب کی مشرق پٹی پر ہونے کی وجہ سے اس کی بڑی اہمیت ہے، کیوں کہ یہ عرب سنیوں کا علاقہ ہے اور اس کے بالمقابل خلیج عرب کی مغربی پٹی پر عرب ممالک ہیں، لہٰذا اس اعتبار سے خلیج عرب کی یہ پٹی دونوں طرف سے عرب سنیوں سے گھری ہوئی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک طرف احوازی سنی عرب ہیں اور دوسری طرف عراق کا جنوبی حصہ اور دیگر عربی ریاستیں ہیں، ایسی صورت میں احواز کی مضبوط اسٹراٹیجک پوزیشن بہت واضح طور سے نظر آتی ہے۔

مزید اللہ رب العزت کا اس پر ایک خاص فضل یہ ہے کہ احواز کا پورا علاقہ طبیعی اور قدرتی دولت سے مالا مال ہے اور عرب سنیوں کی یہ سرزمین اپنے سینے میں پٹرول اور گیس کے بیش بہا خزینے سموئے ہوئے ہے۔ یہ اکثر لوگ جانتے ہوں گے کہ ایران تیل نکالنے والے ممالک میں سرفہرست ملک ہے، مگر یہ جان کر بہت سے لوگوں کو تعجب ہوگا کہ ایران میں نکلنے والے تیل کا 90 فیصد حصہ احواز سے حاصل ہوتا ہے، جو عرب سنیوں کا علاقہ ہے، یہی نہیں بلکہ احواز میں پایا جانے والا قدرتی گیس کا ذخیرہ روس کے بعد دنیا میں پائے جانے والے گیس کے ذخائر میں دوسرا سب سے بڑا ذخیرہ ہے۔

اسی طرح ایران کے زیرِ استعمال میٹھے پانی کا دو تہائی حصہ احواز کے حدود میں ہے۔ گویا ایران کی پوری اقتصادی زندگی احواز کی سرزمین سے جڑی ہوئی ہے اور احواز ایران کے لیے شہ رگ کی حیثیت رکھتا ہے۔ مگر افسوس کہ نہ صرف ایران کی رافضی اور مجوسی حکومت ان خیرات سے اس کے اصل حق داروں کو محروم رکھ کر خود اس سے بھرپور فائدہ اٹھا رہی ہے، بلکہ اس عربی اور سنی علاقے سے نکلنے والے خزانوں کا بھرپور استعمال پوری دنیا میں دہشت گردی پھیلانے اور سنیوں کا قتلِ عام کرانے میں کر رہی ہے۔

احواز کا کل رقبہ تین لاکھ پچھتر ہزار (375000) مربع کلومیٹر ہے اور اس کی آبادی تقریباً ایک کروڑ ہے۔ تقریباً ایک کروڑ کی یہ آبادی ان عرب سنیوں پر مشتمل ہے جو ان مشہور عربی قبائل کا حصہ ہیں جن کے نام سے عرب قبیلے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ چنانچہ احواز اپنے اندر بنی کعب بن تمیم، بنی اسد، بنی مرہ اور خزرج کے ان سپوتوں کو سموئے ہوئے ہے جو عربوں کی شان اور ان کی پہچان ہیں اور شجاعت و بہادری میں جن کے قصے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زبان زدِ عام ہیں۔

جب آپ احواز میں داخل ہوں گے تو ایسا محسوس ہوگا کہ آپ عراق ہی میں ہیں، وہاں کے لوگوں کی بول چال، رہن سہن، قد و قامت، رنگ و بو سب کا سب عربی ہے اور ایران کی جابرانہ پالیسی اور ظالمانہ نظام کے باوجود ان کا عربی و سنی تشخص اب تک برقرار ہے۔ احواز کا ایک معروف نام عربستان بھی ہے جو ایرانیوں ہی کا دیا ہوا ہے۔ شاہ اسماعیل صفوی کے دور میں اس کا یہ نام پڑا، اس نام سے واضح طور پر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ خود ایرانیوں کے یہاں بھی یہ ایک مستقل عربی اسٹیٹ کی حیثیت رکھتا تھا، مگر اس کے اہم محلِ وقوع اور اس کی سرزمین میں موجود خزانوں نے اس کو سازشوں کا شکار بنا کر فارسی رافضی حکومت کے جبر واستبداد کے تابع کر دیا۔

گویا یہ مکمل عربی سنی علاقہ، بلکہ ملک ہے، جس پر ایران نہ صرف اپنا قبضہ جمائے ہوئے ہے، بلکہ وہاں موجود ثروات کے بل بوتے پر اپنے توسیع پسندانہ عزائم کو فروغ دینے میں مصروف اور پوری دنیا خصوصاً مشرقِ وسطیٰ میں دہشت گردی پھیلانے میں مشغول ہے۔

مصیبت کا آغاز:

احواز دراصل ایک مستقل اسٹیٹ تھا جو خلافتِ عثمانیہ کے زیرِ نگیں تھا اور یہاں موجود عربی قبائل کے اتفاق و رضامندی سے ان کا ایک مستقل امیر ہوا کرتا تھا جو دولتِ عثمانیہ سے براہِ راست رابطے میں رہتا تھا۔ خلافتِ عثمانیہ کے زوال پذیر ہونے کے ساتھ ساتھ احواز بھی تقریباً ایک مستقل ملک کی شکل اختیار کر گیا، ان کا اپنا مستقل حاکم ہوا کرتا تھا، جس کا تعلق بنو کعب سے ہوتا تھا۔

اس کی مصیبت کی ابتدا اس وقت ہوئی جب روس نے اپنی سلطنت کو وسیع کرنا شروع کر دیا اور برطانیہ کو یہ خوف ہوا کہ کہیں روس خلیجِ عرب کے پانیوں میں پہنچ کر اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے وجود اور مطامع و مصالح کو خطرے میں نہ ڈال دے، لہٰذا اس کو اس علاقے میں ایک مضبوط پارٹنر کی ضرورت محسوس ہوئی جو ایران سے زیادہ کوئی مناسب نہ تھا، مگر مسئلہ یہ تھا کہ خلیجِ عرب کا مشرقی کنارہ مکمل طور سے احواز سے جڑا ہوا تھا اور ایران اور اس کنارے کے درمیان احواز حائل تھا۔ برطانیہ نے بہت کوشش کی کہ احواز ایران سے الحاق کر لے، تاکہ اس کے مصالح اس علاقے میں محفوظ ہو جائیں اور ایران کو اس علاقے کی چوکیداری دے کر روسی مطامع کے آگے بند باندھ دی جائے۔

مگر چونکہ احوازی عرب ان رافضیوں کو اچھی طرح جانتے تھے اور بھلا عربوں سے بہتر انھیں کون جان سکتا ہے؟ لہٰذا احواز کے حاکمِ وقت شیخ خزعل بن جابر الکعبی کسی طرح سے اس پر تیار نہ ہوئے اور انھوں نے صاف لفظوں میں برطانیہ کو بتا دیا کہ عرب سنیوں کا یہ علاقہ کسی صورت ایران کی مجوسی صفوی حکومت سے الحاق نہیں کر سکتا۔

برطانیہ کو یہ جواب پسند نہ آیا اور اس کی ماکرانہ اور خبیثانہ سیاست نے ایک نئی سازش رچ ڈالی، چنانچہ سب سے پہلے برطانیہ نے ایران کو احواز کی اسٹراٹیجک حیثیت سے بخوبی آگاہ کرایا اور اس میں موجود بیش بہا خزانوں کی حقیقت اور مستقبل میں اس کی حیثیت سے روشناس کرا کر اس کی طمع میں مزید اضافہ کیا۔ ایران کی صفوی حکومت تو کب سے احواز پر نظر رکھے ہوئے تھی، برطانیہ کی شہ نے اسے احواز پر قبضے کے لیے سب کچھ کر گزرنے پر تیار کر دیا، چنانچہ وہ خونی پلان ترتیب دیا گیا، جس کے نتیجے میں احواز خاک و خون میں نہا کر ایران کی صفوی حکومت کے ماتحت آ گیا۔

ہوا یوں کہ برطانیہ نے جب دیکھا کہ احواز کے امیر شیخ خزعل بن جابر الکعبی کسی طرح اس کے دامِ فریب میں آنے والے نہیں ہیں تو اس نے 1925ء میں ایک خطرناک چال چلی اور برطانوی قونصل کی وداعی تقریب میں شیخ خزعل کو مہمانِ خصوصی کے طور پر مدعو کیا اور پھر جب شیخ خزعل پروگرام میں آئے تو پہلے سے طے شدہ پلان کے مطابق انھیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ان کے بیٹے کو گرفتار کر کے ایران کے حوالے کر دیا، جہاں دس سال سے زیادہ قید و بند اور ظلم وستم کے بعد دونوں باپ بیٹے زہر دے کر مار دیے گئے۔

اس دوران میں ایران کی پوری کوشش رہی کہ کسی طرح شیخ خزعل احواز کے الحاق پر راضی ہو کر رسمی طور پر اس پر دستخط کریں، تاکہ ایران قانونی طور سے احواز پر قبضہ کر لے، مگر جب وہ کسی طرح راضی نہ ہوئے تو انھیں اور ان کے بیٹے کو زہر دے کر مار دیا گیا اور اس دوران میں ایرانی فوجی اپنی مکمل دہشت گردی کے ذریعے احواز پر اپنا مکمل قبضہ کرنے کی کوشش بھی کرتے رہے، یہاں تک کہ اس پر مکمل طور پر قابض ہو گئے۔

یہاں سے احواز پر ظلم وستم کا ایک نیا دور شروع ہوا جو آج تک جاری ہے اور حقیقت یہ ہے کہ احوازی عربی سنیوں پر ہو رہے ایرانی اور فارسی مجوسی مظالم اس قدر دردناک اور ہولناک ہیں کہ انھیں پڑھ کر کلیجہ منہ کو آ جائے۔ آئے دن اس کے نوجوانوں کو مختلف بہانوں سے گرفتار کیا جاتا ہے اور مختلف حیلوں اور بہانوں سے انھیں پھانسیاں دے دی جاتی ہیں۔ کتنے احوازی ایسے ہیں جن پر بنا کوئی مقدمہ چلائے انھیں قتل کر دیا جاتا ہے اور ان کا کوئی پرسانِ حال نہیں ہوتا۔

مظالم کی ایک طویل داستان:

احوازی عربی سنیوں پر ایرانی مظالم کی داستان بہت طویل ہے، یہاں مختصراً چند مظالم کا ذکر کرنا چاہتا ہوں، تاکہ قاری یہ جان سکیں کہ ایران کی رافضی مجوسی حکومت کا سنیوں کے تعلق سے عموماً اور عرب سنیوں کے تعلق سے خصوصاً کیا رویہ رہا ہے اور تاکہ ہم یہ اچھی طرح جان لیں کہ جو کچھ لبنان، عراق، سوریا اور یمن میں ہو رہا ہے، یہ ایک ہی فکر کا نتیجہ ہے اور وہ ہے رافضی فارسی مجوسی فکر جو سنیوں کی ازلی دشمن اور ان کا عدو لدود ہے:

⦿ ایران نے احواز پر قبضہ کرنے کے بعد اسے حرس ثوری (ایرانی افواج کا اہم ترین حصہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یا شعبہ) کے حوالے کر دیا، جنھوں نے وہاں جبر و استبداد کی تمام سنتیں تازہ کر دیں۔ جگہ جگہ چیک پوسٹیں قائم کر کے فوجی چوکیاں اور تفتیشی اڈے بنا کر احواز کو جیل میں تبدیل کر دیا اور اپنے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کو کچلنا اپنے فرائض میں داخل کر لیا۔

- عربی احوازی سلطنت کے تمام سیاسی، اداری اور عدالتی محکموں کو ختم کر دیا گیا، تاکہ ان کی جگہ ایرانی سلطنت کے تمام ادارے لائے جائیں اور اس طرح احواز کو مجوسی اور فارسی ملک میں تبدیل کر دیا جائے۔ یہی حال ماضی قریب میں عراق کا ہوا جہاں ایران کے مجوسیوں اور ان کے ہم نوا رافضیوں کے تعاون سے امریکہ داخل ہوا اور داخل ہوتے ہی ایران و اسرائیل کی خواہش کے مطابق صدام کے دور میں قائم تمام اداروں کو ختم کر کے مجوسی اداروں کو ان کی جگہ لایا گیا، تاکہ ایرانی مجوسی اور اس کے ہم نوا رافضی وہاں پوری طرح اپنا قدم جما سکیں اور عربی تشخص کو پوری طرح ختم کیا جا سکے اور ان نجس مجوسیوں اور ان کے ہم نوا رافضیوں کے ذریعے سنیوں کا قتلِ عام کیا جا سکے، کل یہی کھیل احواز میں کھیلا گیا تھا اور یہی آج عراق میں کھیلا جا رہا ہے۔
- ان عربوں کو ان کے ہر چھوٹے بڑے حقوق سے محروم کر دیا گیا، تعلیم نہ صحت اور نہ دیگر سہولیات، اور آج بھی جب ایران کا سارا بجٹ احواز سے نکلنے والے تیل اور گیس کا مرہونِ منت ہے، وہاں رہنے والے احوازی عام سہولیات اور اپنی بنیادی ضروریات سے بھی محروم ہیں۔
- احواز کے مختلف حصوں کو اس سے الگ کر کے دیگر فارسی صوبوں سے جوڑ دیا گیا، تاکہ ان کے اثر اور ان کی طاقت کو کم کیا جا سکے۔
- کتنے ہی عربوں کو نہایت منظم انداز میں ان کی زمینوں سے بے دخل کر کے فارسی رافضیوں کو وہاں بسا دیا گیا اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے، تاکہ ایک خالص سنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عربی علاقے میں جگہ جگہ ان فارسی مجوسیوں کو بیٹھا کر ان سینوں کے سروں پر مسلط کیا جا سکے۔

- احواز کے اندر ہر طرح کی چھوٹی بڑی نوکریوں، تجارتی مراکز و دیگر خدماتی اداروں پر فارسی مجوسیوں کو بیٹھا کر وہاں کے عرب سنیوں کو بالکل بے دخل کر کے تمام طرح کی سرکاری نوکریاں انھیں مجوسیوں کے ہاتھ میں دے دی گئیں۔ یہ نہ صرف احواز پر پوری طرح اقتصادی قبضہ کیے ہوئے ہیں، بلکہ وہاں کے اصل باشندے ان کے ہاتھوں اس طرح سیاسی، سماجی، اقتصادی اور امنی ناچیے سے یرغمال بنے ہوئے ہیں کہ اللہ کی پناہ! انھیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ ایک جیل میں مقید ہیں اور مجوسیوں کے ہاتھوں میں وہ مجبور محض ہیں۔
- یہی نہیں بلکہ عربوں کو ان کی زرعی زمینوں سے بے دخل کر کے انھیں فارسی مجوسیوں اور رافضیوں کے حوالے کر دیا گیا اور ان عربوں کے لیے زرعی زمینیں خریدنا ممنوع قرار دے دیا گیا۔
- اس فارسی حکومت کی سرپرستی میں احوازی نوجوانوں کے اندر نہایت منظّم انداز میں نشہ آور ادویات اور اخلاقی گراوٹ کو رواج دیا گیا، تاکہ وہ بدمست ہو کر برباد ہو جائیں اور ان مجوسیوں کے ہاتھوں ہمیشہ مجبور و لاچار بن کر رہ جائیں۔
- شاید بات اتنی ہی ہوتی تو کچھ کم لگتی کہ استعماری قوتیں ہمیشہ اس طرح کے ہتھکنڈے اپنے دشمنوں کے ساتھ اپناتی ہیں، مگر یہاں تو مسئلہ فارسی مجوسیت اور عربی سنیت کا تھا اور ایران کو جس طرح سنیوں سے مذہبی بغض ہے، اسی طرح ان فارسی مجوسیوں کو عربوں کی عربیت سے بغض ہے، یہی وجہ ہے کہ احواز کے عربوں کا عربی تشخص اور عربی تہذیب و تمدن ختم کرنے کے لیے ایران نے ہر وہ ہتھکنڈہ اپنایا جو اپنایا جا سکتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھا اور دیگر کئی ابواب کی طرح اس باب میں بھی اسرائیلیوں سے سبقت لے گئے۔

- چنانچہ عرب احوازیوں کو ان کے بچوں کو عربی نام تک رکھنے سے منع کیا گیا، خاص طور سے مشہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نام رکھنا جرم قرار پایا، چنانچہ ابوبکر، عمر، عثمان، عائشہ رضی اللہ عنہم جیسے نام رکھنا مشکل کر دیا گیا، بلکہ بے شمار لوگوں کا عربی نام بدل کر جبراً فارسی نام رکھ دیا گیا۔
- ان عربوں کو ان کے مخصوص قومی لباس، مثلاً: جبہ عقال وغیرہ تک پہننے سے منع کیا گیا اور اگر یہ اس لباس میں کسی سرکاری ادارے میں چلے جائیں تو ان کی تنقیص و بے عزتی اور تذلیل و تحقیر کو اس طرح سے رواج دیا گیا کہ یہ دوبارہ اس کا رخ نہ کریں، یا پھر فارسی لباس پہن کر جائیں۔ یہی حال مارکیٹوں اور عام شاہراہوں کا ہے۔
- ان عربوں کو ان کے مخصوص مہمان خانوں اور اجتماع گاہوں میں جمع ہونے سے روک دیا گیا اور ہفتہ واری زیارتیں اور مہمان نوازی جو عربوں کا شعار ہے، یہ اس سے بھی دور کر دیے گئے۔
- عربی زبان میں تعلیم، بلکہ گفتگو تک پابندی لگا دی گئی، چنانچہ تمام تعلیمی ادارے فارسی ہیں اور پورے احواز میں ایک بھی سرکاری تعلیمی ادارہ ایسا نہیں ہے جہاں کا طریقِ تعلیم عربی ہو۔
- عربی قومیت کا اعتراف سرکاری طور سے خارج قرار پایا، چنانچہ گورنمنٹ کے یہاں ایران میں کوئی عربی قوم رسمی حیثیت کی حامل نہیں ہے۔
- عربی زبان کو ملک تو درکنار احواز میں بھی سرکاری درجہ نہیں دیا گیا اور تقریباً ایک کروڑ عربی سنی عوام پر فارسی زبان کو لاد دیا گیا اور انھیں ان کے آبا و اجداد اور قرآن و سنت کی مبارک زبان سے قانوناً دور کر دیا گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک طرف تو یہ حال ہے، دوسری طرف عراق جیسے خالص عربی ملک میں ان رافضیوں اور مجوسیوں کا یہ مطالبہ ہے کہ فارسی زبان کو سرکاری زبان کا درجہ دے دیا جائے، چنانچہ منافقت کا عالم یہ ہے کہ ایک طرف عراق میں اس حجت سے کہ یہاں کچھ فارسی نژاد بستے ہیں، فارسی کو پورے ملک کی سرکاری زبان قرار دینے کا مطالبہ ہے، دوسری طرف احواز جہاں تقریباً ایک کروڑ عرب سنی بستے ہیں اور جو ان کا اپنا علاقہ اور ملک ہے، وہاں کی سرکاری زبان فارسی ہے اور ملک تو درکنار احواز کے اس علاقے میں بھی عربی زبان کو کوئی سرکاری حیثیت نہیں دی گئی۔

- احواز سے عربی تشخص کو ختم کرنے کے لیے وہاں کے شہروں، بستیوں اور مختلف علاقوں کے عربی ناموں کو بدل کر فارسی نام رکھ دیا گیا اور ہر وہ چیز جس سے عربیت کی بو باس آئے، اسے فارسی رنگ دے دیا گیا۔
- احواز کے اندر مختلف محکموں اور عدالتوں میں عربی زبان کا استعمال ممنوع قرار دے دیا گیا اور کسی عربی کو یہ حق نہیں دیا گیا کہ وہ عربی میں اپنا قضیہ پیش کر سکے، بلکہ اس کو یہ حق بھی نہیں ہے کہ وہ کوئی مترجم لے کر آئے اور اپنا مدعا بیان کرے، اس پر واجب کر دیا گیا کہ وہ فارسی زبان میں اپنا مدعا پیش کرے، ورنہ مدعا کی کوئی حیثیت نہیں۔
- فارسی عنصریت اور بدبودار مجوسی عصبیت کو سرکاری درجہ دے دیا گیا، چنانچہ ایک فارسی کے سامنے ایک عربی کی کوئی حیثیت نہیں رکھی گئی اور نتیجہ یہ ہے کہ کوئی فارسی اگر کسی احوازی عربی کا کچھ ہڑپ کر لے تو سرکاری سطح پر اس کی کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔
- جس طرح اسرائیل فلسطین کی سرزمین پر مسلسل یہودی کالونیاں بنانے میں مصروف ہے، ٹھیک اسی طرح ایران کی رافضی حکومت احواز میں عربوں کی سرزمین پر فارسی الاصل رافضیوں مجوسیوں اور ملحدوں کی کالونیاں بنانے میں مصروف ہے، تاکہ عربوں کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اکثریتی وجود کا مقابلہ کیا جا سکے، اس پر مستزاد یہ کہ عموماً یہ رافضی مسلح ہوتے ہیں اور ایرانی فوج و پولیس ان کی پشت پر ہوتی ہے، جس کی بنا پر یہ احوازی عربوں کے حقوق بآسانی ہڑپ کرتے رہتے ہیں۔

اور آج کل تو ایران کی رافضی حکومت اس اسرائیلی فارمولے پر عمل کرتے ہوئے احواز میں نئی نئی کالونیوں کی زور و شور سے منظوری دے رہی ہے، تاکہ آبادی کے حقیقی توازن پر کاری ضرب لگا سکے۔

⦿ فارسی صفوی تسلط کے بعد ہی سے احوازی سنیوں کو منظّم انداز میں قتل کیا گیا، جس کا سلسلہ آج تک جاری ہے اور ہر وہ احوازی جو دین پسند، یا قیادی ذہنیت کا مالک ہے، وہ فارسی حکومت کی نظر میں مجرم ہے اور اس طرح اس عربی نسل کو منظّم انداز میں پامال کیا جا رہا ہے، بلکہ خمینی انقلاب کے بعد جب ایران پر متعہ باز ملاؤں کا قبضہ ہو گیا تب سے اس میں خوفناک حد تک شدت آ گئی ہے۔

چنانچہ احواز کے نوجوانوں کو یومیہ کے حساب سے پھانسیاں دینا معمول کا حصہ بن چکا ہے اور ہر وہ احوازی سنی جو دین پسند، یا احواز کے تعلق سے دردمند دل رکھتا اور اس جبر و استبداد کے بارے میں سوچتا ہے، وہ ناقابلِ معافی مجرم ہے۔ ایران کی جیلیں ان عربوں سے پٹی پڑی ہیں، انھیں ان کی عورتوں اور بچوں سمیت قید میں رکھا جاتا ہے، چنانچہ آج کتنی ہی احوازی عورتیں اپنے بچوں سمیت جیلوں میں سڑ رہی ہیں اور ان کا کوئی پرسانِ حال نہیں!

چنانچہ ان غیور عربوں کی جان، ان کا مال اور ان کی عزت کچھ بھی محفوظ نہیں، سب ان مجوسیوں اور رافضیوں کے رحم و کرم پر ہے، انھیں قانوناً اور غیر قانونی طور سے زیادہ مسلسل قتل کیا جا رہا ہے، ان کے لیے فارسی مجوسی حکومت نے وہ قوانین وضع کیے ہیں جو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کبھی نصرانیوں نے اندلس میں مسلمانوں کے لیے وضع کیے تھے اور رہے یہودی تو وہ اس معاملے میں فی الحال ان کے شاگرد ہیں!

البتہ ایک خوش آیند بات یہ ہے کہ انتہائی درجے کے ظلم وستم اور جبر واستبداد کے باوجود ان جانباز اور باغیرت عربوں نے ہار نہیں مانی ہے اور ان کا شعور بیدار اور ضمیر زندہ ہے، نہ تو ان کا حوصلہ پست ہوا ہے اور نہ ہی وہ مایوسی کا شکار ہوئے ہیں، چنانچہ استعمار کے روزِ اول سے آج تک انھوں نے اپنے اوپر نہ ایران کی حکومت کو قبول کیا اور نہ ہی خود کو ان کے زیرِ نگیں تسلیم کیا ہے، لہٰذا اس رافضی مجوسی حکومت کے خلاف ان کی جدوجہد روزِ اول سے جاری وساری ہے، جس کے چند نمونے درج ذیل ہیں۔

1925ء ہی میں اس فارسی احتلال (تسلط، ناجائز قبضہ) کے فقط تین مہینے بعد ہی احوازیوں نے انقلابی قدم اٹھا لیا اور اپنی آزادی کے لیے منظّم انداز میں کوششیں شروع کر دیں، چنانچہ اسی سال ان کی پہلی انقلابی کوشش ہوئی، جس کو ایران نے پوری قوت سے کچل دیا۔ اس کے بعد 1928ء میں محی الدین زبیق کی قیادت میں آزادی کے یہ متوالے اٹھے اور انھوں نے اپنی ایک مستقل حکومت بھی تشکیل کر لی جو چھ مہینوں تک چلی، اس انقلابی کوشش کو ''انقلاب حویزہ'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔

پھر 1940ء اور 1943ء میں بھی انھوں نے آزادی کی ناکام کوشش کی، لیکن ایرانی طاقت کے ذریعے کچل دیے گئے 1944ء میں تو شیخ عبداللہ بن شیخ خزعبل اس انقلاب کی قیادت کرتے ہوئے محمرہ شہر پر قابض ہو گئے اور اپنے والد کے شاہی محل میں داخل ہو گئے۔ پھر 1945ء میں جب ایرانی حکومت نے ان عربوں کو عربی لباس پہننے اور ہتھیار رکھنے سے منع کیا تو یہ ان کے خلاف ایک بار پھر اٹھ کھڑے ہوئے۔

اس کے بعد 1946ء میں عبادان میں ان عربوں نے ''حزب السعادة'' نامی ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جماعت تشکیل دی، جس کا ہدف یہ تھا کہ عربی تشخص کی حفاظت کی جائے اور عربوں کو دیگر اقلیات کی طرح ان کے جائز حقوق ملیں اور انھیں مختلف قسم کی ادبی ثقافتی محفلوں کے انعقاد کی اجازت دی جائے، اسی طرح ان کو عربی جرائد ومیگزین نکالنے کی اجازت ملے اور ان کا نصابِ تعلیم عربی زبان میں ہو، تاکہ وہ آزادی کے ساتھ اپنی عربی تہذیب وثقافت کو ساتھ لے کر چل سکیں۔ مگر اس کے جواب میں ایران اور برطانیہ نے مل کر وہ حرکت کی کہ احوازی دہل کر رہ گئے، چنانچہ انھوں نے وہاں لاکر بسائے گئے فارسی نژاد رافضیوں کو جو اسلحوں سے لیس تھے، کھلی چھٹی دے دی، تاکہ وہ چن چن کر ایسے لوگوں کا صفایا کر دیں جو اس طرح کا شعور رکھتے اور اس کے لیے کوششیں کرتے ہیں، نتیجہ یہ نکلا کہ اس تنظیم سے جڑے لوگوں کو خاص طور سے ٹارگٹ کیا گیا، یا تو وہ قتل کر دیے گئے یا پھر انھوں نے بھاگ کر جان بچائی اور قتل وغارت گری اور لوٹ مار کا یہ سلسلہ اس وقت تک چلتا رہا جب تک یہ تنظیم بکھر کر ختم نہ ہوگئی۔

اور اس سے دردناک کہانی وہ ہے جو ان عرب احوازیوں کے ساتھ 1979ء میں پیش آئی، جب خمینی نے آتے ہی اپنے ابتدائی دور میں ان سے وہ سلوک کیا کہ آج تک یہ اس کو بھلا نہیں پائے ہیں۔ قصہ کچھ اس طرح سے ہے کہ جب خمینی نے اپنے انقلاب کے لیے کوششیں شروع کیں تو اس نے احواز (عربستان) کے عربوں سے بڑے بڑے وعدے کیے اور انھیں خوب سہانے خواب دکھلائے اور یہ باور کرایا کہ انقلاب آنے کے بعد جب وہ صفوی سلطنت سے نجات پا جائیں گے تو ان کی تقدیر بدل دی جائے گی اور ان کو مکمل آزادی اور اپنے تمام حقوق کے ساتھ رہنے کا حق حاصل ہوگا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ان احوازیوں نے خمینی انقلاب کا بھرپور ساتھ دیا، یہاں تک کہ خمینی ایران کے تخت پر براجمان ہوگیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب خمینی انقلاب کامیابی سے ہم کنار ہوا تو ان احوازیوں نے خوب خوشی منائی اور اپنا ایک وفد خمینی کے پاس بھیجا جو درج ذیل مطالبات لے کر اس کی خدمت میں حاضر ہوا:

① احوازیوں کو فارسی کی طرح عربی زبان میں گفتگو کرنے اور مختلف معاملات میں اسے استعمال کرنے کی سرکاری طور سے اجازت دی جائے۔

② ان کے لیے ایسے مدارس ہوں جہاں کا نصابِ تعلیم فارسی کے ساتھ ساتھ عربی بھی ہو۔

③ انھیں مختلف قسم کی تنظیمیں بنانے کی اجازت دے دی جائے۔

④ انھیں عربی زبان میں پرچے اور میگزین نکالنے کی اجازت دے دی جائے۔

اس وفد کو یہ خوش فہمی تھی کہ حسبِ وعدہ خمینی ان کے مطالبات فوراً مان لے گا اور اس نام نہاد انقلاب کے لیے انھوں نے جو کاوشیں کی ہیں، اس کا انھیں کم از کم اتنا بدلہ تو ضرور دے گا، مگر جواب میں جو کچھ ہوا وہ ان کے تصور سے بالاتر تھا، خمینی نے فوراً عربستان کے فوجی حاکم کو، جو بحری فوج کا کمانڈر بھی تھا، حکم دیا کہ وہ اپنی افواج کے ساتھ احوازیوں پر عذاب بن کر نازل ہو، چنانچہ اس نے ایک ہی دن میں 100 احوازی نوجوانوں کو قتل اور تقریبا 500 کو گرفتار کر لیا۔ یہ واقعہ 29 مئی 1979ء کو پیش آیا، جسے احوازی آج بھی ''یوم الاسود'' یعنی روزِ سیاہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ پھر ایک وہ سیاہ دن تھا اور ایک آج کا دن کہ ان احوازیوں کی مصیبتیں کم ہونے کے بجائے روز بروز بڑھتی ہی گئیں اور جس خمینی انقلاب کو وہ اپنے لیے خوش آیند سمجھ رہے تھے اور جس کے لیے انھوں نے کافی جدوجہد کی تھی، وہ ان کے لیے پہلے سے بدتر حکومت ثابت ہوئی اور آج حالت یہ ہے کہ وہ خالی ہاتھ ہر طرح کی سیاسی، سماجی اور تعلیمی وطبی سہولیات سے محروم ہیں اور ایران کی مجوسی حکومت پوری طرح سے یہ کوشش کر رہی ہے کہ ان عربوں کی تہذیب و ثقافت، دین وعقیدہ مکمل طور سے تاراج کر کے اسے فارسیت و مجوسیت کا رنگ دے دے۔ نہ ان کا مذہب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہے اور نہ ان کی تہذیب رہے، نہ ان کا عقیدہ رہے اور نہ ہی ان کی ثقافت رہے، مختصر یہ کہ وہاں عربی تو رہیں، مگر عربیت بالکل نہ رہے۔

ان فارسیوں کے سنیوں پر ڈھائے جانے والے مظالم صرف احوازی سنیوں تک محدود نہیں، بلکہ احواز دراصل سنیوں پر ڈھائے جانے والے ایرانی مظالم کا ایک نمونہ ہے، ورنہ یہی حال وہاں بسنے والے بلوچی اور کردی سنیوں کا بھی ہے، مگر چونکہ فارسی النسل رافضیوں کو عرب سنیوں سے ایک خاص قسم کا بغض ہے، اس لیے احوازی کچھ زیادہ ہی مظالم کا شکار ہیں۔

آج جب ہم احواز کے حالات پر نظر ڈالتے ہیں اور وہاں موجود سنیوں کی حالتِ زار کا مطالعہ کرتے ہیں اور پھر ایران کی ان بداعمالیوں پر نگاہ ڈالتے ہیں جو اس نے ایران سے باہر سنیوں کے خلاف اور رافضیوں کے حق میں روا رکھی ہیں تو ایرانی حکومت کا نفاق اور فارسی ریاست کی دہشت گردی کھل کر سامنے آ جاتی ہے۔ چنانچہ ایک طرف ایرانی حکومت اپنے یہاں موجود سنیوں کو عموماً اور احوازی عربوں کو خصوصاً ان کا جائز حق دینے کے لیے بالکل تیار نہیں اور ان کے ہر جائز مطالبے اور انقلابی اقدام کو دہشت گردی قرار دے کر پوری قوت سے نہ صرف ان کی آواز کو دبا دیتی ہے، بلکہ ان پر ہر طرح کا ظلم روا رکھنا جائز سمجھتی ہے۔ دوسری طرف عراق و شام کی حکومت کے ساتھ مل کر وہاں کے مظلوم سنیوں کے قتلِ عام میں بھرپور شرکت کر رہی ہے اور اس پر نفاق کی انتہا یہ ہے کہ شام و عراق میں وہ حکومت کے ساتھ ہے اور دلیل یہ ہے کہ ہم قانونی حکومت کی مدد کر رہے ہیں اور دوسری طرف یمن میں قانونی حکومت کے خلاف مٹھی بھر شیعوں کو اس قدر عسکری اور مالی تعاون کیا ہے اور کر رہی ہے کہ وہ حکومت وقت کے خلاف پوری قوت کے ساتھ کھڑے اور جنگ میں مصروف ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قدرِ مشترک ان تمام امور میں صرف یہ ہے کہ ایران ہر جگہ سنیوں کے خلاف برسرِ پیکار ہے، چاہے ایران میں بسنے والے سنی ہوں یا پھر وہ لبنان ہو یا عراق، شام ہو یا یمن، ہر جگہ میں ایران سنیوں کے خلاف حالتِ جنگ میں نظر آ تا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ایران کی مجوسی حکومت اور رافضی ریاست امریکہ و اسرائیل کی مکمل پشت پناہی سے مشرقِ وسطیٰ میں اسلام دشمنوں کے ایجنڈوں کو نافذ کرنے میں پوری طرح سے مصروف ہے اور اسی دوستی و پشت پناہی نے اسے نہ صرف ایٹمی قوت بننے کے قریب پہنچا دیا ہے، بلکہ اسی کے بل بوتے پر ایران نے مشرقِ وسطیٰ میں دہشت گردی کا بازار گرم کر رکھا ہے اور اسرائیلی و امریکی معاونت ہی کا نتیجہ ہے کہ آج ایران نے نہ صرف ایران کے اندر سنیوں کی زندگی حرام کر رکھی ہے اور انھیں ان کے ادنیٰ جائز حقوق سے بھی محروم کر رکھا ہے، بلکہ لبنان، عراق، شام اور یمن میں بھی جس طرح اس نے شیعوں کی ہر طرح سے عسکری و مالی امداد کر کے وہاں کے سنیوں کو قتل کیا ہے اور کر رہا ہے وہ تاریخِ حاضر کا ایک انتہائی سیاہ باب ہے۔ چنانچہ لبنان کی سنی قیادتیں ایک کے بعد ایک یا تو قتل ہو رہی ہیں یا ملک چھوڑ کر فرار ہو رہی ہیں۔

عراق میں صدام کے بعد سنیوں کا جو حال ہوا ہے، وہ اب کسی صاحبِ بصیرت پر مخفی نہیں، جب سے امریکہ وہاں داخل ہوا، سنیوں کی شامت آ گئی اور ان کی اہم شخصیات کو چن چن کر قتل کیا گیا اور جب سے اس نے وہاں کی حکومت شیعوں کے حوالے کی ہے، تب سے تو عراقی حکومت نے سنیوں کے قتل کو قانونی درجہ دے دیا ہے اور ایرانی فوجی قیادت کی براہِ راست مشارکت سے یہ کام بحسن وخوبی انجام پا رہا ہے۔

شام میں لاکھوں سنیوں کو قتل کیا جا چکا ہے اور ایرانی فوجی وہاں بھی براہِ راست قتل و غارت گری میں شریک ہیں۔ بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ اگر ایران کی عسکری قوت وہاں موجود

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہ ہوتی تو وہاں کی ظالم حکومت اور 5٪ رافضی 95٪ سنیوں کے مقابلے میں کبھی نہ ٹک پاتے، مگر ایران نے شام میں جس طرح اپنے مکروہ رافضی چہرے سے پردہ اٹھایا ہے، اس نے اچھے اچھے سیکولر خیال لوگوں کی بھی آنکھیں کھول دی ہیں اور چونکہ امریکہ و اسرائیل کو اصل دشمنی ان مسلمانوں سے ہے جو اصل اسلام کے نمایندے ہیں اور مشرقِ وسطیٰ میں ہونے والے ہر بحران اور مارا ماری کا انھیں براہِ راست فائدہ پہنچتا ہے، اس لیے ایران کی صورت میں ان کو ایک بہترین دو دھاری ہتھیار مل گیا ہے، جس کو وہ اپنے ایجنڈوں کی تکمیل اور اپنے مقاصد کے حصول کے لیے بخوبی استعمال کر رہے ہیں۔

ایرانی و اسرائیلی پلس امریکی گٹھ جوڑ کی یہ کہانی بڑی طویل اور پرانی ہے، مگر حالات اب اس تہ بتہ نفاق زدہ مکروہ چہرے سے خود پردہ اٹھا رہے ہیں اور ایران کی اسلام دشمنی اور امریکہ و اسرائیل کی ایران نوازی کھل کر سامنے آ رہی ہے اور جوں جوں وقت آگے بڑھتا جائے گا، حالات مزید واضح ہوتے جائیں گے، مگر اللہ تعالیٰ نے جن کی عقلوں پر پردہ ڈال رکھا ہے وہ اس مکروہ ومبغوض رافضی حکومت اور مجوسی ریاست کو اسلامی حکومت کا نمونہ ثابت کرنے میں اپنی کوشش صرف کرتے رہیں گے، یہاں تک کہ رب ذوالجلال کے حضور پیش ہوں گے اور تب ان کو پتا چلے گا کہ اللہ رب العزت کا یہ فرمان:

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا﴾

[الكهف: ١٠٣، ١٠٤]

''کہہ دے کیا ہم تمھیں وہ لوگ بتائیں جو اعمال میں سب سے زیادہ خسارے والے ہیں۔ وہ لوگ جن کی کوشش دنیا کی زندگی میں ضائع ہوگئی اور وہ سمجھتے ہیں کہ بے شک وہ ایک اچھا کام کر رہے ہیں۔''

بہرحال آج احواز سسک رہا ہے، بلک رہا ہے، مگر افسوس کہ کوئی اس کا آنسو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پوچھنے والانہیں۔ آج احواز زخمی ہے، مگر افسوس کہ صحیح معنوں میں اس کے زخموں پر کوئی مرہم رکھنے والانہیں۔ آج احواز ایرانی ظلم و بربریت کے خلاف سلگ رہا ہے، مگر افسوس کہ اس چنگاری کو کوئی شعلہ بنانے والانہیں اور حقوقِ انسانی کی وہ مختلف تنظیمیں جو بلی اور چوہا مرنے پر آسمان سر پر اٹھا لیتی ہیں وہ ''ٹک ٹک دیدم کچھ نہ شنیدم'' کا عملی نمونہ بنی ہوئی ہیں اور حقوقِ انسانی کی وہ خبیث تنظیمیں جنھیں عورت کا حجاب تو بوجھ لگتا ہے، مگر اس کے پاؤں میں پڑی ثقیل بیڑیاں انھیں نظر نہیں آتی، جو عورتوں کو اگر ڈرائیونگ کی اجازت نہ ملے تو اسے اس کی آزادی کے منافی سمجھتی ہیں، مگر اس کی عزت و آبرو لٹتی رہے تو انھیں کوئی پروا نہیں، انھیں ان احوازیوں کے حقوق اور ایران کے یہ مظالم بالکل نظر نہیں آتے، حتی کہ امریکہ کے پیادے اقوامِ متحدہ کے جنرل سیکرٹری بانکی مون کو اس پر قلق بھی نہیں ہوتا۔ منافقت کا کوئی حد سے گزرنا دیکھیے!

بلاشبہہ آج احواز اپنی تاریخ کے بدترین دور سے گزر رہا ہے، ایران کے مظالم کو سہتے سہتے اس کے صبر کا پیمانہ چھلکنے لگا ہے، اس کے نوجوان قتل کیے جا رہے ہیں اور ایرانی عقوبت خانے ان پر ہونے والے مظالم کو دیکھ دیکھ کر تڑپ رہے ہیں، نہ ان کا جان و مال محفوظ ہے اور نہ عزت، وہ بے کسی اور بے بسی کی تصویر بنے کسی غیبی مدد کے منتظر ہیں! البتہ جیسا کہ ذکر ہوا کہ انتہائی درجہ کے ظلم وستم اور جبر و استبداد کے باوجود ان جانباز اور باغیرت عربوں نے ہار نہیں مانی ہے اور اول یوم سے ان کی جہد مسلسل جاری ہے اور اب تو ''عاصفۃ الحزم'' نے ان میں ایک نیا حوصلہ اوران کی تحریک میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔

بس ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام مسلم ممالک عموماً اور عرب ممالک خصوصاً اس طرف خصوصی توجہ دیں اور مظلوم احواز کی آزادی کے لیے سرگرم جاں نثاروں اور سرفروشوں کی بھرپور مدد کریں اور وہ آگ جو احوازیوں کے سینے میں دہک رہی ہے اس کو ایسے شعلے میں تبدیل کر دیں جو ان مجوسیوں کے آشیانوں کو خاکستر کر دے، تاکہ نہ صرف احواز میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسنے والے عرب سکون کی سانس لے سکیں، بلکہ اس مجوسی حکومت کو اس حقیقت کا پتا چلے کہ جب پڑوسیوں کے گھروں میں آگ لگائی جائے گی اور وہ جلیں گے تو اس کے شعلے اپنے گھر تک بھی پہنچیں گے!

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے خصوصی فضل و کرم اور احسان سے ایران میں بسنے والے مظلوم سنیوں کی مدد فرمائے اور انھیں اس رافضی حکومت کے مظالم سے جلد از جلد نجات دے اور وہ صبح جلد از جلد لائے جس کا سورج ان کی آزادی کا پیغام لے کر طلوع ہو۔ آمین!

وما ذلك على الله بعزيز!

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سعودی قطر تنازع اور لال بجھکڑوں کی خامہ فرسائی!

از: وسیم محمدی

گذشتہ دنوں میرے ایک خیر خواہ نے یکے بعد دیگرے دو عربی مضامین بھیجے، ایک ترکی نژاد، جب کہ دوسرا مصری نژاد تھا۔ پہلے کا لب لباب یہ تھا کہ حالیہ سعودی قطر تنازع دراصل مکہ پر حملہ کرنے کی ایک امریکی اور صیہونی سازش ہے، جس میں سعودی عرب استعمال ہو رہا ہے، یا بلفظِ دیگر آلۂ کار بن رہا ہے اور مکہ پر یہ حملہ قطر پر سعودی قبضے سے شروع ہو گا۔

دوسرے مضمون کا خلاصہ یہ تھا کہ قطر سے دیگر ممالک سمیت سعودی بائیکاٹ کے بعد حالات کے کافی خراب ہونے کا اندیشہ ہے اور آگے چل کر معاملات بہت بگڑ سکتے ہیں، اس طرح عالمِ اسلام کی عموماً اور مشرقِ وسطی کی خصوصاً صورتِ حال یکسر بدل سکتی ہے، نتیجے میں مسلمانوں کے حق میں یہ صورتِ حال انتہائی منفی اور خراب ہو گی، اور اگر واقعی ایسا ہوتا ہے تو اس کی تمام ذمے داری سعودی عرب پر عائد ہو گی۔

دونوں مضامین میں ہر طرف سے سعودی عرب کو مجرم گرداننے اور آنے والی خراب صورتِ حال کا ذمے دار ٹھہرایا گیا تھا، گویا آگے جو کچھ بھی برے حالات پیش آئیں گے سعودی عرب نہ صرف ان کا ذمہ دار ہو گا، بلکہ ایک طرح سے وہ آلہ کار بن کر کام کر رہا ہے، یا وہ حماقت کے اس درجے پر پہنچا ہوا ہے کہ اغیار کے ہاتھوں خوب اچھی طرح استعمال ہو رہا ہے اور طرفہ تماشا یہ کہ اسے اس کا شعور تک نہیں!

دونوں مضامین کی ایک خاص بات یہ تھی کہ ان میں کہیں بھی قطر کو کسی بھی منفی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صورتِ حال کا ذمے دار نہیں ٹھہرایا گیا تھا، بلکہ ہر جگہ پوری چالاکی اور ہوشیاری سے ہر کڑواہٹ سعودی عرب کی تھالی میں انڈیل دی گئی تھی اور ہر طرح سے نہ صرف قطر کو انتہائی مظلوم ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی، بلکہ سعودی عرب کو اپنے ایک بھائی کے حق میں انتہائی ظالمانہ رویہ اپنانے والا اور آگے خراب صورتِ حال کا مکمل ذمے دار ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔

آج کل اس طرح کے مضامین اردو اور عربی دونوں زبانوں میں خوب لکھے جا رہے ہیں۔ مزید ایک موضوع اور ہے جس پر خوب خامہ فرسائی چل رہی ہے اور وہ ہے سعودی عرب کا مستقبل اور موجودہ حالات کی روشنی میں اس کا اقتصادی کل۔

اس طرح کے ہر مضمون کے آخر میں بڑی مہارت سے ایک ڈراؤنے مستقبل کو پیش کیا جاتا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہوتا ہے کہ سعودی عرب ایک ظالم اور ناکام شاہی حکومت ہے، اور امرِ واقع یہ ہے کہ محض لفظ ''شاہی حکومت'' ہمیشہ ظالم اور ناکام دونوں معانی کے سیاق میں استعمال کرنا ایک عام اسلوب اور رویہ بن چکا ہے، اور چونکہ سعودی عرب جمہوریت کی برکت سے فیض یاب نہیں ہے، اس لیے اس کا مستقبل بہت تاریک ہے اور چونکہ آلِ سعود حکومت کرنا نہیں جانتے، اس لیے سعودی عرب عنقریب ڈوبنے والا ہے۔ ایک بات تو ایسے قلمی سورماؤں کی زبانِ زد عام ہوتی ہے کہ آلِ سعود امریکی غلام اور صیہونی ایجنٹ ہیں، اس لیے وہ جو بھی کرتے ہیں، انھیں کی مصلحت کی خاطر کرتے ہیں اور فی الحقیقت یہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں۔

اس میدان میں برصغیر کے تحریکی اس وقت رافضیوں اور دیگر بددینوں اور بے لگاموں کو بھی پیچھے چھوڑے ہوئے ہیں اور حالیہ سعودی قطر تنازع نے تو انھیں بالکل پاگل کر دیا ہے، بس ایسا لگتا ہے گویا سعودی عرب نے سانپ کی دم پر پاؤں رکھ دیا ہو۔

اس طرح کے مضامین کی حقیقت عموماً پہلی ہی نظر میں سمجھ میں آ جاتی ہے اور نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صرف ان کی موضوعیت پر سوالیہ نشان لگ جاتا ہے، بلکہ وہ خود اپنے تحریکی، رافضی یا لبرالی ہونے کی چغلی کھانے لگتے ہیں۔

چونکہ حالیہ سعودی قطر تنازع میں بات بڑھ کر ترکی، فلسطین، حماس، ایران اور اسرائیل وامریکہ تک جا پہنچی ہے، اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلے میں چند اہم امور کی وضاحت کر دی جائے، تاکہ انصاف پسند قارئین معاملے کی حقیقی نوعیت کو اچھی طرح سمجھ سکیں اور اس طرح کے سطحی اور غیر موضوعی مضامین کے زہریلے اثرات سے بچ سکیں:

① سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کی خدمات میں سعودی عرب کی ایک روشن تاریخ رہی ہے اور آج بھی اس باب میں اس کا کوئی مقابل اور منافس نہیں ہے، اور جن ممالک کو اسلام کا قلعہ اور اسلامی جمہوریت کا نمونہ بتا کر اس کے مقابل میں رکھا جاتا ہے وہ یا تو حقیقی معنوں میں اسلام کے دشمن ہیں یا پھر صحیح اسلام کے مخالف، اور ان میں سے بعض کی اگر اسلامی خدمات بھی ہیں تو سعودی عرب کے مقابلے میں وہ کچھ بھی نہیں۔ مگر مسئلہ یہ ہے کہ اندھے کو تو راستہ دکھایا جا سکتا ہے، مگر جو جان بوجھ کر اندھا بن جائے اسے راہِ راست پر لانا بڑا مشکل کام ہے۔

چنانچہ یہی وہ بے بصیرت اور جنون کی حد تک سعودی عرب کے دشمن حضرات ہیں، جنھیں سعودی عرب کی شاہی حکومت تو غیر اسلامی لگتی ہے، مگر قطر کی شاہی حکومت ان کے یہاں مقبول ومحبوب ہے۔ ایسے ہی اگر سعودی عرب ملک مخالف عناصر اور دہشت گرد گروپوں نیز اشخاص کے خلاف پابندی لگائے تو غیر انسانی غیر اسلامی اور غیر جمہوری قرار پائے اور وہی کام ترکی کرے تو عین صواب! ظاہر ہے ایسے متناقض اور کسی کی دشمنی میں اس قدر اندھے لوگوں کو کیا کہا جا سکتا ہے؟ بہرحال ظروف چاہے جیسے ہوں یہ ناممکن ہے کہ سعودی عرب کسی اسلامی ملک کے خلاف مغرب کا آلہ کار بن جائے، یا اسلام دشمن طاقتوں کا ساتھ دے، یا ان کا ہم نوا بنے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲ قطر کے تئیں سعودی عرب اور اس کے ہم نوا ممالک کا جو موجودہ موقف سامنے آیا ہے وہ موقف یونہی نہیں بنا، بلکہ فی الحقیقت گذشتہ بیس سالوں سے جاری قطر کے ان اعمال کا جواب ہے جو وہ سعودی عرب اور بعض دیگر عربی و خلیجی ممالک کے ساتھ روا رکھے ہوئے ہے۔

چنانچہ قطر گذشتہ بیس سالوں سے سعودی عرب کے ساتھ انتہائی گندہ کھیل کھیل رہا ہے اور گذشتہ چار سالوں میں تو اس نے سارے خلیج کے امن کو رہن رکھ دیا ہے۔ خلیج اور سعودی عرب کے خلاف برسرپیکار مختلف دہشت گرد گروپوں کا تعاون، علاقے میں ایران کے مصالح کی پاسداری، عراق، سوریا اور یمن میں سعودی عرب کی قیادت میں برسرپیکار تحالف کی معاونت کے بجائے نفاق کا گندہ کھیل، مختلف خلیجی ممالک سے بے دخل ملک مخالف عناصر اور شخصیات کی تکریم اور انھیں محفوظ پناہ گاہوں اور میدانِ عمل کی فراہمی وغیرہ ایسے اعمال کہ سن کر یقین نہ آئے!

اب جب ساری چیزیں کھل کر سامنے آرہی ہیں تو شرافت سے اس کا سامنا کرنے، اس کا جواب دینے اور رجوع کرنے کے بجائے ترکی اور ایران کے ساتھ کھل کر ایک نیا اتحاد بنانے کی راہ پر چلنے کا واضح اشارہ۔ یہ سب کیا ہے؟ ایسی صورت میں سعودی عرب کیا کرے؟ کیا موقف اپنائے؟ سوچیں اگر کوئی دوسرا جارح ملک ہوتا تو کیا قدم اٹھاتا؟ اور اگر اس طرح کی چیز سعودی عرب سے سرزد ہوئی ہوتی تو ان دم چھلوں، ضمیر فروشوں اور بے ایمانوں نیز لال بجھکڑوں کا کیا موقف ہوتا؟

۳ جہاں تک حماس کا مسئلہ ہے تو حماس ایک لمبے عرصے سے نہ صرف رافضیوں کی گود میں ہے، بلکہ ایران کے مخالفین کو ٹھکانے لگانے تک میں ملوث ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ حماس کافی عرصے سے مسئلہ فلسطین کے متوازن اور مناسب حل میں سب سے بڑی رکاوٹ بھی ہے، بلکہ امرِ واقع تو یہ ہے کہ اس وقت مسئلہ فلسطین حماس کے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کھانے، جینے اور زندہ رہنے کا ایک انتہائی اہم ایشو اور سبب ہے۔

حماس کی بدعقلی اور ایران نوازی بلکہ غلامی کا نتیجہ یہ ہے کہ حماس کے زیرِ اثر فلسطینی علاقوں میں رافضیت بہت تیزی سے پھیل رہی ہے اور اچھی طرح جڑ پکڑ رہی ہے، حماس کے مکمل تعاون سے ایران وہاں کے ان اسکولوں میں جو حماس کے زیرِ سایہ ہیں بہت حد تک اپنے منشا کے مطابق نصابِ تعلیم نافذ کیے ہوئے ہے اور نفاذ کا دائرہ مزید بڑھتا جا رہا ہے۔ اسی طرح ماضی میں جتنے بڑے حوادث لبنان، شام اور فلسطین میں سنیوں اور حقیقی اسلام پسندوں نیز آزادیِ فلسطین کے حامیوں کے خلاف ہوئے ہیں، ایران حزب اللات اور شام کے ساتھ ساتھ حماس کا بھی سکت بھر اس میں کافی کردار رہا ہے۔

چنانچہ آج تک حماس کے بشار سے مضبوط تعلقات ہیں اور بشار کے ایران اور حزب اللات سے۔ بھلا بشار کی اسلام دشمنی سے کون ناواقف ہے؟ اسی طرح جیسا کہ بالکل واضح ہو چکا ہے کہ ایران کے اسرائیل سے بہت ہی گہرے تعلقات ہیں اور اخوانی ایران سے کتنے قریب ہیں، یہ کس پر مخفی ہے؟ حماس اخوانیوں کی مکمل سرپرستی میں چلنے والی تنظیم ہے اور اخوانی رافضیوں کے گدھے اور رافضی یہودیوں کے گدھے ہیں۔

اب جب کہ اسرائیل، ایران، اخوان، حماس کی حقیقی صورتِ حال یہ ہے تو فلسطین کا مسئلہ کیسے حل ہوسکتا ہے؟ یا اس کی حقیقی صورتِ حال کیا ہے؟ آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ مگر مشکل یہ ہے کہ ساری دنیا میں حماس فلسطین کی سب سے نمایندہ تنظیم مانی جاتی ہے اور اسی کی ترویج کی جاتی ہے۔ اب جب بھی مسلمان اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے آگے آئیں گے، انھیں حماس کا سہارا لینا پڑے گا یا ان کے جھنڈے کے نیچے آنا پڑے گا، اور جب حماس ایران کی گود میں ہے تو گویا ایران فلسطین کا مسئلہ حل کرے گا، یا اس کی مرضی سے ہوگا اور ایران اسرائیل کا سب سے قریبی ہے تو گویا مسئلہ فلسطین کے حل کی ذمے داری بھی اسرائیل ہی پر عائد ہوتی ہے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح یہاں یہ نکتہ بھی ہمیشہ ذہن میں موجود ہونا چاہیے کہ حماس ایران کے زیرِ سایہ ہے، ایران سعودی عرب کا سب سے بڑا دشمن ہے اور مسئلہ فلسطین کا سب سے بڑا خیر خواہ اور قربانی دینے والا سعودی عرب ہے، بلکہ سعودی عرب نے اسی کی خاطر اپنے فولادی بادشاہ شاہ فیصل کو کھو دیا۔ اب ایسی صورتِ حال میں سعودی عرب اس مسئلے کو کیسے حل کرا پائے گا؟ آپ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔

بعض معتبر اور باوثوق رپورٹوں کے مطابق شاہ فہد نے اپنے زمانے میں اسرائیل اور فلسطین کا ایک بہت مناسب حل تیار کر لیا تھا اور خبر تھی کہ اسرائیل بھی اس پر راضی ہے، فلسطین کے حق میں بھی وہ بہت مناسب تھا، مگر حماس نے سختی سے اس سے انکار کر دیا۔ کیوں؟ کس کے اشارے پر؟ یہ اللہ بہتر جانتا ہے!

حقیقت یہ ہے کہ بہت ساری تنظیمیں بنتی ہیں، اچھے اہداف و مقاصد کے ساتھ کچھ دنوں تک اچھی طرح چلتی بھی ہیں، پھر اغوا ہو جاتی ہیں، اس کی لاتعداد مثالیں موجود ہیں۔ یہ حال اس وقت حماس کا ہے جو اس وقت ایران کے ہاتھ اغوا ہو چکی ہے۔

اب ایسی صورت میں فلسطین کا مسئلہ کیسے حل ہو سکتا ہے؟ آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں، کہیں ایسا تو نہیں کہ مسئلہ فلسطین کے نہ حل ہونے کا ایک بہت بڑا بلکہ سب سے بڑا سبب یہی پیچیدگی ہے؟

④ قطر اور ترکیا اِخوانیوں کے قلعے ہیں اور اخوانی رافضیوں کے گدھے، ان کے ہم نوا اور بلا سوچے سمجھے ان کی ہاں میں ہاں ملانے والے اور ان کی زبردست تائید کرنے والے ہیں۔ حماس اخوانیوں کی ایسی تنظیم ہے جو ایران کی گود میں ہے۔ اسی طرح ترکیا اور قطر دونوں کے ایران اور اسرائیل سے بہترین تعلقات ہیں، ایک طرف جہاں ترکیا اسرائیل کا اعتراف کرنے والا پہلا مسلم ملک ہے اور اس کے اسرائیل سے مضبوط فوجی اور عسکری تعلقات ہیں، وہیں اس کے ایران سے بھی بہترین روابط

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ ایسے ہی قطر کے ایران سے گہرے تجارتی تعلقات اور اسرائیل سے واضح روابط ہیں، بلکہ موجودہ شاہ قطر کے باپ کو بادشاہ بنانے میں اسرائیل کا کلیدی کردار تھا!

شاید یہی وجہ ہے کہ قطر اگرچہ خلیج کونسل کا ایک اہم رکن ہے، مگر اس کا واضح میلان بلکہ ٹھوس تعلق ترکی اور ایران سے ہے اور وہ علاقے میں ان کے مصالح کا زبردست پاسدار اور نگہبان ہے۔ قطر، ترکی، ایران اور حماس کے ان تمام امور اور پیچیدہ معاملات پر غور کرنے سے ہمیں سعودی عرب اور قطر کے تعلقات کی حقیقت اور نزاکت بھی واضح طور سے سمجھ میں آ جانی چاہیے۔

چنانچہ قطر پچھلے تقریباً بیس سالوں سے خلیجی ممالک کے ناک میں دم کیے ہوئے ہے اور گذشتہ چند سالوں سے تو اپنے سارے حدود سے تجاوز کر رہا ہے، اسلام اور مسلمانوں کے عموماً اور عربوں کے خصوصاً جانی دشمن ایران سے بڑھتے ہوئے تعلقات، نازک مواقع پر ایران سے روابط بڑھا کر دیگر خلیجی ممالک کے امن کو خطرے میں ڈالنے کی کوشش یا دھمکی، سعودی عرب اور دیگر خلیجی ممالک کے امن کے خلاف کھلم کھلا تعاون، وہ ممالک یا تنظیمیں جو سعودی عرب سمیت دیگر خلیجی ممالک کے امن کے لیے خطرہ ہیں، بلکہ ان سے برسر پیکار ہیں، ان کو حسبِ استطاعت ہر طرح کا مالی وعسکری تعاون، اپنی پالیسیوں میں دیگر خلیجی ممالک کو چھوڑ کر ایران کی طرف واضح جھکاؤ یا اس کی رعایت، اپنے حجم اور قد سے کافی آگے جا کر فیصلے کرنے کی کوشش، آخر یہ سب کس کے اشارے پر اور کس لیے ہو رہا ہے؟

⑤ سعودی عرب کے پاس جو قیادت ہے اور جو عقول ہیں وہ اس قدر باشعور ہیں کہ ان سے یہ توقع بھی رکھنا فضول ہے کہ وہ کسی کے اس طرح آلہ کار بن جائیں گے۔ ہمارے یہاں کے یہ لال بجھکڑ حضرات اور قلم کی دکان سجانے والے ضمیر فروش صحافی نہ وہاں تک پہنچ سکتے ہیں، نہ سوچ سکتے ہیں، یہ بکاؤ اپنا کام کرتے رہیں گے اور وہ اپنے کارنامے سرانجام دیتے رہیں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑥ سعودی عرب سے بغض رکھنے والوں کی ایک بڑی تعداد ہے، جن میں رافضی، اخوانی اور لبرالی سب سے آگے ہیں۔ عربی و عجمی میڈیا پر ان کا اچھا خاصا قبضہ ہے اور میڈیائی قابلیت میں بھی وہ ایک مقام رکھتے ہیں۔ اس لیے کوئی سعودی چھینک بھی دے تو وہ موضوع بن جاتا ہے اور نام نہاد اسلامی جمہوریہ کے نگہبان مسلمانوں کا کھلم کھلا قتل عام بھی کروائیں تو ان کا حاکم امیر المومنین ہی رہتا ہے۔ سعودی عرب کی دشمنی میں اس قدر جنون اور پاگل پن کو کیا نام دیا جائے؟ سمجھ میں نہیں آتا!

جس ملک میں توحید عام ہے، اسلامی قوانین کی بھرپور پاسداری ہے، لوگ امن وسکون سے رہ رہے ہیں، اس کی ہر حرکت قابلِ ملاحظہ ہے اور جہاں اسلامی قوانین یا تو ہیں ہی نہیں، یا پھر نہ ہونے کے برابر ہیں اور جہاں شراب کے اڈے اور طوائف خانے سرکاری نگہبانی اور سرپرستی میں چلتے ہیں، وہ حقیقی اسلام کے نمایندے!

⑦ قطر جس قدر اپنے آپ کو آگے کرنا اور خلیج کی لیڈنگ کرنا چاہتا ہے وہ نہ صرف دینی، عسکری، اجتماعی حیثیت سے اڑنے اور اڑانے جیسا ہے، بلکہ سیاسی اعتبار سے بھی اس کے قد سے بہت اونچا ہے، اسی غیر معقول مقابلے اور اس سے پیدا ہونے والے حسد وبغض کی وجہ سے اس نے ماضی میں سعودی عرب کو بہت زِک پہنچایا ہے اور گذشتہ چند سالوں میں تو اس نے ساری حدیں پار کر دی ہیں۔ عین ٹرمپ کے دورے کے بعد مسلسل کھلم کھلا ایران سے تعلقات مضبوط کرنے کی بات کرنا، حسن روحانی کو بار بار فون کرنا، خلیج کی ساری سیاست کو پسِ پشت ڈال کر، ان کے امن کو رہن رکھ کر، سعودی عرب کو کبھی کھلے طور سے اور کبھی پیچھے رہ کر جس جرأت کے ساتھ معاندانہ رویہ اپنایا ہے اور بالخصوص عاصفۃ الحزم میں جو منفی کردار اس نے ادا کیا ہے، اس پر یہ بائیکاٹ بہت معمولی چیز ہے، کوئی اور طاقتور اور جارحانہ رویہ رکھنے والا ملک ہوتا تو بہت کچھ کر گزرتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے باوجود سعودی عرب کبھی نہیں چاہے گا کہ قطر اس سے یا اس کی راہنمائی میں قائم اتحاد سے الگ ہو، اس دباؤ اور بائی کاٹ کا واضح مقصد یہی سمجھ میں آتا ہے کہ قطر ایک شریف بھائی کی طرح واپس لوٹ آئے اور معاملات درست کر لے۔ کویت کے بائیکاٹ نہ کر کے ثالثی کی پیشکش کرنے سے بھی اسی بات کی تاکید ہوتی ہے۔

مگر جس نے اسرائیل کے تعاون سے اپنے باپ کو برخاست کر کے حکومت حاصل کی ہو اور ان خطرناک حالات اور اس نازک موڑ پر جب عراق و شام میں ایران نے لاکھوں سنیوں کو قتل کر کے انھیں جڑ سے اکھاڑ دیا ہے، ایسے حالات میں سنیوں کے اس سب سے بڑے دشمن سے مضبوط تعلقات قائم کرنے کا خواہاں ہو، وہ واپس کیسے آئے گا؟ بلکہ افسوس کی بات یہ ہے کہ فی الحال تو بالکل واضح طور سے ایسا لگ رہا ہے کہ قطر واپس آنے کے بجائے ایران کے ساتھ جانا پسند کرے گا۔ اللہ نہ کرے ایسا ہو اور آگے قطر بدترین حالات سے گزرے، پھر خلیج جنگ کے شعلوں میں جلنے لگے اور یہ قطر تعلق ایک لمبی جنگ کی شکل میں بدل جائے تو انصاف کا تقاضا کیا ہے؟

کیا انصاف کا تقاضا یہ نہیں کہ ہم بجائے سعودی عرب کے قطر کو اس کا سبب سمجھیں؟ کیا ہم سعودی عرب کے بجائے قطر کو نہیں کہہ سکتے کہ اصل آلہ کار تو وہ بن رہا ہے؟ ظاہر ہے جو ملک مسلسل کئی سالوں سے نفاق کا یہ کھیل کھیل رہا ہے اور پھر عاصفۃ الحزم اور عراق و سوریا میں نازک ترین موقع پر اس طرح کا انتہائی منفی کردار ادا کیا ہے، پھر جب سعودی عرب کامیاب سیاست کے ایک اہم مقام پر کھڑا ہو کر فیصلہ کن اقدام کرنے جا رہا تھا، ایسے وقت میں ایران سے مضبوط تعلقات کی بات کرنے والا اصل آلہ کار ہے یا اس کی منفی پالیسی کا جواب دینے والا کسی کا آلہ کار ہے؟

⑧ الجزیرہ چینل قطری میڈیا کا گلِ سرسبد ہے جو شروع سے مشکوک رہا ہے۔ سنسنی پھیلانا، خبر دینے کے بجائے تاثر اور تبصروں کو بحیثیت خبر چلانا، اسلامی بلکہ خود اخباری قوانین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واخلاقیات کا منہ چڑھانا اس چینل کا طرہ امتیاز ہے۔ انصاف پسند مصرین ابتدا سے اس کے منفی بلکہ خطرناک کردار پر سوال اٹھاتے رہے ہیں۔ ماضی میں مختلف حساس معاملات اور بین الاقوامی مسائل میں اس نے جو منفی کردار ادا کیا ہے اس کی ایک طویل فہرست ہے۔

یہی الجزیرہ چینل ہے جس کا رپورٹر 2004ء میں بغداد میں ایک عراقی کا یہ بیان نشر کر رہا تھا کہ ''عراق پر امریکی قبضے کے بعد ہماری ساری امیدیں اسامہ بن لادن اور القاعدہ سے وابستہ ہیں۔'' آگے کیا ہوا؟ سب کو پتا ہے، القاعدہ کے حقیقی یا موہوم وجود نے کس طرح امریکہ اور اس کے حواریوں کو فائدہ پہنچایا اور پہنچا رہا ہے، کون نہیں جانتا؟ پھر کس طرح عراق ایران کی جھولی میں جا گرا؟ یہ بھی کسی سے مخفی نہیں ہے۔ آج وہاں سنیوں کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے وہ قتل وخون ریزی کا ایسا وحشت ناک باب ہے جسے لکھنے سے انسانی نفسیات عجیب وغریب الجھن اور وحشت سے دوچار ہو جائے۔

چنانچہ اس سعودی قطر تنازع اور بحران سے پہلے اور پھر اس بحران کے بعد آج الجزیرہ جو کچھ کر رہا ہے وہ کوئی وقتی موقف نہیں ہے جو موجودہ ظروف واحوال کے نتیجے میں سامنے آیا ہو، بلکہ درحقیقت یہ اسی قدیم موقف کا امتداد ہے جس پر وہ روزِ اول سے قائم ہے۔ سعودی عرب کو خصوصیت سے ٹارگٹ کر کے اس کے خلاف جس قدر کھل کر اس چینل نے کام کیا ہے شاید ہی کسی نے کیا ہو۔ سعودی عوام کو بھڑکانا، اس کی حکومت کو ناکام حکومت گردانا، وہاں کے علام کو درباری علما کہنا، اس کے مخالفین کو پلیٹ فارم عطا کرنا، ان کی باتوں کو پوری قوت سے نشر کرنا، ہر طرح سے سعودی حکومت کو ایک غیر ذمے دار اور غیر دانش مند حکومت گرداننے اور باور کرانے کی کوشش کرنا، اسے اپنے عوام کے حقوق کی غاصب قرار دینا، علاقے اور علاقے سے باہر پوری دنیا میں ہر طرح سے سعودی عرب کی ہیبت کو کم کرنے کی کوشش کرنا، غرضیکہ سعودی عرب کے متعلق ہر جھوٹ کو اس قدر جرأت اور قوت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے نشر کرنا کہ وہ سچ لگے یہ اس کا شیوہ ہے۔

کل بھی اس کا یہی کام تھا اور آج کل تو یہ چینل اس میدان میں اس قدر آگے بڑھ چکا ہے کہ دیکھتے اور سنتے ہوئے شرم آتی ہے کہ یہ اس ملک کا چینل ہے جسے خلیج کی قیادت کا شوق ہے! اس کے برعکس سعودی عرب کے سرکاری چینلوں کو دیکھ لیں، سرکاری موقف کو نشر کرنے کے علاوہ اور کوئی بات وہ کبھی نہیں نشر کر سکتے اور نہ ہی دونوں ملکوں کے درمیان فتنہ پھیلانے والی کوئی بات انھیں عام کرنے کی ہمت ہو سکتی ہے!

حقیقت یہ ہے کہ الجزیرہ چینل نے جس جرأت کے ساتھ سعودی عرب اور بعض دیگر عربی و اسلامی ممالک کے ساتھ جو غیر قانونی و غیر اخلاقی سلوک کیا ہے وہ انتہائی قابلِ مذمت ہے، اسی طرح نازک حالات اور حساس معاملات میں جس طرح سے اس نے جلتی پر تیل ڈال کر معاملات کو بگاڑنے اور اسلام دشمن ممالک کے مصالح کی خدمت کی ہے وہ ایک شنیع اور قابلِ مواخذہ عمل اور ایک مستقل موضوع ہے جس پر لکھا جانا چاہیے۔ حال میں عرب ممالک میں جو فتنے ہوئے ہیں ان میں الجزیرہ چینل کا جو منفی کردار رہا ہے اہلِ نظر سے وہ مخفی نہیں ہے اور آج بھی اس کا وہی کردار ہے جس کا وہ پوری بے حیائی سے اعادہ کر رہا ہے۔

ایسے میں یہ سوال خود بخود اٹھنے لگتا ہے کہ ان ''اعمال مبارکہ'' سے یہ چینل اور اس کے آقا کس کی خدمت کر رہے ہیں؟ اسلام اور مسلمانوں کی؟ یا اپنے ان آقاؤں کی جن کے بارے میں لوگ شروع سے شک کر رہے ہیں؟ ان سب باتوں سے قطع نظر آخر ان حرکتوں سے کون مستفید ہو رہا ہے، اسلام اور مسلمان؟ یا ایران، اسرائیل، روس، امریکہ اور دیگر اعدائے اسلام؟ اگر ہم صرف اسی نکتے پر سنجیدگی سے غور کر لیں تو یہی اس کی حقیقت بتانے اور اس کا اصل ہدف واضح کرنے کے لیے کافی ہے!

⑨ یہ بات کبھی نہ بھولیں کہ قطر اور ترکیا دونوں اخوانیوں کے گڑھ ہیں، یہ مصلحت کی بنا پر یہودیوں کے دوست بن جائیں گے، رافضیوں کے مخلص بن جائیں گے، مگر سلفیوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے خیر خواہ کبھی نہیں ہو سکتے! عصر حاضر کی پوری تاریخ اس کی شہادت دیتی ہے، چاہے وہ مصر کے اخوان ہوں یا برصغیر کے تحریکی، سب کا یہی حال ہے۔

مصر میں جب اخوانیوں پر زمین تنگ ہوئی تو سعودیہ نے انھیں کیا نہیں دیا، اپنی زمین دی، معاش فراہم کیا، حاکمِ وقت پر دباؤ ڈال کر اس کے ظلم وستم سے بچایا، مگر جواب میں انھوں نے غدر و خیانت کی ساری سنتیں تازہ کر دیں۔ یہی حال برصغیر کا ہے، یہاں کے تحریکی سعودیہ کے خیرات سے ہر طرح سے استفادہ کرتے ہیں، لوٹ اور چوری کی حد تک بھی۔ مگر ہر موقع پر ننگے ہو کر سامنے آجاتے ہیں۔ ان حالات میں جہاں ایران سنیوں کا سب سے بڑا دشمن بن کر سامنے آیا اور عراق و شام میں جو اس نے کیا ہے، وہ اسرائیل نے فلسطین میں نہیں کیا ہے، ان حالات میں اگر کوئی سعودی عرب کے مقابلے میں حسن روحانی اور ایران کی حمایت کرے تو یہ بات یقینی ہو جاتی ہے کہ یہ کچھ اور نہیں ایک عقدی اور منہجی بغض و عداوت اور شرعی و دینی رنگ میں ڈوبی دشمنی ہے جو بآسانی ختم نہیں ہوگی۔ اس اہم نکتے کو اگر آپ ذہن میں رکھیں گے تو ان حالات میں ہونے والی اس چیخ پکار، گروپ بندی، میڈیا میں ہو رہے تجزیے اور بہت سارے براق مقالات اور تحلیل و نقد کو سمجھنے میں بڑی آسانی ہوگی!

⑩ چونکہ سعودی عرب نے ترکی سے قطع تعلق کر کے اخوانیوں کے آقائے نامدار کے سب سے قریبی اور خلیجی ممالک میں موجود ان کے واحد مرکز اور مددگار کو زِک پہنچائی ہے اور ایک طرح سے گویا اس نے سانپ کے دم پر پاؤں رکھ دیا ہے، اس لیے تحریکیوں کا تلملانا اور جھپٹنا لازمی ہے، رہے رافضی اور دیگر لبرالی تو ان کا معاملہ تو واضح ہی ہے۔ ظاہر ہے جب یہ سعودی عرب کو گالی دینے کے لیے بہانے ڈھونڈتے رہتے ہیں تو اتنا شاندار موقع کیسے ہاتھ سے جانے دیں گے؟ ابھی ٹرمپ کے دورے کا درد کم نہیں ہوا تھا کہ اپنے ہی اوپر مار پڑ گئی، ایسے میں یہ تلملاہٹ اور بلبلاہٹ بالکل بدیہی ہے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑪ ہر ملک اپنی پالیسی بنانے میں آزاد ہے اور اپنی سیاست طے کرنے میں بالکل بااختیار، تاکہ وہ اپنے مصالح کی مکمل حفاظت کر سکے اور کرنے کی کوشش کرتا رہے۔ یہی سارے ممالک کرتے ہیں، سعودی عرب بھی ایک آزاد ملک کی طرح اپنے مصالح کی رعایت کرتے ہوئے اپنی پالیسیاں طے کرتا ہے اور طے کر رہا ہے، جس کا اسے پورا حق حاصل ہے۔ سعودی عرب معصوم ہے نہ غیب ہی کا دعوے دار، البتہ وہ نفاق اور خیانت کا کھیل نہیں کھیلتا، نہ اپنوں کی پیٹھ میں خنجر گھونپتا ہے۔ آگے کیا ہوگا؟ یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ قضا اور قدر سب پر غالب ہے، وہی ہوگا جو اللہ چاہے گا۔ مگر کم از کم وہ لوگ جو صحیح طرح سے اپنے گھر کا بجٹ نہیں بنا سکتے، وہ تو خاموش رہیں اور سعودی عرب کی اقتصادی پالیسی کے تئیں لال بجھکڑ بننے کی کوشش نہ کریں، اللہ نے چاہا تو ان کی خواہشیں کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوں گی اور سعودی عرب ان سارے بحرانوں سے سر بلند اور سرخ رو ہو کر نکل جائے گا۔

⑫ اسلام اور مسلمان دوستی اور اس کی خاطر ہر طرح کی قربانی میں سعودی عرب کی ایک شاندار تاریخ رہی ہے، سیاست کرنا آلِ سعود خوب اچھی طرح جانتے ہیں اور بقول شخصے وہ کھلانا بھی جانتے ہیں اور پانی پلانا بھی، مگر بے چارے ذرا شریف، اسلام کے پاسدار، سچے، صاف گو اور باوفا لوگ ہیں۔ خیانت اور خباثت ان کو چھو کر نہیں گزری، دشمن بھی ان کے بہت ہیں، اس لیے ان کی حق پرستی اور سدید سیاست بسا اوقات لوگوں کو بہت دیر میں سمجھ میں آتی ہے۔ البتہ جب پانی سر سے اونچا ہو جاتا ہے تو یہ سبق بھی بہت اچھی طرح سکھانا جانتے ہیں اور جسے جسے سکھایا اور پانی پلایا ہے انھیں یا تو پانی کی حاجت ہی نہیں محسوس ہوئی، یا پھر دوبارہ پینے کا موقع ہی نہیں ملا!

⑬ قطر ہمارا اسلامی بھائی ہے، ٹھیک ویسے ہی جیسے سعودی عرب ہمارا اسلامی بھائی ہے اور یہ دونوں خلیج کونسل کے اہم رکن ہیں، اسلامی رشتہ بھی ہے اور عربی تعلق و خلیجی قربت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی، اللہ کرے یہ دوبارہ آپس میں مل جائیں، بھائی سے جب غلطی ہوتی ہے اسے سمجھایا جاتا ہے، اصرار کرے تو ڈانٹا جاتا ہے اور جب حد سے تجاوز کرنے لگے تو گوشمالی کی جاتی ہے، تادیبی کارروائی کی جاتی ہے اور یہی سعودی عرب کر رہا ہے، اس کا مقصد قطر کو تباہ و برباد کرنا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ بس اس کی موجودہ سیاست اور پالیسی سے اختلاف ہے، اس کی خواہش ہے کہ قطر اس کے چھوٹے بھائی کی طرح واپس آجائے اور اپنی غلط پالیسیاں ترک کر دے، لہٰذا قطر کو بھی چاہیے کہ وہ سمجھداری سے کام لے اور ایرانی مجوسیوں یا ترکی یا تحریکیوں اور بدعقیدوں کے خیمے میں جانے کے بجائے اپنے اصل کی طرف لوٹ آئے، اسی میں اس کی اور دیگر خلیجی ممالک کی بھلائی ہے۔

سعودی عرب نے بہت صبر کیا ہے اور کافی نقصان اٹھانے کے بعد یہ قدم اٹھایا ہے۔ آلِ سعود کا حلم اور صبر بہت مثالی ہوتا ہے۔ وہ اپنے صبر وحلم میں وہاں تک پہنچتے ہیں، جہاں آدمی انھیں بزدل سمجھنے لگتا ہے، مگر جب ان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو جاتا ہے اور کارروائی پر اترتے ہیں تو پھر ان کے یہاں رجوع بہت مشکل ہو جاتا ہے اور مخالف کو کنارے لگائے بنا نہیں مانتے، چاہے نتیجہ کچھ بھی نکلے!

جن ممالک نے اس کے خلاف سازشیں کیں، وہ دیوار سے لگ گئے، یہی سابقہ ریکارڈ ہے۔ اللہ نہ کرے یہاں بھی یہ نوبت آئے، کیوں کہ دونوں ہمارے بھائی ہیں، اس لیے آگ لگانے کے بجائے ان کے درمیان صلح صفائی کی تمنا، خواہش اور دعا کرنی چاہیے اور سعودی عرب کی سیاست اور اس کے اقتصاد پر منفی تبصرہ کرنے کے بجائے ہمیں عام مسلمانوں کے لیے دعا اور اپنے خیالات کی زیادہ فکر کرنی چاہیے۔ ہمارے حالات خود ایسے ہیں کہ گفتگو کا ہر مجال یہاں موجود ہے۔

دل کہے تو اقتصاد پر تبصرہ کریں، دل کہے تو اجتماعی حالت، تعلیمی پسماندگی، یا سیاسی کسمپرسی پر بات کریں، یہ زیادہ فائدہ مند بھی ہوگا اور ہم لال بجھکڑ بننے سے بھی بچ جائیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

گے۔مگر ہماری بھی عجیب حالت ہے کہ ہمارا دامن تار تار اور حالت خستہ اور ناگفتہ بہ ہے، مگر ہمیں اس کی فکر نہیں اور ایران و توران، سعودی و قطر اور امریکہ و اسرائیل پر ہماری توانائی صرف ہو رہی ہے۔ افسوس کہ ہمیں اپنے گریبان میں جھانکنے کا وقت تو نہیں ملتا، مگر دوسرے کے دل میں جھانکنے کے لیے ہم ہمہ وقت تیار و پریشان رہتے ہیں۔ بس اللہ رحم کرے، وہی ہمارا مالک ہے!

بہر حال آگے کیا ہوگا اللہ بہتر جانتا ہے، مگر سعودی عرب کے شاندار سیاسی اور دینی خدمات کے ریکارڈ کو دیکھتے ہوئے اسے کسی کا آلہ کار کہنا حد درجہ کی حماقت یا بغض وحسد کی انتہا ہے اور ہمیں اللہ کی ذات، اس کے فضل، پھر سعودی عرب کی زیرک سیاست اور ان کے نیک اعمال کی بدولت یہ قوی امید ہے کہ سعودی عرب ان مشکل حالات سے بھی ان شاء اللہ سرخ رو ہو کر نکلے گا اور اسلام دشمن ممالک اور گروپس، نیز منافقین اور صحافت کے لال بجھکڑوں اور خائنوں کے چہرے ایک بار پھر مزید سیاہ ہو جائیں گے!

اللہ تعالیٰ دولتِ توحید کی حفاظت کرے۔ آمین

☆☆☆